احادیث مبارکہ کی روشنی میں
ظہورِ مہدی سے پہلے وقوعِ پذیر حالات اور ہماری ذمہ داریاں
ایک تحقیقی و تطبیقی مطالعہ

احادیث الفتن میں ظہورِ مہدی سے پہلے پوری دنیا بالخصوص عالم اسلام میں وقوع پذیر حالات کا موجودہ صورت حال سے تطبیقی مطالعہ، امام مہدی علیہ الرضوان اور ان کے ساتھیوں کا احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں تعارف اور عصر حاضر میں ان کے نمایاں خدوخال، "مہدی مخالف" عناصر اور احادیث میں ان کی نشانیوں کا عصر حاضر میں ممکنہ تطبیق، امریکہ اور روس کے درمیان سرد جنگ، صدر صدام اور ایران کے مابین گذشتہ دس سالہ خونریزی، عراق اور کویت کی جنگ کا احادیثِ مبارکہ کی پیشن گوئیوں کے تناظر میں تطبیقی کاوش اور ان کے علاوہ دیگر چشم کشا حقائق قرآن وحدیث کے تحقیقات کی روشنی میں

تصنیف: مفتی ثناء اللہ

دارالافتاء دارالعلوم الرحمانیہ، ہوتی مردان

مکتبہ الرحمانیہ

اعلان دارالعلوم الرحمانیہ مردان

0313-3736809

ناشر

مکتبہ ابن عباس

اعلان مدرسہ ابن عباس تخت بھائی مردان

0344-9559130 0336-9559130

فقه التحولات والمتغيرات في إرهاصات المهدويات

احادیث مبارکہ کی روشنی میں ظہورِ مہدی سے پہلے وقوعِ پذیر حالات اور ہماری ذمہ داریاں
ایک تحقیقی و تطبیقی جائزہ

احادیث الفتن میں ظہورِ مہدی سے پہلے پوری دنیا بالخصوص عالمِ اسلام میں وقوع پذیر حالات کا موجودہ صورت حال سے تطبیقی مطالعہ، امام مہدی علیہ الرضوان اور ان کے ساتھیوں کا احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں تعارف اور عصر حاضر میں ان کے نمایاں خدوخال، "مہدی مخالف" عناصر اور احادیث میں ان کی نشانیوں کا عصر حاضر میں ممکنہ تطبیق، امریکہ اور روس کے درمیان سرد جنگ، صدر صدام اور ایران کے مابین گذشتہ دس سالہ خونریزی، عراق اور کویت کی جنگ کا احادیثِ مبارکہ کی پیشن گوئیوں کے تناظر میں تطبیقی کاوش اور ان کے علاوہ دیگر چشم کشا حقائق قرآن وحدیث کے تحقیقات کی روشنی میں

تصنیف: مفتی ثناءاللہ
دارالافتاء دارالعلوم الرحمانیہ، مردان

ناشر: مکتبہ ابن عباس، تخت بھائی، مردان
اندرون مدرسہ ابن عباس مزدور آباد
مکتبہ دارالعلوم الرحمانیہ، مردان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب: ـــــــ احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں ظہورِ مہدی سے پہلے وقوعِ پذیر حالات اور ہماری ذمہ داریاں ایک تحقیقی و تطبیقی جائزہ

مصنف:ـــــــــ مفتی ثناءاللہ، دارالافتاءدرالعلوم الرحمانیہ، مردان

صفحات:ـــــــــ ۱۹۲

اشاعت:ـــــــــ ۱۵رجب المرجب۱۴۳۹ھ/بمطابق ۲اپریل

ناشر:ـــــــــــ دارالافتاءدارالعلوم الرحمانیہ، مردان

ملنے کا پتہ: دارالافتاءدارالعلوم الرحمانیہ جامع مسجد فردوس خان ہوتی مردان03133736809

مکتبہ ابن عباس تخت بھائی، مردان03369559130-03449559130

ادارۃالرشید، بنوری ٹاون کراچی:03212045610

جامعہ فریدیہ ای سیون اسلام آباد

مکتبہ محمد، امیر اکبر مارکیٹ، کاٹلنگ، مردان-03149955402

مولانا ذاکر صاحب کاٹلنگ :03445142080

مکتبہ نعیمیہ، ہوتی مردان، 03025717378

مکتبہ محمودیہ، صوابی- مولانا عامر صاحب03129430416:

مکتبہ محمدیہ، ٹوپی صوابی، جناب عتیق صاحب:03448521836-03219898494

مفتی عادل رضا لوندخوڑ:03009326101

مولانا ظہور صاحب مردان:03131991422

جامعہ انوار العلوم مہران ٹاون کورنگی، کراچی:03322557675

جامعہ امداد العلوم، درویش مسجد پشاور:03349146268

مولانا ناصر الدین پشاور03109491123

مولانا سبحان اللہ پشاور:0301800066

فہرست مضامین

کچھ باتیں آئندہ صفحات کے بارے میں

پہلی بات: انبیاء کرام علیہم السلام اور صحابہ کرامؓ کے ہاں مغیبات میں بیان ہونے والے آئندہ کے حالات کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا، جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بچپن میں خواب دیکھ کر والد کو بتایا، توانہوں نے بیٹے کی فضیلت کو اپنی فراست سے جانچنے کے بعد دوسرے بھائیوں سے خواب بیان کرنے سے ممانعت فرمائی اور یہی خواب تقریبا چالیس سال بعد پورا ہوا، مگر بچپن کا یہ خواب اور اس کی تکمیل آپ کو اچھی طرح یاد تھی، اس لیے قرآن مجید میں فرمایا: "وقال یابت ھذا تاویل رویائي "اس خواب کو بھلایا نہیں۔

نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک چھ سال تھی، جب والدہ محترمہ دنیا سے رحلت کر گئیں، جب اللہ تعالیٰ نے غزوۂ خندق میں آپ ﷺ کو یمن اور شام کے محلات دکھائے، تو بچپن کی یاد باتیں بھی صحابہ کرامؓ کو بیان فرمائیں، کہ میری پیدائش سے پہلے میری والدہ کو شام کے محلات دکھائے گئے۔

دیکھنے کی بات ہے کہ والدہ محترمہ کی غیر معصوم باتیں آپ ﷺ نے فراموش نہیں فرمائیں، جس سے امتِ مسلمہ کو سبق ملتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے معصوم فرمودات کو ہر گز طاقِ نسیان میں ڈالنے کی جسارت نہ کی جائے۔

۲۔ نوح علیہ السلام کی قوم آئندہ آنے والی پیشن گوئی کا مذاق اڑاتی رہی، مگر اللہ تعالیٰ نے ان کی زبانی اس پیشن گوئی کو نقل فرمایا: "إن تسخروا منا فإنا نسخر منكم"

۳۔ چونکہ آئندہ آنے والی پیشن گوئیوں کی تکمیل کا تعلق ایمان بالغیب کے ساتھ زیادہ

ہے، اس لیے آپ ﷺ نے اہتمام کے ساتھ اسے بیان فرمایا، امتِ مسلمہ پر آنے والے ادوار میں عمومی فتن، خصوصی فتن، علاقوں، شہروں، قبائل اور مختلف افراد کے ناموں اور ان کے اوصاف و انداز کے ساتھ ذکر فرمایا اور ساتھ ان کے لیے تیاری کی تلقین بھی فرمائی۔

۴۔ پیشن گوئیوں کا فائدہ ہمارے لیے ایسا ہے جیسے کہ عمارت کی تعمیر سے پہلے نقشہ تیار کرنا، اس نقشے پر مکمل عمل کرنے سے تعمیر میں مطلوبہ اہداف پوری طرح حاصل کیے جا سکتے ہیں، جیسے کہ غلبۂ روم کی پیشن گوئی میں وقت کا اضافہ کیا گیا۔

۵۔ یہ پیشن گوئیاں مفید بھی ہیں اور آنے والے حالات کے لیے تیاری کا ایک آسان طریقہ بھی، یہودیوں نے اپنی کتب اور ابواب الفتن کی احادیث سے اپنے لیے صدیوں کا لائحہ عمل تیار کر رکھا ہے اور ہماری باتیں ہمارے خلاف استعمال کر رہے ہیں، جب کہ ہم نے ان احادیث میں صحیح، ضعیف اور حسن کے مراتب کو تو بیان کر دیا، مگر ان ضعیف احادیث سے آئندہ کے حالات کے لیے کم از کم احتمال کے درجے میں غیر قطعی پالیسیاں وضع نہیں کیں، جن کا خمیازہ آج پوری امتِ مسلمہ اٹھا رہی ہے، لیکن افسوس صد افسوس! ضعیف احادیث کو تو اپنے مسلکی متدلات اور مناظروں میں قبول کیا جاتا رہا، فضائل اعمال میں بیان کرتے رہے، مگر عملی کاروائی کے لیے تیار رہنے اور آئندہ پیش آنے والے حالات کے لیے نبی کریم ﷺ کی ان پیشن گوئیوں سے حالاتِ حاضرہ میں مدد لینے کے بارے میں ہم سے کوتاہی ہوئی، کیونکہ انہی احادیثِ مبارکہ سے ملکی و بین الاقوامی تعلقات اور مسلمانوں کی تربیت وغیرہ جیسے کئی اہداف مقرر ہو سکتے تھے۔

۶۔ **"حدیثِ ضعیف اگر صحیح احادیث کے خلاف نہ ہو اور واقعی کی صورت حال اس کی صحت کو بیان کرے، تو اگرچہ سند کے اعتبار سے یہ حدیث ضعیف ہوگی، مگر پھر بھی متن کا معنٰی صحیح کہلایا جائے گا"**۔ اس قاعدے کی روشنی میں کتاب میں آنے والی احادیثِ ضعیفہ اگرچہ سند کے اعتبار سے ضعیف ہیں، مگر معنٰی عصرِ حاضر کے موافق معلوم ہوتا ہے، اس لیے ان ضعیف احادیث کو صحیح احادیث کی تشریح میں بیان کیا گیا۔

۷۔ایسے ہی اسرائیلیات اور ضعیف احادیث جب عقائد اور احادیثِ صحیحہ کے مخالف نہ ہوں، تو احادیثِ صحیحہ کے لیے بطورِ تشریح ذکر کی جاسکتی ہیں، مگر صرف اسی پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ اہل کتاب کے پاس اپنے انبیائے کرام کی کئی ایسی سچی باتیں موجود ہیں، جن میں ابھی تک ترمیم نہیں ہوئی۔

دیکھئے: مجموع الفتاوی لعلامہ ابن تیمیہؒ ج۵ ص۴۶۴۔ ہدایۃ الحیاریٰ، لابن القیم، ج۲ ص۴۲۴۔

۸۔کتاب الفتن لنعیم بن حماد اور السنن الواردۃ فی الفتن للدانی کی اکثر احادیث ضعیف ہیں، اس لیے ان پر حکم نہیں لگایا گیا، ان کے علاوہ جن احادیث کا حکم معلوم ہوا، وہاں حکم درج کردیا گیا۔

۹۔دجال کے بارے میں حضرت عمرؓ، حضرت ابن عمرؓ، اور حضرت ابوسعید الخدریؓ قسم کھا کر کہتے ہیں کہ یہ دجال ہے، مگر قتل کرنے سے نبی کریم ﷺ نے منع کیا۔

۱۰۔ایک اہم سوال یہاں پر یہ اٹھایا جاتا ہے کہ اکابر علمائے دیوبند نے احادیث الفتن کی تطبیق کے بارے میں کوئی عمل منقول نہیں، لہذا اس سے اجتناب بہتر ہے۔

لیکن یہ بات قلتِ مطالعہ پر مبنی معلوم ہوتا ہے، ایسا ہر گز نہیں، بلکہ ہمارے اکابرین نے احادیث الفتن کی تطبیق کو نہایت اہمیت کے ساتھ نہ صرف بیان کیا ہے، بلکہ تطبیق بھی فرمائی ہے، مثلا بذل المجہود میں علامہ خلیل احمد سہارنفوریؒ نے کتاب الفتن، فتنہ السراء اور فتنہ الدھیماء کے ضمن میں وقتی حالات پر تطبیق دی ہے۔

دوسری بات: کتاب لکھنے سے پہلے بندہ کے ذہن میں موجودہ بدلتے حالات کے بارے میں کچھ سوالات جنم رہے تھے، جن کے جوابات پہلے مضامین اور بعد میں ساتھیوں کے مشورے سے مختصر کتابچہ کی شکل اختیار کر گئی وہ سوالات یہ تھے:

۱۔ کیا قدرت مشرق و مغرب میں امت مسلمہ کا منتشر اور بکھرا ہوا ایمانی شیرازہ ماتحت الاَسباب اکٹھا کرنا چاہتا ہے؟

۲۔ اس کے لیے تکوینی طور پر مقرر شدہ امور تقدیرِ ازلی میں طے ہوئے ہیں اور جن کی مختلف نشانیاں نبی کریم ﷺ نے ہمیں بیان فرمائی ہیں، موجودہ حالات کے ساتھ ان کا تطبیقی جائزہ لینے کی عصرِ حاضر میں ضرورت ہے؟

جب کہ اسلامی ممالک کفری طاقتوں کے مقابلے میں کسمپرسی کی جس افسوس ناک اور تاریک دور سے گزر رہے ہیں، اس میں احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں اہل السنۃ والجماعۃ کے اصولی موقف کو بیان کرنا اور لوگوں کو ظہورِ مہدی سے پہلے ان کی مدد پر ابھارنا، کیا وقت کا تقاضا نہیں؟

ایسے ہی ظہورِ مہدی سے پہلے احادیث مبارکہ میں بیان کیے گئے حالات اور شام و عراق میں مغربی طاقتوں، روسی نواز ممالک اور کمزور مسلمانوں کی سسکیوں کے خاتمے کے لیے احادیث الفتن کا ازِ سرِ نو مطالعہ، کیا ایک قیمتی متاع نہیں ہے؟

۳۔ میدانِ کار زار میں سر گرمِ عمل دنیا ومافیہا سے عام طور پر بے خبر، اصولی دینی بصیرت کے حاملین، آپس میں نرمی اور ملاطفت اور غیروں کے ساتھ گرمی اور ملحمت کا مظاہرہ کرنے والے، اپنوں کے متہم اور دھتکارے، غیروں کے محسود اور مبغوض، اپنوں کی نظر میں مغبوط اور پرایوں کی آنکھوں میں متہم، قرآن و حدیث کے عملی پیروکار، وقتی تقاضوں کو پسِ پشت ڈالے ہوئے حقیقی رہبروں کے فی الوقت قائدین، گمنام محققین اور بے نام مصنفین، ظاہری تکفیریین مگر حقیقتاً مصلحین کے ان حدی خواں قافلوں کے لیے حدیث کے مختلف کتب میں مکرر اور مقرر طے شدہ امور کی روشنی میں حالاتِ حاضرہ کے ساتھ مقارنہ کرنے کی غیر حتمی، ظنی اور غیر یقینی تطبیقی کاوش اور معاصرین کے سامنے ان امور کو زیرِ بحث لانا، کیا حکمت و مصلحت کے خلاف تو نہیں؟

۴۔ صحیح احادیثِ مبارکہ میں مذکورہ چھپے کردار اور حسان اور ضعاف روایات میں غیر ظاہر علامات کے حامل رجال کی نشانیوں کی روشنی میں اہل السنۃ والجماعہ کے اصولی موقف اور اجماعِ امت کے متفقہ تشریحات کے تناظر میں، مذہبی، سیاسی، تحقیقی اور تدریسی شعبہ ہائے دین کے علاوہ عمائدینِ امت کے لیے تلاشِ مہدی کے اسباب کے دائرئے کار اور وقتی مصالح کی روشنی میں، بصیرت کے ساتھ بطورِ تذکیرِ اصاغر للاکابر ظہورِ مہدی، ملحمۃ الکبریٰ سے پہلے اور بعد کے واقعات کا جزیرۃ العرب، برصغیر، افغانستان و خراسان، یورپ وامریکا، روس اور ترکی، ایران، عراق، لبنان، شام اور سعودی عرب کی موجودہ صورت حال سے متعلقہ احادیث الفتن کا ازِ سرِ نو تذکرہ، کیا اہمیت کا حامل ہے؟

ان سوالات کے علاوہ دیگر کئی بیش بہا عمدہ گوہر اور یکتا جوہر نما احادیثِ مبارکہ کے ساتھ حالات کی تسبیح میں پرونے کی کوشش کی گئی ہے۔

تاہم کتاب میں بیان ہونے والی ظہورِ مہدی کی نشانیاں اگرچہ قرآن وسنت کی روشنی میں مکمل ہوتی ہوئی نظر آرہی ہوں اور اس دوران کوئی ایک شخص مہدی ہونے کا دعویٰ کرے، تو اس کے پیچھے عام لوگوں کے لیے اس وقت تک جانا مناسب نہیں، جب تک علمائے کرام علامات کی روشنی میں خوب تحقیق کرکے ان کی اتباع نہ کریں۔

حفص بن غیاثؒ نے ایک مرتبہ سفیان ثوریؒ سے پوچھا کہ اے ابو عبداللہ، آج کل لوگوں نے مہدی کا تذکرہ بہت زیادہ شروع کررکھا ہے، آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟ سفیان ثوریؒ نے فرمایا: اگر وہ تمہارے دروازے پر سے گزر جائے، تب بھی اس کے بارے میں اس وقت تک فیصلہ نہ کرو، جب تک خوب خوب لوگ اس کے پاس آجاکر جمع نہ ہوجائیں، جب کہ علامہ خطابیؒ نے علی بن قادمؒ سے نقل کیا ہے کہ تم اس وقت تک مہدی کے ساتھ مت ملو، جب تک اسے خوب آزمانہ لو۔[1]

کتبِ احادیث میں قربِ قیامت سے متعلق بیان ہونے والی علامات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام علامات آپس میں منسلک ہوں گی اور تسلسل کے ساتھ یکے بعد دیگرے واقع ہوں گی، حالانکہ مقصود یہ نہیں ہوتا، بلکہ احادیث میں ان واقعات کے درمیان طویل

---

[1] کتاب العزلۃ للخطابی، کتاب جامع فی ترک مالا یعنی ورفض، باب فی التحذیر من عوام الناس والتحرز، رقم: ۱۴۱۔

زمانے کا فاصلہ مراد ہے، اسی کی وضاحت کرتے ہوئے عالمِ اسلام کے نامور و ثقہ عالمِ دین حضرت مولانا مفتی محمد تقی صاحب عثمانی دامت برکاتہم، لکھتے ہیں:

" فتن اور اشراط الساعۃ سے متعلق احادیثِ مبارکہ کے بارے میں اس بات کو جاننا چاہیے کہ احادیث اُس زمانے میں وقوع پذیر ہونے والے اہم واقعات کے بارے میں قربِ قیامت کے لیے بطورِ علامت وضاحت کرتی ہیں، اسی طرح یہ علامات ایک دوسرے کے بعد ذکر کرنے سے یہ وہم ہوتا ہے کہ یہ باہمی متصل واقع ہوں گی، حالانکہ ان میں حقیقتاً طویل زمانے کا فاصلہ ہوتا ہے، جب کہ روایت بالمعنیٰ میں راویانِ حدیث کی تصرف سے یہ صورتِ حال اور بھی زیادہ ہو جاتی ہے، اسی نکتے کی طرف علامہ طیبیؒ نے شرح المشکاۃ میں اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: "عمران بيت المقدس خراب يثرب، وخراب يثرب خروج الملحمة، وخروج الملحمة فتح القسطنطينية، وفتح القسطنطينية خروج الدجال" یعنی بیت المقدس کی آبادی یثرب یعنی مدینہ منورہ کی خرابی اور انہدام کا باعث ہوگی اور مدینہ منورہ کی خرابی ملحمہ کا شروع ہونا ہے اور ملحمہ کا شروع ہونا قسطنطینیہ کی فتح ہوگی، جب کہ قسطنطینیہ کی فتح دجال کے خروج کے لیے راستے ہموار کرے گی، قسطنطینیہ کی فتح کے بعد دجال فوراً نہیں نکلے گا، بلکہ یہ فتح ہونا اس کے خروج کی علامت ہوگی، یعنی فتح کے بعد دجال کے نکلنے میں تاخیر بھی ہو سکتا ہے۔[1]

---

[1] فتح الملہم لشیخ الاسلام تقی العثمانی، باب فی فتح القسطنطینیہ و خروج الدجال، ج۶ ص ۱۵۳۔

اس سے معلوم ہوا کہ علامات قیامت میں بیان ہونے والے واقعات میں جہاں تک اتصال اور تسلسل کا کوئی حالی یا مقالی قرینہ نہ ہو، تو باہمی اتصال ضروری نہیں، بلکہ خاصا فاصلہ بھی آسکتا ہے۔

واضح رہے احادیثِ مبارکہ اور عصر حاضر میں ان کی تطبیقات نہ حتمی ہیں اور نہ یقینی، بلکہ ظنی، غیر یقینی اور ممکنہ احتمال کے درجے میں صرف آنے والے حالات کے لیے عمومی احادیثِ الفتن کے ساتھ خصوصی مواقع اور افراد کے بارے میں بیان کی گئی احادیث الفتن کی روشنی میں قافلۂ حق کے ساتھ ملنے کی ایک جستجو اور دوسروں کو ترغیب کی ایک کوشش ہے، اللہ تعالیٰ مجھے بھی اخلاص ان عظیم ہستیوں کا مددگار بنائے اور قارئین کو بھی اس عظیم قافلے کے ساتھ دنیا اور آخرت میں شرکت نصیب فرمائیں۔

ثناءاللہ، دارالافتاء درالعلوم الرحمانیہ، مردان

۸رجب۱۴۳۹ھ/۲۰۱۸/۳/۲۵

****

مقدمہ

تیزی سے بدلتے حالات میں ہر طلوع ہونے والا نیا دن پچھلے سے بدتر معلوم ہوتا ہے، خصوصاً مسلمانوں کے لیے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شاید آئندہ یہ تسلسل مزید سختی کی صورت اختیار کرے اس کی تصریح نبی کریم ﷺ نے اپنے ایک ارشادِ مبارک میں کی ہے، فرمایا"عن أنس قال: «ما من يوم إلا والذي بعده شر منه»، سمعنا ذلك من نبيكم صلى الله عليه وسلم"[1]

اس روایت میں ہر نئی صبح کو دوسرے سے زیادہ شر والا اور بُرا فرمایا گیا، اسی طرح ایک دوسری حدیثِ مبارک میں بھی یہی مضمون فرمایا گیا :[2]

---

[1] مسند أبي يعلى الموصلي، مسند أنس بن مالکؓ، رقم: ۴۰۳۶، ج۷ ص۹۶۔
[2] مسند أبي يعلى الموصلي، مسند أبي ہريرة، رقم: ۶۵۴۲، ج۱۱ ص۴۲۱۔

"عمل نہ کرنے کے لیے کیا تم کو سرکش مالداری، بھلادینے والے فقر، فنا کردینے والی بیماری، آنے والی موت، بُرے غائب یعنی دجال کا انتظار ہے یا پھر عمل کے لیے قیامت کے منتظر ہو، جو بہت ہی ہولناک اور کڑوے گھونٹ کی مانند ہے"۔

اگر ہم اپنے گرد و پیش کے حالات پر غور کریں، تو یہی بات واضح ہوتی ہے کہ مسلمانوں پر دنیا بھر میں نت نئی سختیاں، قتل و قتال، ظلم و ستم اور جدید سخت ترین کے قوانین وغیرہ مسلط کیے جارہے ہیں۔

زمانے کے تغیرات اور رُوبہ زوال اُمت کی گرتی چھاؤں میں بعض پُر امید اور اطمینان بخش مبشرات ایسی ہیں جن کی طرف رسول اللہ ﷺ کے فرمودات میں اشارہ ملتا ہے۔ حضور ﷺ نے اس امت کے آخر میں خلافت علی منہاج النبوۃ کی خوشخبری سنائی ہے، چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: تم میں نبوت ہے، پھر نبوت ہی کے طریقے پر خلافت ہوگی، پھر اس کے بعد ملوکیت ہوگی اور اس کے بعد جبری نظام دنیا پر رائج ہوگا، پھر نبوت ہی کے طریقے پر خلافت قائم ہوگی۔[1]

اس حدیثِ مبارک سے متعلقہ تشریحات ان شاءاللہ باب اول میں تفصیلی طور پر ذکر کی جائیں گی، تاہم یہاں یہ بات بخوبی واضح ہوتی ہے کہ آخری زمانے میں اس امت کے لیے خلافت علی منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔

---

[1] مسند ابو داؤد الطیالسی، حذیفۃ بن الیمانؓ، رقم: ۴۳۹، ج۱ص۳۴۹۔ المعجم الکبیر للطبرانی، العشرۃ المبشرۃ، ابوعبیدۃ، باب ماجاء فی فساد الناس، رقم: ۳۶۸، ج۱ص۱۵۷۔ علامہ ہیثمیؒ نے اس حدیث کے رجال کو ثقات قرار دے کر اس حدیث کی تصحیح کی ہے۔ مجمع الزوائد، رقم: ۸۹۶۱، ج۵ص۱۸۹۔

ضرورتِ موضوع:

جس طرح دین کے دیگر شعبے ہیں، ایسے ہی احادیث الفتن کا مطالعہ، حالات کا تتبع اور اپنی بساط بھر کوشش کے مطابق دینی شعبوں کے ساتھ تمام وابستہ افراد کو احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں گذشتہ حالات اور آئندہ آنے والے مختلف واقعات کی غیر حتمی اور ممکنہ نشاندہی علمائے کرام کی اہم ذمہ داری معلوم ہوتی ہے جسے الحمد اللہ علمائے کرام وقتاً فوقتاً مختلف مواقع پر بیان کرتے چلے آرہے ہیں، ایسے ہی موجودہ حالات کے مطابق احادیثِ مبارکہ میں کی جانے والی پیشن گوئیوں کو صحیح، ضعیف اور شدید ضعیف کے تناظر میں حدیث پر محدثین کے کلام کو نقل کرتے ہوئے بیان کرکے اپنی تطبیق کو غیر یقینی، محض ظن کے درجے میں رکھ کر بیان کرنا نہ صرف اہم بلکہ ایک ضروری شعبہ معلوم ہوتا ہے۔

اسی کی طرف حضرت ابوہریرہؓ نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: عرب کے سامنے ایک ایسا شر قریب ہوتا ہوا نظر آرہا ہے جو خالی میدان میں تیز گھوڑے سے بھی زیادہ تیزی سے آنے والا ہے، جس میں کچھ اندھے، بہرے اور مشتبہ ایسے فتنے ہیں، جن کی وجہ سے آدمی صبح کو مسلمان، مگر شام کو کافر ہو جائے گا اور اگر چھوٹے لڑکوں کی بادشاہی اور

امارات کے علاوہ دیگر خرابیاں تمہیں بیان کرنے لگ جاؤں، تو تم "ابوہریرہ" کی یہ گردن کاٹ دو گے۔[1]

اِن دِنوں جس طرح زمانے کے حالات میں تبدیلی آ رہی ہے، یہ انقلابی تبدیلی جہاں ہمیں تفکر اور تدبر کی طرف دعوت دے رہی ہے، وہیں اس بات کی جانب بھی بلا رہی ہے کہ موجودہ ذخیرۂ احادیث اٹھا کر دیکھ لیں کہ کیا ان حالات کے بارے میں رسول اکرم ﷺ نے ہماری رہنمائی فرمائی ہے؟ اور مسلمان ہونے کے ناطے ہمارے اوپر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں؟

کیونکہ اسلام جس طرح دنیا کی تمام اقوام کے لیے سارے زمانوں میں زندگی گزارنے کے طریقوں کی طرف رہنمائی کرتا ہے، ایسے ہی ہر دور میں قرآن وسنت کی ہدایات سیاسی، سماجی اور بین الاقوامی طور پر وقوع پذیر ہونے والے حالات میں بھی ہمیں عقلی احتمالات اور غیروں کے رحم وکرم پر نہیں چھوڑتیں، بلکہ نئے حالات کی نہ صرف نشاندہی کرتی ہیں، بلکہ اس کے بارے میں تدابیرِ حفظ وامان کی جانب بھی اشارات فراہم کر کے سیدھی راہ پر گامزن ہونے کی تجاویز دیتی ہیں۔

قرآن وسنت میں عمومی احکام کی طرح ہر زمانے کے ساتھ مخصوص ہدایات بھی موجود ہیں، مگر آنے والے اَدوار کے لیے قرآن وسنت کے عمومی احکامات کی طرح

---

[1] جامع الاحادیث، مسند أبی ہریرۃ، رقم: ۴۲۶۴۱، ج۳۹ص ۳۲۰۔ حدیث کا یہ آخری حصہ مسند احمد اور بخاری میں بھی ہے۔ صحیح البخاری، باب حفظ العلم، ج ۱ص ۳۵، رقم: ۱۲۰۔ مسند احمد، ج۱۶ص ۵۶۳، رقم:۱۰۹۹۵۸۔

مخصوص زمانوں کے ان مبشرات سے پچھلے اَدوار میں باقاعدہ طور پر اعراض کا کیا گیا، جب کہ اس زمانے میں یہودیوں نے اپنے تھنک ٹینکس کو جہاں اپنے لیے پالیسیاں وضع کرنے پر مامور کر دیا ہے، وہیں مستشرقین کے ذریعے تحقیق کے نام پر مسلمانوں کے علمی تراث کو اپنے مملوکہ علاقوں سے نکال کر یورپ کے کتب خانوں میں منتقل کر کے اپنے محققین کے ذریعے کتب حدیث کی ان نقول کی روشنی میں اپنی پالیسیوں میں جگہ دے کر باقاعدہ طور پر موقع بہ موقع مسلمانوں کو رسوا اور ذلیل کرنے کے لیے ہر قسم کے حربے تلاش کر لیے ہیں۔

اور ہمیں باہمی تنازعات اور مسلکی تعصبات میں الجھا کر جہاں "لڑاؤ اور حکومت کرو" کے قاعدہ پر عمل کر کے وقتی غلامی میں مجبور و مقہور کر دیا، وہیں ہمارے علمی تراث سے فائدہ اٹھا کر ایجادات کے ساتھ ساتھ آنے والے حالات کے بارے میں رسولِ مقبول ﷺ کے بتائے ہوئے ارشادات سے آئندہ صدیوں تک کے حالات میں اپنے

لیے اور غیر مسلم اقوام کے لیے رہنمائیاں حاصل کیں۔

جب کہ سیکولرازم، لبرل ازم، کیپیٹلزم اور جمہوریت کے حقوق، آزادی اور عوام کو عوام پر حکومت کا جھانسہ دے کر مسلمانوں کو **"آئندہ آنے والے حالات کے لیے قرآن وسنت کی روشنی میں تجزیہ کر کے اپنی پالیسیاں وضع کرنے سے روکنے کے لیے اسلامی نصوص سے ہٹ کر نام نہاد انگریز محققین کی تجاویز اور ان کی تحقیقات پر اکتفاء میں کامیابیوں کے خوشنما خواب دکھائے"۔**

عصرِ حاضر اور ظہورِ مہدی:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَقُلْنَا مِنْ بَعْدِهِ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ اسْكُنُوا الْأَرْضَ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيفًا" ترجمہ": اور اس کے بعد ہم نے بنی اسرائیل سے کہا کہ تم اس زمین میں رہو سہو پھر جب آخرت کا وعدہ آجائے گا تو ہم تم سب کو جمع کر کے لے آئیں گے۔" سورۃ الاسراء: ۱۰۴۔

تشریح: اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے فرعون کی ہلاکت کے بعد بنی اسرائیل کو سرزمینِ مصر و فلسطین اور دنیا بھر میں رہنے کی اجازت عنایت فرمائی مگر قربِ قیامت اور نزولِ مسیح کا موقع جب آئے گا، تب بنی اسرائیل کو روئے زمین کے مختلف اطراف واکناف سے جمع کر کے فلسطین واپس لے آئیں گے۔[1]

موجودہ دور میں پوری دنیا سے یہودیوں کا فلسطین منتقل ہونا اور مسلمان بستیوں کو منہدم کر کے یہودیوں کی آبادکاری کرنا اس آیتِ مبارکہ میں بیان کی گئی پیشن گوئی کی حتمی تکمیل کی طرف بنی اسرائیل کو یہاں آباد کرنے کا سلسلہ معلوم ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بیت المقدس کے ارد گرد آبادیاں زیادہ ہو رہی ہیں اور آئندہ مئی جون ۲۰۱۸ میں امریکی سفارت خانہ بھی تل ابیب سے القدس منتقل ہونے جارہا ہے، اس صورت حال میں اگرچہ وقتی پریشانی ہر دردِ دل رکھنے والے مسلمان کو ہوتی ہے، مگر شاید تکوینی طور پر اللہ تعالیٰ "ظہورِ مہدی" کی خاطر فوج جمع کرنے کے لیے مسلمانوں کو کمزور کرنے کے باوجود مجتمع کر رہا ہے، جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے: " وَنُرِيدُ

---

[1] النکت والعیون للماوردی، ج۳ص۲۷۸۔

أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِينَ"

ترجمہ: اور ہم چاہتے تھے کہ جو لوگ ملک میں کمزور کر دیئے گئے ہیں ان پر احسان کریں اور ان کو پیشوا بنائیں اور انھیں (ملک کا) وارث کریں۔

اس آیتِ مبارکہ میں طاقتور کے مقابلے میں کمزور پر اپنا احسان کر کے پیشوا بنانا اور حکومتوں کا وارث ٹھہرانے کا خدائی قانون بیان فرمایا گیا۔ اگر عصرِ حاضر میں برمی اور شامی مسلمانوں پر کیے گئے مظالم کے بعد ظہورِ مہدی کی صورت میں کفار سے بدلہ لینے کے لیے اس آیتِ مبارکہ کو دوبارہ پڑھا جائے، تو یہ خدائی قانون اپنے تکمیلی مراحل کی طرف گامزن نظر آرہا ہے۔ اسی کی طرف ایک دوسری حدیث میں اشارہ فرمایا ہے کہ بیت المقدس کی تعمیر مدینہ منورہ کی خرابی کا باعث ہوگی اور مدینہ کی خرابی اس بات کی نشانی ہے کہ امام مہدیؑ کی قیادت میں پہلے شام کے سفیانی طاقتوں کے خلاف جنگ ہوگی اور پھر مغربی قوتوں کے خلاف اعماق میں "ملحمۃ الکبریٰ" لڑی جائے گی۔

احادیث مبارکہ میں ظہورِ مہدی سے پہلے مختلف علامات بیان کی گئی ہیں جن میں چند یہ ہیں:

۱۔ سرزمینِ شام پر روسی طاقتوں کا مسلمانوں کے قتلِ عام کے لیے آنا۔

۲۔ شام میں مسلمانوں کا آپس میں حکومت کے لیے لڑنا۔

۳۔ بعض مسلمانوں کا اسلامی نظام کے قیام کے لیے اپنی اولاد سمیت شام میں رہ کر لڑنا اور شہید ہونا۔[1]

۴۔ دجال اور ظہورِ مہدی سے چند سال پہلے دھوکہ بازوں، فساق، کم عمر اور کمزور لوگوں کا حکومت اور اہم عہدوں پر فائز ہونا[2]

۵۔ فوج اور پولیس کا زیادہ ہونا۔[3]

٦۔ اہل عراق کے بہترین لوگوں کا سرِ زمین شام منتقل ہونا اور شام کے شریر لوگوں کا عراق منتقل ہونا۔[4]

عصر حاضر سر زمینِ شام پر بنو قنطوراء (یعنی روسی افواج) کا مسلمانوں کے خلاف جنگ کے لیے آنا ظہورِ مہدی کی واضح دلیل ہے، اسی طرح حکومت کی خاطر شام میں مسلمان آپس میں کئی گروہوں میں بٹ گئے ہیں، جب کہ اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے اخلاص کے ساتھ لڑنے والے بھی آج شام میں موجود ہیں، ان کے علاوہ بیان کی گئی دیگر علامات کئی سالوں سے ہمارے ملک پاکستان اور دیگر کئی ممالک میں پورے ہوتی ہوئی ہمیں نظر آرہی ہیں۔

---

[1] یہ روایت حسن ہے۔ سنن ابی داود، باب فی ذکر البصرۃ، رقم: ۴۳۰٦، ج۴ ص ۱۱۳۔

[2] یہ روایت صحیح ہے۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۴۰۳٦، ج۲ ص ۱۳۳۹۔

[3] صحیح مسلم، باب النار یدخلھا الجبابرۃ، رقم: ۲۸۵۷، ج۴ ص ۲۱۹۳۔

[4] اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ دیکھئے: مسند احمد، رقم: ۲۲۱۴۵، ج۳٦ ص ۴٦۱۔

ان علامات سے معلوم ہوتا ہے کہ قربِ قیامت کی نشانیوں میں ایک بڑی نشانی یعنی ظہورِ مہدی کا دور تقریباً پہنچ چکا ہے۔

قربِ قیامت کی ایک علامت:

ارشادِ ربانی ہے: وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ

ترجمہ: ہم نے گھوڑے، خچر، گدھے پیدا کئے، تاکہ تم ان پر سوار ہو سکو اور ان کو اس لیے بھی پیدا کیا کہ یہ تمہارے لیے زینت بنیں، اور اللہ تعالیٰ پیدا کرے گا وہ چیزیں جن کو تم نہیں جانتے۔

تشریح: اس آیت مبارکہ کی تشریح میں مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اس میں وہ تمام نو ایجاد سواری گاڑیاں بھی داخل ہیں، جن کا زمانہ قدیم میں نہ وجود تھا نہ کوئی تصور، مثلاً ریل، موٹر، ہوائی جہاز وغیرہ جو اب تک ایجاد ہو چکے ہیں اور وہ تمام چیزیں بھی اس میں داخل ہیں، جو آئندہ زمانے میں ایجاد ہوں گی، آگے لکھتے ہیں: مولانا یعقوب صاحب نانوتویؒ فرمایا کرتے تھے کہ قرآن کریم میں ریل وغیرہ کا ذکر موجود ہے اور اسی آیت سے استدلال فرمایا۔[1]

ظہورِ مہدی اور عصرِ حاضر کا جدید اسلحہ:

عام طور پر لوگوں کے ذہن میں یہ بات ہوتی ہے کہ امام مہدی کے دور میں تلواروں سے جنگ ہوگی، دورِ حاضر میں موجود ٹیکنالوجی کے ذریعے جنگ نہیں کی جائے گی، ذیل میں چند روایات سے دورِ مہدی کی جنگ اور اُس زمانے میں استعمال ہونے والا اسلحے کے بارے میں کچھ دلائل ذکر کیے جاتے ہیں، جن سے یہ بات بخوبی واضح ہوتی

---

[1] معارف القرآن، ج۵ ص۳۱۹۔

ہے کہ موجودہ دور کے ترقی یافتہ ٹیکنالوجی ہی کے ذریعے آخری جنگیں لڑی جائیں گی۔ واللہ اَعلم

ا۔جدید ایجادات اور قربِ قیامت:

لا تقوم الساعة حتى يقبض العلم، وتكثر الزلازل، ويتقارب الزمان، وتظهر الفتن، ويكثر الهرج وهو القتل القتل حتى يكثر فيكم المال فيفيض

ترجمہ: "نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہو گی، یہاں تک کہ علم اٹھالیا جائے گا اور زلزلے کثرت سے آئیں گے، اور زمانے قریب ہو جائیں گے اور فتنے ظاہر ہوں گے، اور ہرج یعنی قتل زیادہ ہو جائیں گے، یہاں تک کہ تم میں مال کی اتنی کثرت ہو گی کہ مال بہنے لگے گا"۔[1]

تشریح: اس حدیث مبارک میں جس طرح دوسری علاماتِ قیامت کا تذکرہ کیا گیا، اسی طرح "یتقارب الزمان" کا بھی ذکر ہوا، اگر زمانوں کے قرب سے اہلِ زمانہ یعنی لوگوں کی آپس میں قرب یعنی "یتقارب اَھل الزمان"[2] مراد لی جائے، تو اس میں دور دراز علاقوں کے اسفار کا تھوڑے وقت میں طے کرنا بھی شامل ہو جائے گا، جیسے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ یعنی جس طرح سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوا کے ذریعے مہینے کے سفر کو صبح اور شام کے مختصر وقت میں طے کرنے کا معجزہ ظاہر ہوا تھا، شاید مراد یہ ہو کہ قربِ

---

[1] صحیح البخاری، ابواب الاستسقاء، باب ما قیل فی الزلازل، رقم: ۱۰۳۶، ج ۲ ص ۳۳۔

[2] فتح الباری، باب قول اللہ تعالیٰ: وتجعلون رزقکم، ج ۲ ص ۵۲۲۔

قیامت کے وقت ایک زمانے کے لوگ آپس میں تیز رفتار سواریوں کی بدولت قریب ہو جائیں گے۔

مسند احمد کی ایک روایت میں دجال کی سواری کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: کہ دجال کے گدھے کے دونوں کے کانوں کے درمیان تیس گز کا فاصلہ ہو گا۔[1]

اس سے معلوم ہوا کہ دجال اور اس سے پہلے دور میں جدید آلات کی ترقی میں ہوش ربا اضافہ ہوا ہو گا، اس لیے اس کی سواری کے لیے ایک بہت بڑا گدھا (جو چالیس گز لمبا ہو گا، وہ) تیار کیا جائے گا، جو آج کے دور میں جہاز کی شکل میں موجود ہے۔ واللہ اعلم

۲۔ جدید اسلحہ اور قرب قیامت کی نشانیاں:

عن عبد الله بن عمرو، قال:"يملك الروم ملك لا يعصونه أو لا يكاد يعصونه شيئا..... ولا تكل سيوفهم ولا نشابهم، ولا نيازكهم، وأنتم مثل ذلك"[2]

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ روم یعنی مغرب کے ہاتھوں مسلمانوں کے ایسے بادشاہ ملیں گے، کہ وہ ان کی نافرمانی نہیں کر سکیں گے اور نہ اس بارے میں سوچ سکے گا، مزید فرمایا کہ ان کے ہتھیاروں میں تلوار، نیزے اور آگ پھینکنے والے آلات، لڑائی سے نہیں تھکیں گے، اور اس زمانے میں تم بھی روم کی طرح ہو گے۔

---

[1] مسند احمد، مسند جابر بن عبداللہ، رقم: ۱۴۹۵۴، ج ۲۳ ص ۲۱۱۔

[2] الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۱۲۵۰، ج ۱ ص ۴۱۵۔

تشریح: اس حدیثِ مبارکہ میں قربِ قیامت کے وقت روم یعنی عیسائی طاقتوں کے ہاتھوں ایک ایسا بادشاہ آئے گا، جو روم کی عیسائی قوتوں کی مخالفت کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکے گا، جب کہ عیسائیوں کے اسلحے، تلواریں اور آگ پھینکنے والے ہتھیار جنگ میں تھکاوٹ کا شکار نہیں ہوں گے۔

اس حدیث مبارک میں فرمایا کہ "نیازک"[1] یعنی آگ پھینکنے والے آلات رومیوں کے پاس بھی ہوں گے اور تمہارے پاس بھی انہی کی طرح ساز و سامان ہوگا جو استعمال کرنے سے نہیں تھکیں گے، اس سے مراد کیا عصرِ حاضر کا جدید اسلحہ راکٹ لانچر مراد نہیں؟

۳۔ پرندوں کے پروں سے ہلاکت پھیلانے والا اسلحہ اور امام مہدی کا دور:

ويل للعرب من شر قد اقترب، الأجنحة وما الأجنحة؟ الويل الطويل في الأجنحة، ريح فيها هبوبها، وريح تهيج هبوبها،[2] وريح تواحي هبوبها[3]

ترجمہ: عرب کے لیے نزدیک آنے والے شر سے ہلاکت ہے، جس میں پرندوں کے پر ہوں گے، تمہیں معلوم ہے کہ وہ پر کیسے ہوں گے؟ لمبا افسوس! پرندوں کے یہ پر

---

[1] نيازك جمع نيزك: جرم سماوي يسبح في الفضاء فإذا دخل في جو الأرض احترق وظهر كأنه شهاب ثاقب متساقط.معجم اللغة العربية المعاصرة، ج۳ص۲۱۹۵۔

[2] الفتن لنعیم بن حماد، رقم:۵۵۷،ج اص ۲۰۴۔ جامع معمر بن راشد، ج ۱۱ص ۳۵۲، رقم: ۲۰۷۳۰

[3] قال الزبیدی: الوحی، النار، و قال ثعلب: سالت ابن الاعرابی: ماالوحی؟ قال الملک، فقلت: ولم سمی بذلک؟ قال: کانہ مثل النار ینفع ویضر۔ تاج العروس، مادۃ: وحی، ج ۴۰ص ۱۷۳۔

ہواؤں میں تیزی پیدا کر کے بھڑکا دے گا، اور ان ہواؤں میں آگ کی تیزی داخل ہو کر شعلوں کی صورت پیدا ہو جائے گی۔

تشریح: اس روایت میں ہواؤں سے بمباری کرنے اور ایسے جہازوں کی طرف اشارہ ہے، جو اپنے پروں سے میزائلوں کو پھینک کر لوگوں کو برباد کر دیتے ہیں جب کہ اسی روایت میں ان ہواؤں کے چلنے کے بعد عورتوں کا اپنی عزتوں، عصمتوں اور مردوں پر رونے کا تذکرہ اس بارے میں باقاعدہ تصریح سے معلوم ہوتا ہے اور یہی نقشہ امام مہدیؒ کے دور کا نقل کیا گیا ہے۔

۴۔ جب کہ حضرت کعب احبارؒ کی روایت میں یہ بھی تصریح ہے، فرمایا: ثم يسلط الله على الروم ريحا وطيرا تضرب وجوههم بأجنحتها فتفقأ أعينهم، وتتصدع بهم الأرض، فيتلجلجوا[1] فيمهوى بعدصواعق ورواجف تصيبهم[2]

ترجمہ: پھر اللہ تعالیٰ رومیوں پر ایسے ہوائیں اور پرندے مسلط کر دیں گے، جو ان کے چہروں کو اپنے پروں سے مار مار کر ان کی آنکھیں پھوڑ دیں گے اور ان کے لیے زمین کو پھاڑ دے گی، ان پرندوں کی تیز آوازوں سے زمین میں سخت حرکتیں رونما ہوں گی اور یہ رومی زمین کے ایک گہرے گھڑے میں دھنس جائیں گے۔

تشریح: اس روایت کو عصر حاضر کے تناظر میں دیکھا جائے، تو یہی بات سامنے آتی ہے کہ امام مہدیؒ کے پاس ایسا اسلحہ ہو گا، جس کی شکل پرندوں کی طرح ہو گی، جس میں تیز

---

[1] قال الجوہری: جلجلت الشی إذا حركتهبيدک۔ الصحاح تاج اللغة، ج۴ ص۱۶۵۹۔

[2] الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۱۲۹۰، ج۲ ص۴۴۹۔

ہوا ہو گی اور وہ پرندہ نما اسلحہ اپنی کاروائی کی وجہ سے زمین پھاڑ کر کانوں کو بہرہ کرنے والی آواز اور زمین کو تیز حرکت دینے والی زور کی وجہ سے ان کی آنکھوں کو اپنے پھپھوٹوں سے نکال کر ان کے چہروں مار دے گی۔

یہ روایت آج کل کے بموں اور میزائلوں کے علاوہ دیگر اسلحوں کے استعمال کی طرف واضح نشاندہی کرتی ہے، کیونکہ موجودہ جنگوں میں یہی اسلحہ استعمال ہوتے ہیں۔

۵۔قربِ قیامت میں جراثیمی ہتھیاروں کا استعمال:

جب کہ ایک اور روایت میں اس کی مزید وضاحت ملتی ہے، فرمایا: ولأنزلن عليك ثلاث نيران: نار من زفت، ونار من كبريت، ونار من نفط، ولأتركنك جلحاء قرعاء، لا يحول بينك وبين السماء شيء، ليبلغن صوتك ودخانك، وأنا في السماء[1] ترجمہ: اور ضرور بالضرور تم پر تین آگ اتاریں گے، ایک آگ تارکول سے بنی ہوئی، دوسری آگ گندھک سے بنی ہوئی اور تیسری آگ جلتے تیل سے بنی ہوئی ہو گی، جس کے اثرات سے تمہارے جسم سے بال اور چمڑہ اکھڑ جائے گا اور تمہاری آبادیاں منہدم ہو کر چٹیل میدان بن جائیں گی، جس کے بعد آسمان اور تمہارے مابین کوئی حائل نہیں ہو گا اور ضرور تمہاری آوازیں، چیخ و پکار اور اس کے بعد زمین سے اٹھنے والا دھواں ضرور آسمان کی طرف اٹھے گا۔

تشریح: دورِ مہدی میں مسلمان اور کفار ایک دوسرے پر تین قسم کی مختلف آگ برسائیں گے: ا۔وہ آگ جس میں تارکول کا استعمال ہو گا، دورِ حاضر میں جراثیمی

---

[1] الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۱۳۱۳، ج ۲ ص ۴۶۶۔

ہتھیاروں کی ایک قسم ایسی بھی موجود ہے، جس میں تارکول کی طرح معدنیات استعمال ہوتے ہیں۔

۲۔ وہ آگ جس میں گندھک کا استعمال ہوگا، موجودہ مہلک اسلحوں میں گندھک اور تیزاب کا استعمال عام طور پر ہوتا ہے، جس کے گیس نما خطرناک اثرات کی وجہ سے متاثرین کے جسموں سے چمڑے اور بالوں کے ادھڑنے کے علاوہ موذی بیماریوں کا شکار ہوتے ہے، ان دنوں شامی فسادات میں اکثر خبروں میں ان جیسے ہتھیاروں کے استعمال کا انکشاف ہوا ہے۔

۳۔ وہ آگ جس میں تیل ہوگا، جراثیمی اور مہلک ہتھیاروں میں بیرل بم کا ذکر اکثر وبیشتر ہوتا رہتا ہے جن کے استعمال کے بعد متاثرین کے بدن آگ لگ کر جھلس جاتے ہیں۔

اس کے بعد فرمایا: کہ ان ہتھیاروں کے بعد لوگوں کے گھروں اور دوسری عمارتوں کے چھت گر کر زمین پر آجائیں گی اور بطورِ چھت بسنے کے لیے آسمان اور متاثرین کے درمیان کوئی حائل نہیں ہوگا۔

اس روایت میں جنگی اسلحوں کا تذکرہ دورِ حاضر کے مہلک اور جراثیمی ہتھیار سے کیا جائے تو یہی بات سامنے آتی ہے کہ نصوص میں بیان ہونے والی آگ سے معاصر ہتھیار ہی مراد ہیں۔

٦۔ بمباری اور امام مہدی کا دور:

حضرت کعب احبارؒ کی ایک روایت میں لڑی جانے والی جنگوں کے بارے میں فرمایا:

"لولا أن أشهد الملحمة العظمى فإن الله تعالى يحرم على كل حديدة أن

تجبن، فلو ضرب الرجل يومئذ بسفود لقطع"[1] **کیوں نہ اس بڑے ملحمہ میں مجھے** حاضری نصیب ہوتی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر لوہے پر بزدلی کو ممنوع کر دیا ہے، اس ہونے والی جنگ میں اگر ایک آدمی کو "سفود" جیسے چھوٹے لوہے سے مارا جائے تو بھی پھٹ جائے۔

تشریح: اس روایت میں کعب احبارؒ نے قربِ قیامت میں امام مہدیؑ کی قیادت میں لڑی جانے والی لڑائی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس جنگ میں لوہا بزدلی کے بغیر، انتہائی دلیرانہ طور پر اپنا کام کرے گا، جب کہ اس دوران اگر ایک آدمی کو "سفود" چھوٹے لوہے سے مار دیا جائے، تو وہ ٹکڑے ہو جائے گا۔ یعنی اس دور میں لوہے کا بے دریغ استعمال کریں گے جس میں عام طور پر ایک دوسرے کے خلاف لوہے کو استعمال کریں گے، کیونکہ حضرت کعب احبارؒ کے بقول اللہ تعالیٰ نے لوہے کے لیے ڈر کو ممنوع کر دیا ہے کیا آج کے دور میں میزائل اور بموں کے علاوہ گولیوں کا استعمال اس کی واضح نشاندہی نہیں کرتا؟[2]

اس روایت کے دوسرے حصے میں "سفود" کا تذکرہ آیا ہے اس بارے میں علامہ جوہری لکھتے ہیں: "السفود بالتشديد: الحديدة التي يشوى بها اللحم"[3] سفود سے مراد وہ لوہا ہے جس سے گوشت کو بھنا جاتا ہے۔

---

[1] الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۱۲۵۳، ۱۳۷۷، ج ا ص ۴۲۲، ج ۲ ص ۴۹۰۔

[2] الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۱۲۵۰، ج ا ص ۴۱۵۔

[3] الصحاح تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ، مادۃ: سفد، ج ۲ ص ۴۸۹۔

اس روایت میں بظاہر موجودہ دور میں استعمال ہونے والی گولیوں کی باقاعدہ تصریح معلوم ہوتی ہے کہ ملحمہ عظمیٰ میں استعمال ہونے والی جنگی آلات میں ایک چھوٹا لوہا استعمال ہوگا جس سے پرانے دور میں گوشت کو بھنا جاتا تھا جب اس چھوٹے لوہے کو مدِ مقابل پر پھینکا جائے گا تو وہ آدمی اس سے ٹکڑے ہو جائے گا کیا یہ ساری باتیں آج کل کلاشنکوف اور بڑی رائفل کی گولیوں میں نہیں دیکھی گئیں کہ وہ آدمی کو لگ کر اس کے بدن کو ٹکڑے کر دیتا ہے ۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آخری زمانے میں مہدی کے پاس اس اسلحے کا ہونا ممکن ہے جیسا کہ اس روایت میں اس کی طرف واضح اشارہ ملتا ہے۔

حضرت کعب احبارؓ کی ایک دوسری روایت میں آج کل کے اسلحوں اور ان کی گولیوں کے بارے میں واضح تصریح موجود ہے، فرمایا: ویسلط أسلحة الموحدين عليهم، فلو ضرب مؤمن بوتد لقطع[1] "اور موحدین کا اسلحہ ان رومی کفار پر مسلط ہوگا، اگر ایک مومن اس دور میں کوئی ایک کیل بھی کافر کی طرف پھینکے گا، تو اس کے لگنے سے وہ کافر ٹکڑے ہو جائے گا۔

اس روایت میں "لوہے کی کیل یعنی وتد اور بولٹ "کیا موجودہ اسلحوں میں استعمال کی جانے والی گولی کے بارے میں نہیں ؟اس روایت سے بھی یہی معلوم ہوا کہ امام مہدیؓ کے دور میں انہیں لوہے سے بنی گولیوں کا استعمال عام جنگوں میں ہوگا۔

---

[1] الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۱۲۹۰، ج۲ ص۴۴۹۔

۷۔جنگ میں امام مہدی کے پاس جدید اسلحہ ہوگا یا پُرانی تلواریں؟

حضرت کعب احبارؒ کی ایک روایت میں تلواروں کے بارے میں فرمایا: ویسلط الحدید بعضه علی بعض، لا یضر الرجل أن یکون معه سیف لا یجدع الأنف، لا یکون مکانه الصمصامة، لا یضعه علی شيء إلا أبانه[1]

ترجمہ: مسلمان اور کفار آپس میں ایک دوسرے پر جنگ میں لوہا مسلط کریں گے۔اگر کسی کے پاس جنگ میں ناک تک نہ کاٹنے والی تلوار بھی نہ ہو، تو کوئی نقصان کی بات نہیں ہوگی اور جنگ میں کامیابی کے لیے اس کو تیز کاٹنے والی تلوار کی ضرورت نہیں ہوگی کسی چیز پر وہ لوہا نہیں رکھا جائے گا مگر تیز کاٹ نہ ہونے کے باوجود بھی اسے اپنی جگہ سے جدا کر دے گا۔

تشریح: میدانِ جنگ میں تیز کاٹنے والی تلوار کی ضرورت نہ ہونا اور آپس میں دورانِ جنگ لوہا مسلط کرنے سے سوائے اس کے اور کیا مراد ہو سکتی ہے کہ موجودہ دور کی رائفل، کلاشنکوف اور دیگر جدید آلات سے ہی جنگ ہوگی، اس لیے تو تلوار کی ضرورت نہ ہوگی۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: تیز دھار نہ ہونے کے باوجود جس طرف اس تلوار کا رخ پھیرے گا، تو وہ چیز اپنی جگہ سے جدا ہوگا یعنی جس طرف نشانہ مقصود ہوگا،اسی طرف نشانہ لگا کر ہدف ہی لگے گا، جو آج کل کے اسلحے میں بخوبی پایا جاتا ہے۔

---

[1] الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۱۲۵۱، ج ۱ ص ۴۱۶۔

۸۔امام مہدی کی خبر دنیا بھر کی ہر زبان میں آسمان سے ملنا:

عن عمار بن ياسر رضي الله عنه: النداءعند قتل النفس الزكية، قال في عقد الدرر: وهذا النداء يعم أهل الأرض، ويسمعه كل أهل لغة لغتهم.

ترجمہ: ظہورِ مہدی سے پہلے نفس ذکیہ کو جب قتل کیا جائے گا،(تو امام مہدی کی بیعت کا اعلان) روئے زمین پر رہنے والے تمام لوگوں کو اپنی اپنی زبانوں میں سنائی دے گا۔[1]

اس روایت میں امام مہدیؒ کے ظہور کے اعلان کو پوری زمین کے لوگ اس طور پر سنیں گے کہ یہ اعلان ہر علاقے کے لوگوں کو ان کی زبانوں میں سنائی دے گا اور اس طرح تمام دنیا کے مسلمانوں کو اطلاع مل جائے گی۔

اس روایت میں کیا انٹرنیٹ کے استعمال اور ہر علاقے کے لیے اپنی اپنی زبانوں میں نیوز چینل اور انٹرنیٹ پر شائع ہونے والی خبروں کی طرف اشارہ تو نہیں؟ ظاہراً یہی صورت معلوم ہوتی ہے۔ واللہ أعلم بحقیقۃ الحال

عیسیٰ علیہ السلام کا دور اور گھوڑوں کا استعمال حدیث مبارک میں:

حضرت ابو امامہ باہلیؓ کی ایک طویل حدیث میں فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں گھوڑے کی قیمت چند دراہم ہوں گے، تو صحابہ کرامؓ نے پوچھا: کیا اس دور میں گھوڑے سستے ہوں گے، تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، لیکن اس زمانے میں جنگ کے لیے گھوڑے کی سواری ہمیشہ کے لیے نہیں رہے گی۔[1]

---

[1] الاشاعۃ لأشراط الساعۃ، ص ۲۲۵۔

اس روایت میں اگر غور کیا جائے، تو یہ بات بخوبی معلوم ہوتی ہے کہ آج کل جنگ کے دوران گھوڑوں کا استعمال تقریباً مفقود ہو چکا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ آخری دور میں لڑی جانے والی جنگوں میں گھوڑوں کا استعمال سواری کے لیے نہیں ہوگا، بلکہ دیگر آلات استعمال ہوں گے، جیسے کہ آجکل کی گاڑیاں وغیرہ۔

ظہورِ مہدی کے بارے میں اہل السنۃ والجماعۃ کا مسلک:

امام مہدیؒ کے بارے میں صحیح، حسن اور ضعیف روایات سے اتنی بات معنوی تواتر کے طور پر ثابت ہوتی ہے کہ قربِ قیامت میں اہل بیت میں سے ایک عادل بادشاہ کا ظہور ہوگا۔ اس بات کی تصریح امام بیہقیؒ، علامہ مزی، علامہ ذہبیؒ اور ان کے علاوہ دیگر متقدمین و متاخرین فقہاء و محدثین نے فرمائی ہے۔[2]

امام ترمذیؒ، امام مسلمؒ، امام ابن حبانؒ، امام حاکمؒ، علامہ ابن تیمیہؒ اور علامہ ابن القیمؒ کے علاوہ علامہ حافظ عراقیؒ اور علامہ ابن حجرؒ وغیرہ محدثین کرام نے ان احادیث کی تحسین کی ہے۔

اہل السنۃ والجماعۃ کے کتب عقائد میں تیسری صدی کے علامہ ابو محمدؒ نے شرح السنۃ میں یہ عقیدہ نقل فرمایا ہے، جب کہ علامہ آبری نے مناقب الشافعی میں امام مہدی کے اہل بیت اور عادل بادشاہ ہونے کا عقیدہ متواتر اور مشہور احادیث سے ثابت کیا ہے اور

---

[1] یہ حدیث ضعیف ہے۔ دیکھئے: سنن ابن ماجہ، باب فتنۃ الدجال و خروج عیسی علیہ السلام، رقم: ۴۰۷۷، ج۲ ص۱۳۵۹۔

[2] المنار المنیف فی الصحیح والضعیف لابن القیم، فصل ۵۰، ج۱ ص۱۵۵۔

اسے متفقہ عقیدہ شمار کیا ہے، متقدمین میں سے ابو بکر بن ابی خیثمہؒ اور علامہ خطابیؒ نے ظہورِ مہدی کو ایک یقینی عقیدہ قرار دیا ہے۔[1]

اس وجہ سے حافظ ابو نعیم اصفہانیؒ نے "کتاب المہدی"، علامہ سیوطیؒ نے "العرف الوردی فی أخبار المہدی" علامہ ہیثمیؒ نے القول المختصر فی المہدی المنتظر وغیرہ کثیر کتابیں اس موضوع پر لکھی ہیں، جس میں اس موضوع سے متعلق متعدد احادیث سے امام مہدیؒ کا ظہور ثابت کیا گیا ہے۔

واضح رہے جب امام مہدیؒ کے ظہور کا عقیدہ صحیح اور حسن روایات سے ثابت ہوا تو اس بارے میں عقیدہ رکھنا ضروری ہے جب کہ احادیث مبارکہ سے ثابت شدہ عقیدہ کا انکار کرنا بہت زیادہ خطرناک معاملے کی طرف جا سکتا ہے۔[2]

مرجئہ اور ظہورِ مہدی:

عصر حاضر کے بعض مسلمان محض صوم وصلاۃ کی پابندی کو اسلام شمار کرتے ہیں اور ہر گناہ چاہے کبیرہ ہو یا صغیرہ اس کی وجہ سے ایمان کی کیفیت میں کمی زیادتی اور ایمان کے ثمرات ومنافع پر نقصان کے قائل نہیں،[3] یہی وجہ ہے کہ وقتاً فوقتاً منتشر گناہوں کو اسلامی لبادہ اوڑھنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں، جیسا میوزک، کفار کے

---

[1] الاحتجاج بالأثر علی من أنکر المہدی المنتظر، ج ا ص ۲۸، ۲۵۹۔

[2] ایضا۔

[3] الملل والنحل للشہرستانی، الفصل الخامس: المرجئہ، ج ا ص ۱۳۹۔

ساتھ مسلمانوں کے خلاف تعاون اور خالص سودی معاملات وغیرہ کے جواز میں قرآن وحدیث کے نصوص پیش کرتے رہتے ہیں۔

حدیث: حضرت حذیفہؓ، حضرت ابو امامہ باہلیؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے متعدد طرق سے کتب حدیث میں مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسلام کے بنیادی احکامات ایک ایک کرکے ٹوٹتے جائیں گے، جب بھی ایک حکم ٹوٹ جائے، تو لوگ اس کے ساتھ ملے دوسرے حکم کو مضبوطی سے تھام لیں گے، سب سے پہلے ٹوٹنے والا چیز اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ کرنا ختم ہو جائے گا اور آخری میں ختم ہونے والا حکم نماز ہو گا۔[1]

تشریح: ایک دوسری حدیث میں اس کی وضاحت منقول ہے، کہ کوئی شخص گناہ کرنے والے کو منع کرنے پر قادر بھی نہیں ہو پائے گا اور "مہ، مہ" بھی نہیں کہہ سکے گا، مزید فرمایا: کہ پچھلی اقوام کی پیروی میں تم سب کچھ کر جاؤ گے، یہاں تک کہ اگر انہوں نے گندگی کو خشک یا تر کرکے کھایا ہو، تو تم بھی اسی نام سے کھانا شروع کرنے لگو گے، مگر چند خصال ایسے ہیں جن میں یہ امت پچھلی امتوں سے آگے ہو جائے گی، جن میں مردوں کو قبروں سے نکالنا، خواتین کو فربہ کرکے چربی کی وجہ سے موت تک پہنچانا، مردوں کا مردوں کے ساتھ اور عورتوں کا عورتوں سے شہوت پورا کرنا اور اگر یہ کام تم نے شروع کیے تو تمہیں بھی آسمانی پتھروں کا نشانہ بننے اور زمین میں دھنس جانے کا شکار ہونا پڑے گا، تاکید کے لیے قسم کھا کر حضرت حذیفہؓ

---

[1] مسند احمد، مسند ابی امامۃ الباہلی، رقم: ۲۲۱۶۰، ج ۳۶ ص ۴۸۵۔

نے فرمایا یہ باتیں اپنی رائے سے نہیں، بلکہ حق اور یقینی امور کی نشاندہی کر رہا ہوں۔[1]

مذکورہ بالا حدیث اور عصر حاضر کا صورت حال ملاحظہ فرمایئے، تو بخوبی یہ بات بآسانی معلوم ہوتی ہے کہ آہستہ آہستہ ہم نے دین کے تمام مضبوط احکامات کو ایک ایک کر کے چھوڑ دیا، جن سب سے پہلے قوانینِ اسلامی کا نفاذ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حقیقی

مفہوم، ہر آنے والی نئی گناہ کے لیے اسلامی جواز کا سرٹیفکیٹ، مغرب کی پیروی میں تمام امور کو انہی کی پالیسیوں کے مطابق سرانجام دینا تمام کے تمام کام ہم نے پورے کر دیئے اور ظاہری احکامات نماز وحج، زکوٰۃ وصوم کو مکمل دین سمجھ کر اسی پر اکتفاء کرتے ہوئے دیگر اسلامی تعلیمات سے اعراض کر کے چشم پوشی کا رویہ آج کے مسلمانوں کا وتیرہ بن چکا ہے۔اسی کے بارے میں علامہ اقبال کہتے ہیں:

جو ہند میں ملا کو ملی سجدے کی اجازت ناداں یہ سمجھ بیٹھا کہ اسلام ہے آزاد

آخر دور میں امام مہدیؓ کے ظاہر ہونے والے اکثر کرامات اور دنیا کے ظلم وستم، کفر وعدوان کو اسلامی انصاف اور عدل سے بھرنے کے باوجود لوگ دجالی طاقتوں کی پیروی میں زندگی گزارنے اور اپنی مسلمانی پر خوش ہوں گے اور جب دجال آجائے گا، تو اس کی پیشانی پر ظاہری طور پر کافر کا لفظ دیکھتے ہوئے بھی شاید اسی وقت بھی

[1] البدع لابن وضاح، رقم: ۱۹۳، ج۲ص۱۳۷۔

"کفر دون کفر" یعنی بڑے کفر کو چھوڑتے ہوئے چھوٹا کفر اختیار کرنے کو ترجیح دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کفر اور کفار کی مشابہت سے بچنے اور مکمل دین پر صحیح طریقے سے عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

باب اول

قرآن وسنت کی روشنی میں ظہورِ مہدی سے پہلے عالمی سیاست کے بدلتے حالات اور عصر حاضر میں ان کا تطبیقی مطالعہ:

حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور سے قبل دنیا میں چند تبدیلیاں واقع ہوں گی، جن کے بعد امام مہدی کا ظہور ہو گا، ان عالمی انقلابات ظاہر ہوں گے، جن میں کچھ تبدیلیاں سیاسی ہوں گی اور بعض تبدیلیاں معاشرتی، مذہبی، انفرادی اور

شخصی اعتبار سے ہوں گی۔ اس فصل میں ظہورِ مہدی سے پہلے سیاسی تبدیلیوں کا قرآن وحدیث کی روشنی میں جائزہ لے کر عصرِ حاضر کے تناظر میں ان کا جائزہ لینے کی کوشش کریں گے۔

ظہورِ مہدی سے پہلے سیاسی تبدیلیوں میں دنیا بھر بادشاہتوں کا اختتام، خلافت کا سقوط اور دنیا پر جبری نظام حیات کا تسلط اہم امور ہیں، جن کی ریشہ دوانیاں یہود کی بدنامِ زمانہ فری میسن تنظیم الومیناٹی یعنی "الماسونیہ" سے ملتی ہے، جن کا بنیادی مقصد دنیا بھر سے یہودیوں کو اکٹھا کر کے سرِ زمین مقدس میں آباد کر کے مسلمانوں کی خلافت کا خاتمہ کرنا اور اسلامی ممالک کو تقسیم کر کے ان اختلافات اور فرقہ واریت کی جڑیں داخل مضبوطی سے داخل کرنی ہے، تاکہ مسلمانوں کے ذہنوں سے اسلامی خلافت کا سبق یکسر طور پر ختم ہو کر محض نام کے مسلمان باقی رہ کر آنے والے دجالی نظام کے مکمل تابع ہو کر جیئے اور جو اس پالیسی کی مخالفت کریں، تو اسے روئے زمین سے ختم کر کے لوگوں کے سامنے رسوا وذلیل کریں، ان اکثر مقاصد یہود کو کامیابی ہوئی، مگر روزِ اول سے احیائے خلافت کی کوششیں چلتی رہیں۔

ذیل میں امام مہدی کی ظہور کے لیے سیاسی شروط میں سے اسرائیل کا قیام اور افغانستان کا جہاد ایسی اہم کڑیاں ہیں، جن کے ساتھ دیگر تمام امور خود بخود وابستہ ہو جاتے ہیں۔

ظہورِ مہدی کے لیے پہلی سیاسی شرط یعنی اسرائیلی ریاست کی قیام:

ظہورِ مہدی کے لیے سب سے پہلی شرط اسرائیلی ریاست کا قیام اہم ستون ہے، جس کے قیام اور دوبارہ تقویت کے بعد روئے زمین پر ظلم وستم کے برپا ہونے کی

صورت میں اللہ تعالیٰ ان کے ختم کرنے کے لیے پہلے امام مہدی علیہ الرضوان اور اسی دور میں دجال کے مقابلے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول فرمائیں گے۔

بنو اسرائیل کے غلبہ اور فساد کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاسراء میں فرمایا:

وَقَضَيْنَا إِلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ فِي الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْأَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيرًا (4) فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ أُولَاهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَنَا أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ فَجَاسُوا خِلَالَ الدِّيَارِ وَكَانَ وَعْدًا مَفْعُولًا (5) ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَأَمْدَدْنَاكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَجَعَلْنَاكُمْ أَكْثَرَ نَفِيرًا (6) إِنْ أَحْسَنْتُمْ أَحْسَنْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ لِيَسُوءُوا وُجُوهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوهُ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَلِيُتَبِّرُوا مَا عَلَوْا تَتْبِيرًا (7) عَسَى رَبُّكُمْ أَنْ يَرْحَمَكُمْ وَإِنْ عُدْتُمْ عُدْنَا وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ حَصِيرًا (8)

ترجمہ: اور ہم نے کتاب میں بنی اسرائیل سے کہہ دیا تھا کہ تم زمین میں دو دفعہ فساد مچاؤ گے اور بڑی سرکشی کرو گے۔ پس جب پہلے (وعدے) کا وقت آیا تو ہم نے اپنے سخت لڑائی لڑنے والے بندے تم پر مسلط کر دیئے اور وہ شہروں کے اندر پھیل گئے اور وہ وعدہ پورا ہو کر رہا۔ پھر ہم نے دوسری بار تم کو ان پر غلبہ دیا اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد کی اور تم کو جماعت کثیر بنایا۔ اگر تم نیکوکاری کرو گے تو اپنی جانوں کے لئے کرو گے اور اگر اعمال بد کرو گے تو (ان کا) وبال بھی تمہاری جانوں پر ہو گا، پھر جب دوسرے وعدے کا وقت آیا (تو ہم نے پھر اپنے بندے بھیجے) تاکہ

تمہارے چہروں کو بگاڑ دیں اور جس طرح پہلی دفعہ مسجد (بیت المقدس) میں داخل ہو گئے تھے اسی طرح پھر اس میں داخل ہو جائیں اور جس چیز پر غلبہ پائیں اسے تباہ کر دیں۔امید ہے کہ تمہارا پروردگار تم پر رحم کرے،اور اگر تم پھر وہی (حرکتیں) کروگے تو ہم بھی وہی (پہلا سا سلوک) کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لئے قید خانہ بنا رکھا ہے۔

تشریح: ا۔ان آیاتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے لیے دنیا و آخرت میں ذلت و رسوائی سے بچنے کے لیے اطاعت الٰہی کو بنیادی شرط قرار دیا اور جب کبھی دین سے انحراف کریں گے، تو ذلیل و خوار ہو کر دشمنوں کے ہاتھوں مار کھائیں گے، جو ان پر غالب ہو کر ان یہودیوں کے مال و جان کو نقصان پہنچا کر ان کے عظیم عبادت گاہ "بیت المقدس" میں گھس کر اس کی بے حرمتی کر کے اس کی اینٹ سے اینٹ بجادیں گے۔

ان آیاتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کی کامیابی کے دو مختلف ادوار کا تذکرہ کیا ہے،ایک کامیابی و ناکامی شریعت موسویہ میں اور دوسری ناکامامی شریعت عیسویہ اور شریعت محمدیہ کے ابتدائی ادوار میں۔

پہلے شریعت موسویہ سے انحراف کی سزا مجوسی کافر بادشاہ کے ہاتھوں دلائی گئی، اور دوسری ناکامی کی سزا بز نطوی اور بنو قریظہ، بنو نضیر اور خیبر کی صورت میں ہوئی۔

قرآنی اسلوب میں یہودیوں کی سرکشی و نافرمانی کی طرف لوٹنے کی سزا اجلاء وطنی، ذلت و رسوائی اور بیت المقدس پر قبضہ کی صورت میں ہو گی، جیسا کہ حضرت عمرؓ کے

دور میں ہوا، مگر اس بار بیت المقدس کی عظمت کو مزید چار چاند لگائے گئے اور اس مسجد کی احترام بحال کی گئی۔

۲۔ انہی آیاتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے زمین میں فساد اور علو و تکبر کے ساتھ چلنے کی سزا کے طور پر دو بار ذلت و رسوائی کا سامنا کرنے کا تذکرہ کیا ہے۔

یعنی جب بھی یہود کو مال واولاد کی کثرت سے فائدہ دے کر ان کے غلبہ اور کنڑول میں اضافہ کر دیا گیا، تو انہوں نے اپنی اس ارتفاع کو زمین میں فساد وخون ریزی پھیلانے کا ذریعہ بنایا، جیسا کہ شریعت موسویہ اور شریعت عیسویہ میں مال واولاد کی کثرت سے لوگوں میں فساد پھیلانے اور روئے زمین کے تمام انسانوں کو اپنا غلام بنانے کی محنت شروع کرکے توحید ورسالت کا انکار کیا اور انبیائے کرام کو تکالیف دے دے کر ستایا، تو اللہ تعالیٰ نے ان کو تکبر کو خاک میں ملانے کے لیے ان سے مضبوط قوم کو پر ان پر مسلط کر دیا، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا ایسا اٹل فیصلہ ہے، جس کی اپنی مقررہ مدت خلاف ورزی قطعاً نہیں ہوسکتی۔

اسی قرآنی اسلوب میں آئندہ کے لیے ایسی کرتوتوں کی سزا بھی ان کے مال ووسائل کی کثرت اور دنیا بھر کے اپنے مددگاروں کے نصرت پر نخوت کرکے زمین میں ظلم وفساد پھیلانے کی سزا دوبارہ اسی خدائی قانون کے مطابق ہوگی، جیسا کہ ہٹلر کے دور میں خدائی پھٹکار نازل ہوئی، مگر اس خلاصی کی صورت میں مزید ظلم وبربریت کا ماحول گرم کر دیا گیا، جس کی سزا آئندہ کے لیے بھی خدائی قانونِ بطش کے مطابق دوبارہ ہوگی، مگر اس بار یہودیوں کی تکبر و گھمنڈ کو گذشتہ تاریخ کے

برعکس ان سے زیادہ مضبوط قوم کے ذریعے عمل نہیں لائی جائے گی، بلکہ خدائی قانونِ بطش کے ایک دوسرے اہم کلیہ کے ذریعے وقوع پذیر ہوگی، یعنی کمزور بظاہر ان کے نگاہوں میں ضعیف وذلیل، ان یہودیوں کے خیال میں بدوی، امی اور اَن پڑھ مسلم امہ کے ذریعے ان کی پکڑ اپنے انجام کو پہنچے گی، جس طرح فرعون کی حکومت کو اللہ تعالیٰ نے کمزور بنی اسرائیل کے ذریعے ختم کردیا ایسے ہی مضبوط بنی اسرائیل کی تعلقاتِ عامہ، اقتصادی غلبہ، میڈیا پر کنٹرول اور عسکری وسیاسی میدانوں میں ہر ملک وہر زبان میں ان کے مددگاروں کی کثرت کے باوجود اللہ تعالی کے صادق وامین رسول ﷺ کے نسل میں حضراتِ حسنین کی اولاد میں محمد بن عبداللہ المہدی علیہ الرضوان کا ظہور فرمائیں گے، جس کی وساطت سے مسلمانوں کو خلافتِ راشدہ کا نظام مہیا ہو کر کفر کے دجالی نظام کے منافق حکمرانوں کا خاتمہ امام مہدی کے ہاتھوں ہوگا، جب کہ دجال کے خروج کے بعد اس کا مقابلہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کر کے یہودیت کے اس عظیم علمبردار کو قتل کریں گے۔

احادیث مبارکہ کی روشنی میں ظہور مہدی سے پہلے عالمی سیاسی منظر نامہ اور عصر حاضر:

عن الزهري، قال: «إذا دخلت الرايات الصفر مصر فاجتمعوا في القنطرة، انتظروا حتى يستجيش أهل المشرق وأهل المغرب ويقتتلون بها سبعا، يكون بينهم من الدماء مثلما كان في جميع الفتن، ثم تكون الدبرة على أهل المشرق حتى ينزلونهم الرملة» الفتن لنعيم بن حماد، رقم:744، ج1ص262.

ترجمہ:

تشریح:

عن الزهري، قال: " إذا اختلفت الرايات السود فيما بينهم أتاهم الرايات الصفر، فيجتمعون في قنطرة أهل مصر، فيقتتل أهل المشرق وأهل المغرب سبعا، ثم تكون الدبرة على أهل المشرق حتى ينزلوا الرملة، فيقع بين أهل الشام وأهل المغرب شيء، فيغضب أهل المغرب فيقولون: إنا جئنا لننصركم ثم تفعلون ما يفعلون؟ والله ليخلين بينكم وبين أهل المشرق فينهبونكم، لقلة أهل الشام يومئذ في أعينهم، ثم يخرج السفياني ويتبعه أهل الشام فيقاتل أهل المشرق "

الفتن لنعيم بن حماد، رقم:772، ج1 ص270.

ترجمہ:

تشریح:

فصل اول:

ظہورِ مہدی کی علامات اور موجودہ حالات: احادیث مبارکہ کی روشنی میں

امت مسلمہ کے سیاسی ادوار کا خلاصہ حدیث کی روشنی:

پہلی حدیث:

قَالَ حُذَيْفَةُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّكُمْ فِي النُّبُوَّةِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا، ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةٌ عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ، فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا، ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا عَاضًّا، فَيَكُونُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَكُونَ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ

يَرْفَعَهَا، ثُمَّ تَكُونُ جَبْرِيَّةً، فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا، ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةٌ عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ»، ثُمَّ سَكَتَ. [1]

ترجمہ: حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اس وقت دورِ نبوت میں ہو اور جب تک اللہ تعالیٰ چاہے یہ دور رہے گا پھر جب چاہے گا، تو اسے اٹھا لے گا، پھر نبوت کے طرز و طریقے پر خلافت ہو گی اور وہ بھی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے، یہ رہے گا، پھر جب اللہ تعالیٰ چاہے گا، تو اسے اٹھا لے گا، پھر ایک دوسرے سے زبردستی لینے والی بادشاہت ہو گی، یہ بھی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے، رہے گا، پھر جب اللہ تعالیٰ چاہے، تو اسے اٹھا لے گا، پھر جبری ریاست قائم ہو گی، پھر جب اللہ تعالیٰ چاہے، تو اسے اٹھا لے گا، پھر اس کے بعد دوبارہ نبوت کے طریقے پر خلافت قائم ہو گی۔

تشریح: اس حدیث مبارک میں نبی کریم ﷺ نے قیامت تک آنے والے تمام ادوار کو پانچ زمانوں میں منقسم کیا: ۱۔ زمانۂ نبوت ہے، جس میں نبی کریم ﷺ کی حیاتِ اقدس سے وفات کا زمانہ ہے جو "نبوت" کہلاتا ہے۔ ۲۔ زمانہ "خلافہ علی منہاج النبوۃ" ہے جس میں خلفائے راشدین اور حضرت حسنؓ کا دورِ خلافت کا عرصہ شامل ہے۔ ۳۔ زمانہ "ملک عاض" ہے، جس میں خلفائے راشدین کے برعکس باپ کے مرنے کے بعد بیٹا بادشاہ بنتا تھا۔ جب کوئی شخص کسی چیز کے حاصل کرنے میں حریص ہوتا ہے تو اسے "عاض" کہتے ہیں۔ یعنی بادشاہ کے انتخاب میں شوریٰ کے فیصلے

---

[1] مسند ابو داؤد الطیالسی، حذیفۃ بن الیمانؓ، رقم: ۴۳۹، ج ۱ ص ۳۴۹۔

کو چھوڑ کر موروثی طریقۂ حکومت کو "ملک عاض" سے تعبیر کر دیا۔ اس دور میں بنو امیہ، بنو عباس، سلطنت عثمانیہ اور دیگر متفرق بادشاہتیں شامل ہیں۔

یہ زمانہ اگرچہ خلافہ علی منہاج النبوۃ سے مرتبہ کے اعتبار سے کم ہے، مگر حقیقتاً بادشاہ کے حکم سے حدود، قضاء، صوم وصلاۃ، زکوۃ وخراج اور جہاد جیسے اہم امورِ شرعیہ کا باقاعدہ قیام ہوتا رہتا تھا۔ اس وجہ سے یہ نظام ہائے حکومت بھی امتِ مسلمہ کے لیے بہترین ادوار شمار ہوتے تھے۔

چوتھا زمانہ "ملک جبریہ" ہے، جس کی ابتداء استعمار سے شروع ہو کر آزادی تک اور پھر آزادی کے حصول کے بعد برائے نام آزادی مگر حقیقتاً غیروں کے طریقوں کے مطابق نظامِ حکومت چلانا "ملک جبریہ" میں آتا ہے۔

اس دور میں دین کی حاکمیت نہ ہونے کے برابر ہو کر رہ گئی، عالمِ کفر نے متحد ہو کر اسلامی نظام کو کمزور سے کمزور تر کرنے کی بھرپور کوششیں کیں اور اس کو مزید مستحکم کرنے کے لیے استعماری طاقتوں نے دنیا بھر میں جہاں اسلامی ممالک کو اپنی مرضی کے سربراہوں کی صورت میں یرغمال بنایا۔ وہیں مسلمانوں میں وطن و قوم، لسانیت وفرقہ واریت کی شکل میں میں باہمی تفریق کا نشانہ بنایا۔

جب کہ اس دور میں ایسے ہی اسلامی شعائر اور قوانین، احکاماتِ دینیہ کی تضحیک نیز مسلمانوں پر ظلم وستم روا رکھنے میں بھی کوئی کسر باقی نہیں رکھی، اسی وجہ سے احادیث مبارکہ میں دنیا کے ظلم وجبر سے بھرنے کے بعد دوبارہ پھر طرزِ نبوی ﷺ پر خلافت کے قیام کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔

اس حدیث مبارکہ میں جہاں مسلمانوں کو آئندہ آنے والے ادوار کی سیاسی نظام میں ہونے والی پیشن گوئی کے ذریعے مطلع فرمادیا، ایسے ہی خلافتِ مہدی کے لیے دیگر مختلف احادیثِ میں کمر بستہ ہو کر تیاری کے بھی بہت فضائل بیان کر دیئے گئے ہیں۔

اس کی مزید وضاحت ایک اور حدیثِ مبارک میں آئی ہے، فرمایا: اس امت کے لیے ظالم اور جابر بادشاہوں سے افسوس! جو نیک لوگوں کو کس طرح ظلم وستم سے ڈراتے ہیں اور انہیں قتل کرتے ہیں۔ صرف وہی لوگ ان سے بچتے ہیں جو ان کی بات مانیں۔ متقی مؤمن ان کے ساتھ زبانی بات چیت کے ذریعے معاملہ رکھے گا مگر ان کا دل ان سے کوسوں دور بھاگے گا، لیکن جب اللہ دوبارہ اسلام کو زندہ کرے گا تو ہر ظالم جبار کو ختم کر دے گا اور وہ فساد کے بعد امت کی اصلاح پر قادر ہے۔

پھر فرمایا: اے حذیفہ! اگر دنیا کے ختم ہونے میں ایک دن بھی باقی ہو تو اللہ تعالیٰ اس دن کو لمبا کر کے میرے اہلِ بیت کے ایک شخص کو خلیفہ مقرر کر کے اس کے ہاتھ پر ملاحم جاری کرے گا اور اسلام کو دنیا پر غالب کر دے گا۔[1]

موجودہ دور میں علمائے کرام اور شریعت پر عمل کرنے والے مسلمانوں کے ساتھ حکومتوں کا کیا معاملہ ہے؟ نظام ہائے حکومت میں شرکت صرف اس وجہ سے نہیں کہ ان کے شرور سے محفوظ ہوں؟ کیا آج دنیا میں دین داری کا نام دہشت گردی نہیں بنا؟

---

[1] جزء آدم بن ابی ایاس، رقم: ۱۷۷، ج ۱ ص ۱۸۔

حدیث میں قرب قیامت سے پہلے بڑے فتنوں کا عصر حاضر کی روشنی میں مطالعہ:

احادیث مبارکہ میں امتِ مسلمہ پر کئی فتنوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے پہلے سے مسلمانوں کو خبر دار کیا ہے۔ ان تمام فتنوں کا تذکرہ کتب الحدیث کے "احادیث الفتن" اور "اشراط الساعۃ" میں دیکھا جا سکتا ہے لیکن ان تمام فتنوں میں عصر حاضر کے حوالے سے سب سے زیادہ سخت فتنے چار شمار کیے گئے ہیں جن کا اس حدیثِ مبارک میں تذکرہ کیا گیا ہے۔

دوسری حدیث:

عن عمير بن هانئ العنسي، سمعت عبد الله بن عمر يقول: كنا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم قعودا، فذكر الفتن، فأكثر في ذكرها حتى ذكر فتنة الأحلاس، فقال قائل: يا رسول الله، وما فتنة الأحلاس؟ قال: " هي فتنة هرب وحرب، ثم فتنة السراء، دخلها أو دخنها من تحت قدمي رجل من أهل بيتي، يزعم أنه مني، وليس مني، إنما وليي المتقون، ثم يصطلح الناس على رجل كورك على ضلع، ثم فتنة الدهيماء لا تدع أحدا من هذه الأمة إلا لطمته لطمة، فإذا قيل انقطعت تمادت، يصبح الرجل فيها مؤمنا ويمسي كافرا، حتى يصير الناس إلى فسطاطين، فسطاط إيمان لا نفاق فيه، وفسطاط نفاق لا إيمان فيه، إذا كان ذاكم فانتظروا الدجال من اليوم أو غد"

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے قربِ قیامت کے فتنوں کا تذکرہ کیا اور یہ تذکرہ کافی دیر تک فرماتے رہے، یہاں تک "فتنۃالأحلاس" کا ذکر فرمایا تو ایک آدمی نے پوچھا،

اے اللہ کے رسول! یہ "فتنة الأحلاس" کیا چیز ہے؟ تو نبی کریم ﷺ نے جواب دیا، یہ "ہرب اور حرب" کا فتنہ ہے (بھاگنے اور جنگ کا فتنہ) پھر فرمایا اس کے بعد "السراء" کا فتنہ داخل ہو جائے گا یہ فتنہ میرے اہل بیت سے تعلق رکھنے والے کی وجہ سے بھڑک اٹھے گا، وہ تو یہ گمان کرے گا کہ وہ ہم میں سے ہے لیکن وہ ہم میں سے نہیں ہو گا کیونکہ میرے دوست صرف متقی ہوتے ہیں پھر لوگ ایک ایسے آدمی پر صلح کریں گے کہ جس کی مثال پسلی پر کوکھ کی ہے، پھر "الدھیماء" کا فتنہ ہو گا، جس میں اس امت کے ہر فرد کو تھپیڑ ضرور پڑے گا، جب کبھی آپس میں یہ باتیں ہوں گی کہ فتنہ ختم ہو گیا تو وہ از سر نو شروع ہو جائے گا اور اس دوران آدمی کی کیفیت ایسی ہو گی کہ صبح کو مومن تو شام کو کافر ہو گا، اس فتنے کی وجہ سے لوگ دو گروہوں میں منقسم ہو جائیں گے ایک گروہ ایمان والوں کا ہو گا جس میں منافق شامل نہیں ہوں گے جب کہ دوسرا گروہ منافقین کا ہو گا، جس میں مومن لوگ نہیں ہوں گے، جب تم اس وقت تک پہنچ جاؤ تو اب دجال کا انتظار کرو اس دوران کل یا پرسوں تمہارے درمیان آئے گا۔[1]

آئندہ آنے والی فتنوں کا تذکرہ صحیح حدیثِ مبارک میں:

تشریح: اس حدیثِ مبارک میں نبی کریم ﷺ نے آنے والی فتنوں کے بارے میں جامع انداز میں پوری تفصیل ذکر فرمائی ہے۔ اس میں چار مختلف فتنوں کا تذکرہ چار

---

[1] مسند احمد، مسند ابی ہریرہ، رقم: ۶۱۶۸، ج ۱۰ ص ۳۰۹۔ امام حاکم نے اس حدیث کو صحیح الاسناد کہا ہے اور امام ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے، علامہ البانی نے اس تصحیح کی ہے۔ سنن ابی داؤد، باب ذکر الفتن ودلائلها، رقم: ۴۲۴۲، ج ۴ ص ۹۴۔

ناموں کے ساتھ ہوا ہے۔ جب کہ بعض دیگر احادیث میں انہیں "الفتنة الصماء المطبقة" اور بعض "الفتنة العمياء" کہا گیا ہے جب کہ بعض روایات میں "فتنة عامة" فتنة خاصه "ثم فتنة عامة ثم فتنة خاصة "ثم الفتنة السوداء المظلمة التي يصير الناس فيها كالبهائم "[1] جب کہ نعیم بن حماد کی روایت میں ان چار فتنوں کو "السراء"، "الضراء"، "کذا" اور "معدن الذهب" بتایا ہے۔[2]

ا۔ لمبے زمانے تک رہنے والا فتنہ:

پہلے نمبر میں "فتنة الأحلاس "کا تذکرہ فرمایا، احلاس یہ حلس کی جمع ہے، گھر میں استعمال ہونے والے ٹاٹ اور پردے یا کارپٹ کو کہتے ہیں جو عام کپڑوں کے برعکس ایک طویل عرصے تک گھروں میں دھلائی کیے بغیر استعمال ہوتا رہتا ہے یعنی ایسا فتنہ جو بہت لمبے زمانے تک باقی رہے گا، جس سے نکلنا بہت دشوار ہوگا۔[3]

یا پھر اس سے خطرناک سیاہ فتنے کی طرف اشارہ ہے جس کی ظلمت اور رنگت بہت سیاہ ہونے کی وجہ سے گہرے رنگ کے پردے کی طرح ہوگا۔[4]

---

[1] جامع الأحادیث، مسند علیؓ، رقم: ۳۳۱۹۰، ج ۳۰ ص ۲۵۱۔

[2] الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۹۴، ج ۱ ص ۵۷۔ یہ روایت ضعیف ہے، مگر معنی کے اعتبار سے اس کے علاوہ دیگر کئی روایات بطورِ متابع و مشاہد موجود ہے۔

[3] تعلیقات للشیخ زکریا الکاندھلوی علی بذل المجھود، کتاب الفتن، ج ۹ ص ۲۶۔

[4] معالم السنن للخطابی، کتاب الفتن، ج ۴ ص ۳۳۷۔

اس فتنے کی تشریح خود نبی کریم ﷺ نے "ہرب اور حرب" سے فرمائی یعنی ایک ایسا فتنہ ہوگا جس میں جنگوں کی کثرت ہوگی اور ہرب ہوگا۔ اس کی مزید تفصیل کے بارے میں چند باتوں کا جاننا ضروری ہے:

پہلی بات: "ہرب" کی لغوی تحقیق:

"ہرب" کا استعمال دو معنوں میں ہوتا ہے ایک بھاگنا یعنی اپنے مقصد کو چھوڑ کر جانا اور دوسرا مال کی نفی کے لیے بھی "ہرب" کا استعمال ہوتا ہے، جیسا کہ کہا جاتا ہے: "ما له هارب ولا قارب" یعنی پانی کے ساتھ ہوتے ہوئے نہ تو پانی بھر کر لایا اور نہ ہی پانی طلب کرنے کی سکت رہی[1] یعنی اپنا سب کچھ ہوتے ہوئے بھی کچھ حاصل نہ کر سکا۔

دوسری بات "ہرب" کا مفہوم اور عصر حاضر میں اس کی ممکنہ تطبیق:

حدیث مبارک میں لفظِ "ھرب" کی لغوی تحقیق سے معلوم ہوا کہ ھرب بھاگنے، اپنے مقصد کو چھوڑنے اور اپنے حقیقی ملکیت سے فائدہ نہ اٹھانے کے لیے استعمال ہوتا ہے جیسا کہ "حرب" سے بھی اس مفہوم کی وضاحت ہوتی ہے چونکہ حرب میں اپنا مال اور اہل ہونے کے باوجود حرب اور لڑائی کی وجہ سے سب کچھ چھن جاتا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے: "حرب الرجل فهو حريب اذا سلب أهله وماله"[2] اس سے معلوم ہوا کہ حدیث مبارک میں بیان ہونے والے فتنے سے ایسا فتنہ مراد ہے، جس میں آدمی سے اس کی زمین، اہل و عیال اور مال سب کو چھین لیا جائے گا۔

---

[1] تاج العروس للزبیدی، مادۃ: ھرب، ج۴ ص۳۹۰۔

[2] معالم السنن للخطابی، کتاب الفتن، ج۴ ص۳۳۷۔

حدیث مبارک میں اگر دونوں کی تطبیق کو دیکھا جائے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خلافت کے استحقاق کے باوجود، ذو النورین ہوتے ہوئے ظلماً شہید کیا گیا۔ یہ "الأحلاس" اور "ہرب وحرب" کا فتنہ اس وقت سے شروع ہو چکا ہے اور اس کی انتہاء دجال کے آنے تک ہو گی۔

ا۔فتنة الأحلاس :"ھرب وحرب" کی تشریح یورپی استعمار کے تناظر میں:

حضرت حذیفہ بن یمانؓ کی حدیث میں بھی اس فتنۂ الأحلاس کی طرف اشارہ ہوا ہے جس میں فرمایا: ثم تکون ملکا جبریة، یعنی زمانۂ نبوت اور خلافتِ راشدہ کے بعد "ملك عاض" یعنی موروثی بادشاہت کا سلسلہ شروع ہو جائے گا جس میں بنو امیہ، بنو عباس اور سلطنتِ عثمانیہ کا طویل عرصہ داخل ہے۔ سلطنتِ عثمانیہ کے سقوط کے بعد جبری بادشاہت اور یورپی استعمار کا دور شروع ہوا۔ اس حدیث مبارک میں امتِ مسلمہ کا پورا سیاسی منظر نامہ کو دو، تین سطر میں بیان کیا گیا ہے۔

اس تناظر میں حدیث کا مفہوم یہ ہو گا کہ ھرب اور حرب کا فتنہ رضامندی یا جبری طور پر زمین، مال واسباب اور دل ودماغ پر قبضہ کر کے لوگوں کو نسل در نسل اپنا غلام برقرار رکھنے والا ایک ایسا فتنہ جس کا دورانیہ بہت طویل ہو گا۔

انگریزی استعمار نے برصغیر میں پہلے چاپلوسی اور خوشامد کے بعد رضامندی کے ساتھ ہندوستان کو لوٹا اور پھر زبردستی ظلم وجبر سے لاکھوں انسانوں کو بھوک وافلاس سے ختم کر کے بمبئی، مدراس اور کلکتہ کی بندرگاہوں سے مال ودولت چوس چوس کے انگلستان پہنچاتے رہے اور جاتے ہوئے بھی تقسیم در تقسیم کر کے دونوں ملکوں کے درمیان ایک ایسی ہڈی (کشمیر) چھوڑ دی، جس کی وجہ سے دونوں ممالک کبھی متفق نہیں ہوں

گے اور اس کے ساتھ مذہبی، سیاسی، سماجی و معاشرتی اختلافات کے لیے اپنا زیر اثر ایک ایسا طبقہ چھوڑا جو اب اپنی ہی سر زمین پر رہنے والے مسلمانوں کو نہ تو اسلامی نظام کا خواب پورا کرنے دیتا ہے اور نہ ہی چین سے جینے کی موقع فراہم کرتا ہے۔[1]

ایسی مکاری عرب ممالک میں بھی کی گئی کہ خلافت عثمانیہ کے بخرے کرکے یورپی قوتوں نے کیک کی طرح پہلے تو تمام عرب ممالک کو کاٹ کاٹ کر آپس میں تقسیم کر دیا پھر ان کے درمیان اسرائیلی ریاست کو قائم کرکے عرب کے دل میں چھُری گھونپ دی اور عرب سرزمین میں پیدا ہونے والی تیل کے لیے ایک حصہ رضا مندی سے اور تیسرا حصہ اپنی کمپنیوں کے لیے بطورِ اجارہ اور بقیہ تہائی حصے میں خرچوں سے باقی ماندہ رقوم ان کے بنکوں میں داخل کرکے کبھی پابندیوں جیسے معمر قذافی، صدام حسین اور دیگر ممالک کے اکاونٹ منجمد کرنا اور کبھی ورلڈ ٹریڈ سنٹر جیسے دھماکوں کی وجہ سے اپنے بنکوں میں سعودی حکومت اور عوام کی رکھی گئی دولت پر وڑلڈ ٹریٹ سنٹر میں ہلاک شدگان کے ورثاء میں تقسیم کرنے دی اور پھر نام نہاد مقدمے شروع کرکے اس مال کے ہڑپ کرنے کا بھی ارادہ ہے۔

اور اگر "ھرب" سے زمین مراد لی جائے تو پھر مراد یہ ہو گا کہ مسلمانوں سے ان کے علاقے خالی کرواکے انہیں جلاوطنی یا پھر اپنی مغربی تہذیب میں رنگنا مقصود ہو جس کی

---

[1]مزید تفصیل کے لیے دیکھئے: نقشۂ حیات خود نوشت سوانح حضرت مولاناسید حسین احمد، ص۲۰۲۔۲۹۸

مثالیں "برما"، "بخارا" اور "سمرقند"، "ترمذ"، "بوسنیا" اور "چیچنیا" میں مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ ٹوٹنے کی صورت میں سامنے آئی ہیں۔

یا پھر مسلمانوں کی آپس میں لڑائی جیسا کہ بنگلہ دیش اور پاکستان کی لڑائی، سعودی عرب اور یمن کی ابتدائی لڑائی اور اب ۲۰۱۵ء کی لڑائی یا عراق کی کویت سے لڑائی، اسی طرح قبائل کی آپس میں جاری لڑائیاں بھی اس ضمن میں داخل ہیں۔

یا آئندہ زمانے میں ممکنہ پہلی جنگِ عظیم اور دوسری جنگ عظیم کی طرح تیسری جنگ عظیم یا الملحمۃ الکبری بھی مراد ہو سکتی ہے۔

۲۔ خوشحالی کے دورانیہ کا فتنہ:

دوسرے فتنے میں " فتنة السراء " سے مراد خوشحالی کا فتنہ ہے جس کا عروج ۸۰ء اور ۹۰ء کی دہائی میں اقتصادی ترقی سے نظر آیا، جس کی مختلف صورتیں برج دبئی، برج خلیفہ، برج فیصلیہ، برج عبدالعزیز مکہ میں اور اعلیٰ قسم کے بنگلے اور محلات کے علاوہ، ننگے بدن والے عرب بہت قیمتی لباس پہنے ہوئے نظر آتے ہیں جس کی وضاحت حدیثِ جبرئیل میں " أن ترى الحفاة العراة رعاء الشاء يتطاولون في البنيان " ذکر ہے۔

خوشحالی کے فتنے کا اختتام:

مال کی کثرت کے فتنے کا اختتام ایک ایسے شخص کی طرف سے ہو گا جو متقی اور پرہیز گار نہ ہونے کی وجہ سے اہل بیت کہلانے کا حقدار نہیں ہو گا اگرچہ بظاہر وہ اپنے آپ کو اہل بیت میں سے شمار کرتا تھا۔

حدیثِ مبارک میں اس دوسرے فتنے سے تیسرے فتنے کی طرف لے جانے والے شخص کی نشاندہی کر دی گئی اور اس کی صفت بھی بیان کر دی کہ وہ اپنے آپ کو اہل بیت کی طرف منسوب کرتا ہوگا۔

عراق، کویت جنگ اور امریکی آمد، احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں:

عرب ممالک کے تناظر میں اگر اس حدیث کو دیکھا جائے تو خوشحالی اور مال کی کثرت کے دورانیہ کے اختتام کا آغاز ۱۹۹۰ء میں ایران عراق جنگ بندی پر ہوا۔ ایرانی انقلاب کے خوف سے عرب ممالک بالعموم اور بالخصوص کویت کی جانب سے عراقی حکومت کے ساتھ یہ وعدیں کیے گئے تھے کہ جنگ کے اخراجات کی تکمیل کے لیے ہم آپ کو تیل کے بعض کنویں دیں گے، مگر جب جنگ ختم ہوا تو اپنے وعدوں کو پورا کرنے سے کویت نے انکار کر دیا جس کی حصولی کے لیے عراق نے وعدۂ خلافی کے جرم میں راتوں رات چڑھائی کر کے کویت کے کنوؤں پر قبضہ جما لیا مگر کویتی بادشاہ جابر الصباح نے مصر بھاگ گیا اور وہاں ٹی وی پر آکر پہلے عرب ممالک اور بعد میں امریکہ کو اپنی حکومت بچانے کے لیے درخواست کیں۔ اس طرح امریکہ نے آکر عراقی فوج کو واپس کر دیا اور اقوام متحدہ کے ذریعے ۱۳ سال تک عراق پر پابندیاں لگا کر عراق کو لقمے لقمے کا محتاج کر دیا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے (واللہ اعلم) کہ اگر صدام حکومت کی طرف اشارہ ہو تو وہ بھی اپنے آپ کو اہل بیت میں شمار کر کے فخر کرتا تھا مگر متقی اور پرہیز گار نہ تھا، لیکن کویت پر چڑھائی کر کے عرب ممالک کو بالعموم اور عراقی عوام کو بالخصوص خوشحالی کے دور سے نکالنے والا ثابت ہوا، کیونکہ عراق میں تیل کے کنویں زیادہ تھے اور وہاں کی رعایا

تعلیم اور ٹیکنالوجی کے میدان میں دوسرے عرب ممالک پر فوقیت رکھتی تھی مگر صدام کی کویت پر چڑھائی کے نتیجے میں یہ خوشحالی کی نعمت عرب کے ہاتھوں سے نکل گئی اور یوں اس وقت سے شروع ہونے والی لڑائیاں اب ختم ہونے کا نام نہیں لے رہیں۔

شاید اسی کی طرف ایک دوسری حدیثِ مبارک میں اشارہ کیا گیا جس میں فرمایا کہ ایک ملک کا مسلمان بادشاہ دوسرے مسلمان بادشاہ کی حکومت پر حملہ کرکے غلبہ کرے گا، تو وہ مغلوب بادشاہ اس ظالم مسلمان حاکم کے خلاف اپنی مدد کے لیے روم کی عیسائی طاقتوں کے پاس جاکر درخواست کرے گا، عیسائی افواج کا جزیرۃ العرب میں اس طرح آنا عالمی جنگوں (ملاحم) کے لیے نقطۂ آغاز ثابت ہوگا، چنانچہ فرمایا:

وعن أبي ذر أنه سمع رسول الله – صلى الله عليه وسلم – يقول: "إنه سيكون رجل من بني أمية بمصر يلي سلطانا، ثم يغلب على سلطانه أو ينزع منه فيفر إلى الروم، فيأتي بالروم إلى أهل الإسلام فتلك أول الملاحم[1]

ترجمہ: حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا کہ عنقریب بنوامیہ کا ایک آدمی مصر میں بادشاہ ہوا، پھر کچھ عرصہ بعد اس پر دوسرا بادشاہ غلبہ کرکے اس سے بادشاہت چھین لے گا تو یہ بھاگ

---

[1] المعجم الأوسط للطبرانی، رقم: ۸۱۲۱، ج۸ ص۱۱۰۔ علامہ ہیثمیؒ نے ابن لہیعہ کی وجہ سے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ دیکھئے: مجمع الزوائد، باب فی الملاحم، رقم: ۱۲۴۱۴، ج۷ ص۳۱۸۔ علامہ البانیؒ نے بھی اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ الجامع الصغیر وزیادتہ للسیوطی، رقم: ۷۰۵۱، ج۱ ص۷۰۵۱۔

کر رومی عیسائیوں سے مدد مانگے گا اور رومی عیسائیوں کو مسلمانوں کے خلاف لائے گا تو یہ عالمی جنگوں کے لیے پیش خیمے کے طور پر ثابت ہو گا۔

اس تناظر میں اگر جابر الصباح اور اس کے بھائی حسن الصباح کے خفیہ دورہ امریکہ اور انہیں اپنے پڑوسی مسلمان ملک کے خلاف بُلا کر خطے میں امریکی اجارہ داری قائم کرنے کے حوالے سے دیکھا جائے اور اس حدیث کو ملاحظہ کریں تو یہ بات مزید منقح ہو جاتی ہے کہ حدیثِ مبارک میں بیان کیے گئے شخص سے شاید صدام حسین مراد ہو، جب کہ اس بادشاہ کے لیے ایک اور روایت میں "أخنس"[1] کا صیغہ استعمال کر کے خفیہ دورہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ واللہ أعلم۔ مزید حدیثِ مبارک میں اس خفیہ دورے کو "اول الملاحم" کہا گیا۔

واضح رہے یوٹیوب پر آج بھی معمر قذافی کی وہ ویڈیو موجود ہے جس میں صدام حسین کو پھانسی کا پھندا لگنے کے بعد عرب لیگ کے اجلاس میں معمر قذافی نے عرب قیادت کو مخاطب کر کے کہا تھا، صدام کی پھانسی کے بعد اب ہم بادشاہوں میں سے ہر ایک اپنی گردن کو اس پھندے کے لیے تیار رکھے۔

اس کے بعد حدیثِ مبارک میں مزید یہ فرمایا:

"ثم يصطلح الناس على رجل كورك على ضلع"

اس کے بعد لوگ ایک ایسے کمزور آدمی کے ہاتھ صلح کریں گے جیسا کہ بیٹھنے کی جگہ (جو وزنی ہوتی ہے) کو پسلی کے اوپر رکھا جاتا ہے یعنی یہ صلح کمزور طریقے سے صلح ہو گی۔

---

[1] الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۱۳۴۱، ج ۲ ص ۴۷۷۔

جس کی تائید اس زمانے کے سعودی وزیر خارجہ "سعود الفیصل" کے اس بیان سے ہوتی ہے کہ صدام کو مزید کمزور کرنے کے لیے ہم نے میخائل گورباچوف (جو اس زمانے میں روس کا صدر اور صدام کا اتحادی تھا) کو عراق کے خلاف ۴ ملین ڈالر دے کر صدام کے خلاف فیصلہ کر کے اقوام متحدہ میں عراق کے لیے امریکی پابندیوں کا دفاع کرنے نہیں دیا، جس میں پہلے عراقی افواج کا کویت سے غیر مشروط طور پر نکل جانا اور دوسرے نمبر پر دنیا بھر کے تمام عرب و عجم ممالک کی جانب سے پابندیوں کا سامنا کرنا شامل رہا۔

واضح رہے اقوام متحدہ کی جانب سے عراق پر لگائی جانے والی پابندیوں میں صرف یمن نے ان پابندیوں کی خلاف ورزی کر کے عربی اور اسلامی ہونے کا ثبوت دیا تھا، باقی دنیا بھر کے تمام رکن ممالک نے عراق کے خلاف یا سکوت کی ترجیح دے کر عراق میں بوڑھوں، خواتین اور بچوں پر بھوک وافلاس مسلط کرنے کے جرم میں اپنا حصہ ڈالا تھا۔

موجودہ شاہِ اردن کے دادا کی غداری کا حدیث کی روشنی میں مطالعہ:

مشہور محدث خلیل احمد سہانفوریؒ نے بذل المجہود شرح ابوداؤد میں اس حدیثِ مبارک کے ذیل میں لکھتے ہیں: "والذي يظهر لي أنها هي الفتنة التي حدثت في رمضان سنة ألف ثلاثمائة، وأربع وثلاثين"یعنی حضرت محدث رحمہ اللہ کے نزدیک اس حدیث مبارک کا مصداق ۱۳۳۴ ہجری میں سامنے آیا ہے۔ آگے حضرت محدثؒ نے تفصیل ذکر کیا ہے کہ سلطنتِ عثمانیہ کے دور میں مکہ مکرمہ کے گورنر سید شریف حسین نے عیسائیوں کے ساتھ معاہدہ کر کے ترکوں کے ساتھ دھوکہ کیا اور

مکہ میں موجود ترکوں کو قتل کرکے انگریزوں سے عرب کی بادشاہت کا سودا کیا، مگر دس سال کے بعد اس کی حکومت جب کمزور ہوگئی، تو اس کے بیٹے علی بن الحسین کی بادشاہت پر لوگوں نے اتفاق کرکے صلح کرلیا، مگر اس صلح کی حیثیت بھی ایسی ہی رہی، جیسا کہ حدیث میں "كورك على ضلع" فرمایا، یعنی کمزور بادشاہ کو بڑی سلطنت حوالہ کیا گیا، جیسا کہ کمزور پسلی پر بھاری بھرکم بیٹھنے کی جگہ الٹا کرکے رکھنے سے زیادہ دیر تک بوجھ برداشت نہیں ہوسکتا۔

اس صورت میں اس فتنے کو "فتنة السراء" کہنے کی وجہ یہ ہوگی کہ شریفِ مکہ نے ترکوں کے خلاف انگریزوں سے "سراً" خفیہ معاہدہ کرکے سلطنتِ عثمانیہ کو مکہ مکرمہ سے نکل باہر کرنے میں اپنا کردار ادا کیا۔

اور اگر "فتنة السراء" سر سے ماخوذ نہ ہو، بلکہ "سرور" لیا جائے، یعنی نعمتوں اور خوشحالیوں کا فتنہ، تو اس صورت میں مراد یہ ہوگا، کہ انگریزوں کے آنے کے بعد جزیرۃ العرب میں انگریز کمپنیوں کی تیل نکالنے کی وجہ سے عربوں پر نعمتوں کا آغاز ہوا، جس کی بنیاد شریفِ مکہ کی غداری تھی۔[1]

عصر حاضر کی روشنی میں "فتنۃالسراء" کی ایک اور توجیہ:

ریاض میں آل سعود کی بادشاہت قائم ہونے کے بعد جب شریف مکہ کی گرفت حجاز

[1] دیکھئے: بذل المجهود شرح ابوداؤد، کتاب الفتن، ج۹ص۶۸۔

پر کمزور ہو گئی، تو آل سعود اور شریف خاندان کے درمیان متعدد لڑائیاں ہوئیں، جن کی وجہ سے انگریز نے آخر میں صلح کر کے اردن میں ہاشمیہ سلطنت اور مکہ و مدینہ کی بادشاہت آل سعود کو دے دی۔

اسی وقت سے آل سعود اور آل ہاشم خاندانِ اردن کے درمیان باہمی چپقلش جاری ہے، مگر دونوں کے ترجیحات اکثر بیشتر ایک جیسے رہتے ہیں، جس کی وجہ سے ظاہری اختلافات کبھی کبھار سامنے آتے ہیں۔

مذکورہ بالا حدیث کے روشنی میں عصرِ حاضر میں موجودہ شاہِ اردن کی بڑھتی اثر ور سوخ اور سعودی خاندان میں بادشاہت پر اختلافات اور مذہبی حلقوں میں محمد بن سلمان کی قدر کم ہونے کی وجہ سے آئندہ حالات میں امریکہ اور اسرائیل کے مفادات بظاہر آلِ سعود سے وابستہ نہیں رہے، جس کے لیے ان سے زیادہ وفادار کی تلاش پچھلی کئی عرصہ سے جاری ہے، جس میں شاہِ اردن بطورِ متبادل امریکہ اور اسرائیل کے لیے کام کر سکتا ہے۔

اور اس دعویٰ کے چند وجوہات ہیں: ا۔امریکہ اور اسرائیل کو پہلے کے برعکس اب ایک ایسے بادشاہ کی ضرورت ہے، جو ظاہری اعتبار سے بھی ان کے اشاروں پر چلتا ہو اور شکل وصورت بود و باش بھی مغرب کے طرز پر ہو، جب کہ یہ صفت آلِ سعود میں اگرچہ اب پوری ہونے کے لیے تگ ودو کر رہے ہیں، مگر شاہِ اردن اس صفت کے حصول میں آلِ سعود سے بہت پہلے ہے، کیونکہ آل سعود کی عورتیں اگرچہ نیک اور باپردہ نہیں ہیں، مگر عرب ضرور ہیں، جب کہ شاہِ اردن کے ماں اور بیوی دونوں نسل در نسل عیسائی ہیں، ایسے ہی شاہِ اردن کے ساتھ اسرائیل کا مفاد آل سعود کے

مقابلے میں زیادہ وابستہ ہے، کیونکہ "صفقۃ القرن" کے نام سے خلیج ممالک اور ٹرمپ کے مابین ہونے والا معاہدے کو اصل روپ اردن ہی دے سکتا ہے، کہ فلسطینوں کو غزہ کی پٹی سے نکال کر سینائے مصر اور اردن میں بستیاں دے دی جائے اور سعودی عرب اگرچہ اس معاہدے سے خوش ہے، مگر قربانی کا بکرا شاہ اردن اور مصر نے بننا ہے، تو قیاس کے مطابق فائدہ بھی انہیں ملنا چاہیے، مصر کو تو نہر سویس اور اسرائیل سے تیل، گیس، بجلی مل جائے گی، مگر شاہِ اردن کو اس کے دادا کا خواب پورا ہونے دیا جائے گا، یعنی عرب کا بادشاہ۔

۲۔ سعودی عرب کے گرد و پیش عرب ممالک میں ایرانی شیعوں کی بڑھتی ہوئی یلغار کو روکنے اب صرف ایک صورت میں ممکن ہے کہ آلِ سعود میں بادشاہت پر ہونے والے اختلافات کو مزید ہوا دے کر باہم مشت و گریبان کر کے ان کی حکومت گرا دی جائے اور ایرانی و حوثی شیعوں کی آمد سے بچانے کے لیے شاہِ اردن کو عرب اتحاد کا فوج دے کر خاندانِ سعود میں صلح کر کے انہیں "آرامکو" تیل کمپنی کی مالیت دے دی جائے اور انہیں بادشاہت سے فارغ کر کے یورپی ممالک میں امن سے زندگی گزارنے کی شرط پر بادشاہت سے رخصت دے دیں۔

۳۔ شام میں روس کی بڑھتی اثر و رسوخ اور اپریل ۲۰۱۸ء میں عرب لیگ کے لیے روسی صدر پیوٹن کا باقاعدہ پیغام اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ اگر امریکہ کو چھٹی دے کر عرب ممالک خلیج میں روسی بحری بیڑوں کو آنے کی اجازت دے کر اپنی حفاظت پر مامور کریں اور ان سے اسلحہ خریدنے کا معاہدہ کیا جائے، تو وہ ان کے لیے بشار الاسد کی قربانی دینے کو تیار ہے، اس صورت حال میں امریکہ کو خلیج میں اپنی

ساکھ بچانے کے لیے صرف ایک متبادل ہے اور وہ ملکِ اردن کو لا کر اقوام متحدہ سے اجازت لے کر شام پر چڑھائی کر کے ملکِ اردن کو شام، فلسطین، لبنان اور اردن کا بادشاہ بنا کر بحرین اور قطر وعمان کو ان کا باجگزار بنادیا جائے۔

۳۔ کتاب الفتن میں نعیم بن حماد نے شامی سفیانی کا طبعی موت سے مرنے کے بعد ایک اور سفیانی کا تذکرہ کیا ہے، جو شام پر قابض ہو کر جزیرۃ العرب پر حملہ کر کے امام مہدی کا مقابلہ کرے گا۔

مذکورہ صورتِ حال کی روشنی میں خاندانِ بنوہاشم یعنی سادات کے ہی ایک فرد کی وجہ سے "فتنۃ السراء "یعنی آخری زمانے میں مال ونعمت کی بہتات کی وجہ سے آنے والی خوشحالی کے فتنے کو ختم کرنے والا آدمی عبداللہ ثانی (موجودہ ملکِ اردن) مراد تو نہیں؟

جب کہ مہدی کے مقابلے میں آنے والے سفیانی کا جھنڈا سرخ ہو گا، ابتداء میں نیک وصالح ہو گا، قد سے چھوٹا اور رنگت سے گورا مگر بدشکل ہو گا، فحاشی میں سب سے آگے ہو گا۔

موجودہ ملکِ اردن بھی قد سے چھوٹا، گورے رنگت والا مائل بسرخی اور بدشکل آدمی ہے، جب کہ ۲۰۱۸ء اپریل میں عرب لیگ کے اجلاس میں اسرائیل کے خلاف اور فلسطین کے حق میں سب سے پرزور بیان دیا، جب کہ بظاہر محمد بن سلمان کے ساتھ اردنی عوام کی پرانی دشمنی روز روز کے واقعات کی وجہ سے مزید سخت ہو جاتی ہے، مثلا پچھلے دنوں اردن کے لوگوں نے اپنے وین میں ماءِ زمزم خود بھر ایک ایک شخص

نے تین چار ٹیکے اپنے ساتھ لیے تھے، جس کی تلاشی لے کر سارا پانی بہایا گیا اور ٹویٹر پر اس واقعہ کی وجہ سے بات بہت دور تک چلی گئی۔

ملکِ اردن کی ظاہری مسلمانوں سے محبت اور باطنا فحاشی کی سب سے بڑی قرینہ یہ ہے کہ اس کی ساس عیسائی اور بیوی مختصر لباس میں ملبوس دنیا بھر کے بادشاہوں کے ساتھ مل بیٹھ کر باقاعدہ ہاتھ ملاتی ہے اور ہر پروگرام میں بغیر نقاب اجلاس کو خطاب بھی کرتی ہے اور دیگر باتیں خود تحقیق کرکے معلوم کی جاسکتی ہے۔ واللہ اُعلم

۳۔ سخت سیاہ فتنہ:

عرب کے ساتھ یہ خاص فتنہ ہر عربی گھر میں اس طور پر داخل ہوگا کہ ہر شخص کے دل میں آنے والے کل کے بارے ڈر ہوگا یہ فتنہ بھوک وافلاس، غربت اور محاصرے کا ہوگا جو دم بدم آہستہ آہستہ عراق سے شروع ہو کر [1] لیبیا، شام، یمن اور دیگر عرب ممالک کی طرف سرایت کرتا ہوا پورے عالم اسلام کو اور بعد میں مغرب کو اپنی لپیٹ میں لینے والا خطرناک فتنہ ہے۔

الدهيماء یہ دهيم کی جمع ہے، جو ادھم کی تصغیر ہے سیاہ کالے رنگ کو اُدھم کہا جاتا ہے جس کی وضاحت دوسری احادیثِ مبارکہ میں "العمياء: اندھا کردینے والا فتنہ" اور دوسری احادیث میں "الصماء: بہرہ کردینے والا فتنہ" جب کہ بعض دیگر روایات

---

[1] حدثنا الوليد بن مسلم، عن أبي حبيب، عن الوضين بن عطاء، قال: «الفتنة الرابعة بدؤها من الرقة» الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۸۶۸، ج ۱ ص ۲۹۷۔

میں اس فتنے کے دوران بھائی اپنے بھائی کا خون کرے گا اور گھر میں بیٹھا ہوا آدمی کافر ہو گا۔[1]

حضرت ابوہریرہؓ کی ایک روایت میں اس فتنے کو چمڑہ ادھیڑنے والا فتنہ، حق اور باطل کی تمیز نہ کرانے والا فتنہ قرار دیا ہے۔[2]

حضرت ابوہریرہؓ نے اس فتنے سے بچنے کا ایک راستہ تجویز فرمایا ہے اور وہ ہے خمول یعنی لوگوں کی نظروں سے چھپ کر علیحدگی میں زندگی گزارنے والا شخص اس فتنے سے بچ سکے گا جب کہ لوگوں کو خطاب کرنے والا بدبخت ہو گا۔[3]

جب کہ عراق سے شروع ہونے والے فتنے کو حضرت ابوہریرہؓ کی ایک اور حدیث میں سمندر کی موجوں کی طرح ٹھاٹھیں مارنے والا، ہر عربی اور غیر عربی کے گھر میں داخل ہونے والا، ذلت ورسوائی، خوف اور ڈر کا عالم پیدا کرنے والا فتنہ کہا ہے۔

جس کی مزید تشریح فرماتے ہوئے کہا: یہ فتنہ بارہ سال اور ایک دوسری روایت میں چالیس سال جاری رہے گا۔ یہ شام کے کونے کونے کا طواف کرے گا، عراق کو اپنی لپیٹ میں لے گا اور جزیرۃ العرب یعنی موجود دور کے سعودی عرب کو اپنے پاؤں اور ہاتھوں سے روند کر اُمت کا چمڑا ادھیڑ لے گا۔ اس دوران کوئی شخص غلط کام اور گناہ کرنے والے کو منع کرنے کی استطاعت نہیں رکھ سکے گا، ایک طرف پیوند لگانے سے

[1] الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۳۷۰، ج ا ص ۱۴۷۔ یہ ارطاۃ بن منذر کی مرسل روایت ہے۔
[2] الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۱۲۷، ج ا ص ۶۷۔
[3] الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۳۶۷، ج ا ص ۱۴۷۔

دوسری جانب پھٹ جایا کرے گی حتی کہ لوگ سمندر میں غرق ہونے اور موت کی دعائیں کریں گے[1] جیسے آج کل برما میں بھوک اور افلاس، بے عزتی اور بے حرمتی کی وجہ سے کر رہے ہیں اور شامی عورتیں یونان کے بازاروں میں لونڈیوں کی طرح لقمے لقمے کے لیے اپنی عزتوں کا جنازہ نکالنے کے لیے تیار ہوتی ہیں اور گناہوں سے تنگ آ کر جب ایمانی غیرت ملامت کرنے لگتی ہیں تو موت کی دعائیں کرتی ہیں، ان باتوں کی ویڈیوز "روسیا الیوم "اور دیگر ٹی وی چینلز میں عام طور پر دستیاب ہیں۔

کیا آج کا یہ دوران فتنوں کا نہیں جس میں حلیم و بردبار، عاقل اور فہیم شخص ہر طرح گرا ہوا حیران وپریشان ہے، دنیا بھر میں ان حالات کے حل کے لیے مختلف سیمینارز ہوئے، اعلیٰ سطح کے اجلاسات ہوئے، مگر تمام کا خلاصہ سوائے ناکامی اور ملامت کے اور کچھ نہیں۔

اس فتنے کے بارے میں ابوہریرہؓ نے مزید فرمایا اس فتنے میں ہر نو ۹ بندوں میں ۷ بندے مارے جائیں گے۔[2]

یہی وجہ ہے کہ اس فتنے کے اثرات جنت البقیع تک بھی پہنچنے کی تصریحات روایات میں آئی ہیں جب کہ مسند احمد کی روایت میں نبی کریم ﷺ نے عراق کی طرف

---

[1] الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۶۷۶، ج۱ص۲۳۸۔

[2] الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۹۷۰، ج۱ص۳۳۵۔

اشارہ کرتے ہوئے اسے شیطانی جماعت کے نکلنے اور فتنوں کے خروج کی جگہ بتائی ہے۔[1]

یہ در حقیقت مغربی استعمار کے نتیجے میں غُلامانہ ذہن، یورپی طریقہ وانداز اور مغربی طرزِ حکومت کے علاوہ آزادی کے نام پر دین سے بیزاری، حقوق کے نام پر جنسی بے راہ روی اور ایک خاص طبقے کو حکمرانی دے کر انہی کے بنائے ہوئے قوانین کو حرفِ آخر سمجھنا اور اسے دوسرے تمام قوانین پر فوقیت دیتے ہوئے مقدس درجہ دینا، شامل ہیں۔

امریکہ، روس سرد جنگ میں عالم اسلام کا کردار:

تیسری حدیث:

عن جبير بن نفير، قال: قال جبير: انطلق بنا إلى ذي مخبر رجل من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم فأتيناه، فسأله جبير عن الهدنة، فقال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: «ستصالحون الروم صلحا آمنا، وتغزون أنتم وهم عدوا من ورائكم»

ترجمہ: حضرت جبیرؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ "تم روم سے ایک پرامن صلح کروگے، پھر تم اور روم اکھٹے ہو کر اپنے مقابل ایک دشمن سے جنگ لڑوگے، تمہیں فتح نصیب ہوگی اور اس طاقت سے محفوظ ہو کر تم غنیمت بھی تقسیم کروگے پھر تم ایک ایسی جگہ میں واپس آؤگے جہاں جانور چرتے ہیں جس زمین

---

[1] مسند احمد، ج ۱۰ ص ۳۹۰، رقم: ۶۳۰۲۔ مسند احمد کے محققین نے اس سند کو صحیح کہا ہے۔

میں مٹی اور ریت دونوں ملی ہوئی ہوتی ہے۔ اس دوران رومی عیسائیوں کا ایک آدمی صلیب اٹھا کر کہے گا، لوگو سن لو! صلیب نے ہی یہ جنگ جیت لی اس کے مقابلے مسلمانوں میں سے ایک آدمی اٹھ کر کھڑا ہوگا اور کہے گا کہ نہیں، مسلمان جیت گئے اس بات پر دونوں گروہوں میں لڑائی ہو جائے گی۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ مسلمان اپنے اسلحے کی طرف بڑھ کر کفار کی قریبی جگہوں پر حملہ کریں گے جب کہ ایک اور روایت میں ہیں کہ مسلمان کفار سے الگ تھلگ ہو کر سخت جنگ لڑیں گے [1] جس میں مسلمان وقتی طور پر کامیاب ہو جائیں گے، اس کے بعد ملاحم شروع ہوں گے۔[2]

تشریح: اس حدیث کی تشریح سے پہلے بطورِ تمہید یہ بات جاننا ضروری ہے کہ جس طرح ایک آیتِ مبارکہ کے شانِ نزول میں متعدد واقعات ہوتے ہیں، ایسے ہی ایک حدیثِ مبارک کا مصداق متعدد واقعات ہو سکتی ہے۔

اس قاعدے کی روشنی میں اگر مذکورہ بالا حدیث میں مسلمانوں اور مغرب کی صلح عصر حاضر کے تناظر میں دیکھی جائے، تو یہ تعاون پہلی بار روس کے خلاف افغانستان کے جنگ میں سامنے آئی، جب سویت یونین نے افغانستان میں اپنی افواج اتاری، تو ان کے خلاف مسلم امہ اور امریکہ و یورپ متفق ہو کر لڑے اور فتح حاصل کی۔

جب کہ دوسری بار ایرانی انقلاب کے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ اور عراقی معاملات میں

---

[1] الفتن لنعیم، رقم: ۱۳۷۵، ج۲ ص۴۸۹۔

[2] یہ حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے: سنن ابی داؤد، باب فی صلح العدو، ج۳ ص۸۶، رقم: ۲۷۶۷۔

مداخلت کے بعد مسلم امہ اور یورپ وامریکہ نے مل کر آٹھ سال تک ایران کے خلاف جنگ لڑی۔

اس کے بعد صدام حسین نے جب کویت پر چڑھائی کی، تو اکثر عرب ممالک اور مغربی ممالک نے عراق کے خلاف متفق ہو کر پابندیاں لگائی اور آخر میں عراق پر حملہ کر کے صدام کی حکومت کو گرادیا۔

حدیثِ مبارک میں مذکورہ بالا تینوں احتمالات کی دلیل ذیل میں نبی کریم ﷺ کے احادیث کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں:

ایک دوسری روایت میں اس کی مزید وضاحت ہے کہ مسلمانوں اور رومیوں کی صلح ترک نسل کے علاقوں کے خلاف ہو گی، یعنی ترک نسل اور کرمان کے ملکوں کے مقابلے میں دونوں لڑیں گے، اللہ تعالیٰ انہیں فتح نصیب کریں گے۔[1]

تشریح: حدیث میں ترک اور کرمان کے خلاف مسلمانوں کا روم سے صلح کر کے لڑنے کا تذکرہ کیا گیا ہے، ذیل میں ترک کے علاقوں کی وضاحت ذکر کی جائے گی:

ترک نسل: ترک بن کومر بن یافث بن نوح ، ترک نسل میں قفجاق (خفشاج) تاتار، خزر، شرکس، ازکش، روسی نسل اور غور قبائل شامل ہیں۔[2] جب کہ کرمان سے مراد کرمینیہ ہے جو روس کے قریب علاقے ہیں۔[3]

---

[1] الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۱۳۷۵، ج ۲ ص ۴۸۹۔

[2] قلائد الجمان فی التعریف بقبائل عرب الزمان لأحمد بن علی القلقشندی، ج ۱ ص ۲۸۔

[3] الأنساب المتفقة، محمد بن طاہر ابن القیسرانی، باب الکاف، ج ۱ ص ۱۲۹۔

ایک دوسرے طریق سے وارد حدیث میں ترک اور کرمان کی تشریح کے بعد یہ بات واضح ہوا کہ امریکہ، عرب اور اسلامی ممالک کے درمیان افغانستان پر روسی حملے کے بعد اتفاق واقع ہوا جب کہ عرب ممالک ان دنوں مغربی طاقتوں کی طرح خوب عیش اور آرام، مال و دولت کی بہتات کی زندگی گزار رہے تھے شاید اسی برابری کی وجہ سے صلح کا لفظ استعمال کیا گیا کیونکہ صلح دو باہم برابر جماعتوں کے درمیان اتفاق کو کہتے ہیں، اس جنگ میں چونکہ دونوں کو فتح ہوئی تھی۔

اس کے بعد عرب ممالک اور امریکہ نے صدام کے ساتھ مل کر "فارس" (ایران) کے خلاف جنگ کی جس میں بھی انہیں فتح ہوئی جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ایک حدیث میں اس کی تصریح موجود ہے:

عن النبيﷺ قال:"يكون بين المسلمين وبين الروم هدنة وصلح حتى يقاتلوا معهم عدوا لهم، فيقاسمونهم غنائمهم، ثم إن الروم يغزون مع المسلمين فارس

ترجمہ: مسلمانوں اور روم کے درمیان صلح اور جنگ بندی ہوگی یہاں تک کہ یہ سب ایک اور طاقت کے خلاف جنگ لڑیں گے، آپس میں غنیمتیں تقسیم کریں گے، پھر روم مسلمانوں کے ساتھ ملکر "فارس" یعنی ایران کے خلاف جنگ لڑیں گے۔

اس حدیث میں مسلمانوں کا رومیوں سے ملکر فارس کے خلاف لڑنے کی تصریح موجود ہے، (واللہ اعلم) اس سے عراق و ایران جنگ مراد ہے، جس میں مغربی طاقتوں اور عرب حکمرانوں نے ایران کو شکست دی۔

میرے ناقص معلومات کے مطابق تاریخ میں مسلمانوں اور عیسائیوں کی ایسی صلح اور باہم مل کر تیسری طاقت کے خلاف جنگیں پہلی بار ہوئی ہیں۔

واضح رہے کہ صدام نے جنگی اخراجات میں حصہ دینے میں وعدہ خلافی پر کویت کو نشانہ بنایا جس کے بعد کویت نے مصر و امریکہ جا کر مغربی طاقتوں اور عرب ممالک کو متفق کر کے اس وقت کی ایک اور بڑی طاقت یعنی عراق کے خلاف اکھٹے حملہ کیا۔ جیسا کہ ایک روایت میں اسی واقعہ کی باقاعدہ تصریح کی گئی،[1] (واللہ اعلم) چونکہ اس زمانے میں عرب مسلمانوں اور امریکی مفاد کے خلاف بولنے والی طاقت صرف عراق ہی تھی۔

جنگ میں عراق کو شکست ہوئی اور پھر ۱۳ سال تک عراق کا محاصرہ کر کے صدام کو مزید کمزور کر کے اسی اتحاد میں صدام کو پھانسی دے دی گئی۔

اسی کی طرف ایک روایت میں اشارہ کر کے فرمایا: "فكانوا يرون مسيرهم ذلك إلى الكوفة" [2] یہ سب مل کر کوفہ کی طرف جاتے ہوئے دکھائی دیں گے۔ واللہ اعلم

عرب ممالک میں مغربی طاقتوں کے آنے پر عرب علمائے کرام سخت ناراض تھے جس پر اس زمانے میں "الصحوۃ" نامی تحریک مشہور ہوئی چونکہ اس دور میں بھی اور آج کل بھی یہ باتیں میڈیا پر کہی جاتی ہیں کہ روس کی جنگ امریکہ ہی کی وجہ سے جیتی گئی تھی،

---

[1] المعجم الأوسط للطبرانی، رقم: ۸۱۲۱، ج۸ ص ۱۱۰۔

[2] مسند الشامیین للطبرانی، رقم: ۹۸۹، ج۲ ص ۱۰۱۔

شاید اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے جو حدیث میں بیان ہوا کہ "عیسائی کہیں گے کہ صلیب یعنی عیسائیت نے فتح حاصل کی" اور مسلمانوں نے اسے اپنی فتح قرار دیا۔

مغرب اور مسلمانوں کی اس صلح کا اختتام اس وقت ہوا جب مغربی ممالک نے عرب ممالک پر اپنی اجارہ داری مزید محکم کرتے ہوئے سعودی عرب کی حدود میں داخلے کی کوشش کی، تو علمائے عرب نے "اخرجوا الیہود والنصریٰ من جزیرۃ العرب" یعنی یہود و عیسائیوں کو جزیرۃ العرب نکال دو، تحریک شروع کی جس میں بن لادن پیش پیش تھے۔ اس دوران وہ سوڈان گئے، پھر افغانستان میں طالبان کے ساتھ ملے اور بعد میں عرب ممالک میں سفارت خانوں اور امریکی اداروں پر حملے ہوتے رہے جس میں ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء کو امریکہ میں ٹریڈ سنٹر پر حملہ بھی شامل تھا جس سے امریکہ کو اقتصادی طور پر پر دھچکا لگا۔[1]

شاید اسی کی طرف ایک روایت میں اشارہ فرمایا گیا کہ مسلمان ان کے صلیب کی طرف جائیں گے اور وہ صلیب ان کی پہنچ سے دور نہیں ہوگا۔ (واللہ اعلم) اگر اس سے یہ مراد لیا جائے کہ مسلمانوں نے اس دور میں امریکی مفادات اور ان کے قریبی سفارت خانوں کو نشانہ بنا کر امریکہ پر حملہ کر دیا جب کہ یہ بھی احتمال ہے کہ سفر کے اعتبار سے اُس دور میں مغرب یعنی امریکہ جانے میں وقت کم لگے گا تو مغرب (یعنی امریکہ) پہنچ کر ان پر حملہ کر دیں گے جس سے صلح ختم ہو جائے گی۔ واللہ اعلم

---

[1] المستدرک للحاکم، رقم: ۸۲۹۸، ج۴ ص۴۶۷۔

اس کے بعد عرب مجاہدین اور طالبان کی حکومت ختم کرنے کے لیے افغانستان پر حملہ ہوا، شاید اسی کی طرف بعض روایات میں اشارہ بھی ہوا ہے کہ مسلمان اس موقع پر عیسائیوں کے خلاف اپنی جانوں کی بازی لگاتے ہوئے کفار پر شدید ترین حملہ کر دیں گے، تو عیسائی اپنے ملکوں میں جا کر کہیں گے ہم نے ان کی جنگ میں حصہ لیا مگر انہوں نے وہاں ہم پر حملے کیے تو مغربی طاقتیں ایک بڑی تعداد میں مل کر مسلمانوں کے خلاف جنگ لڑیں گی۔[1]

واضح رہے کہ احادیث کی تشریح میں یہ تطبیق غیر حتمی، ممکن اور محض ظنی توجیہات ہیں، حقیقت کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔ تحقیق کا اصل مقصد آخری دور میں دجال کے مقابلے میں مسلمانوں کو صرف تیاری پر ابھارنا ہے۔

پہلی روایت: عراق اور شام کا محاصرہ اور احادیثِ مبارکہ

پہلی حدیث:

عن أبي نضرة، قال: كنا عند جابر بن عبد الله فقال: يوشك أهل العراق أن لا يجبى إليهم قفيز ولا درهم، قلنا: من أين ذاك؟ قال: من قبل العجم، يمنعون ذاك، ثم قال: يوشك أهل الشأم أن لا يجبى إليهم دينار ولا مدي، قلنا: من أين ذاك؟ قال: من قبل الروم، ثم سكت هنية، ثم قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «يكون في آخر أمتي خليفة يحثي المال حثيا،

---

[1] الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۱۳۶۷، ج۲ص۴۹۰۔ اسی توجیہ کی طرف ڈاکٹر اسرار صاحب رحمہ اللہ نے سنہ ۲۰۰۴ء کو ڈاکٹر شاہد مسعود کے پروگرام "دی اینڈ آف ٹائم" میں اشارہ کیا تھا۔

لا يعده عددا» قال قلت لأبي نضرة وأبي العلاء: أترياں أنه عمر بن عبد العزيز فقالا: لا.

ترجمہ: صحیح مسلم میں ابو نضرہؒ سے روایت ہے کہ ہم حضرت جابر بن عبداللہؓ کے پاس بیٹھے تھے، آپؓ نے فرمایا: اہل عراق کے پاس قفیز اور درہم نہیں آئے گا۔ ہم نے پوچھا یہ پابندی کون لگائے گا؟ آپؓ نے فرمایا: یہ پابندی عجم کی طرف سے ہو گی۔ پھر فرمایا: قریب ہے کہ اہل شام کے پاس دینار اور مد نہیں آئے گا میں نے پوچھا؟ یہ کس کی طرف سے ہو گا؟ جواب دیا: یہ روم کی طرف سے ہو گا، پھر تھوڑی دیر خاموش ہوئے، پھر فرمایا: کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آئندہ دور میں میری امت میں ایک خلیفہ ایسا ہو گا، جو لوگوں میں مال کو زیادہ مقدار میں بغیر حساب کے تقسیم کرے گا۔[1]

تشریح: اس حدیثِ مبارک میں حضرت جابرؓ نے قربِ قیامت اور ظہورِ مہدی کی دو بڑی علامات کا تذکرہ کیا جس میں پہلی علامت اہل عراق پر عجم کی طرف سے خوراک اور کاروباری پابندی کا ذکر ہے جس کی وجہ سے اشیائے خورد و نوش اور پیسے عراق میں نہیں آئیں گے اور فرمایا کہ یہ پابندی عجم یعنی غیر عربوں کی طرف سے ہو گی۔

جب کہ دوسری علامت یہ بیان فرمائی کہ اہل شام پر اہل روم یعنی مغرب کی طرف سے خوراک کی ایسی سخت پابندی ہو گی کہ ایک "مد" (وزن) کے بقدر کھانے پینے کی اشیاء

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب لا تقوم الساعۃ حتی یمر الرجل بقبر الرجل، رقم: ۶۷۔۲۹۱۳، ج ۴ ص ۲۲۳۴۔

اہل شام کو نہیں پہنچ پائے گی اور کاروباری حالات اس قدر خراب ہوں گے کہ دینار کی مقدار مالیت بھی شام کی سرزمین تک نہیں پہنچ پائے گی۔

عصر حاضر کے تناظر میں اس حدیث کو اگر دیکھا جائے، تو ۹۰ نوے کی دہائی میں ایران، عراق جنگ میں عراق کی جنگ زدہ علاقے حال ہی میں ۱۰ دس سالہ جنگی عذاب سے نجات پا ہی چکے تھے کہ اقوام متحدہ نے تمام کاروباری اداروں اور بین الاقوامی لوگوں کے ذریعے ان پر خرید وفروخت کی پابندی لگائی جس کی وجہ سے ان ۱۳ سالہ دور میں ۵ پانچ لاکھ عراقی بچے لقمہَ اجل بن گئے اور بوڑھوں، عورتوں اور دیگر کمزوروں کی تعداد ان کے علاوہ تھی۔

جب کہ ۲۰۱۲ ء سے شام میں جاری جنگ میں ابتداء ہی سے یہ قحط کی صورت حال دیکھی گئی اور اس کے بعد حالات شدید ابتر ہونا شروع ہوگئے ہیں جس کی وجہ سے تعاون اور حقوق انسانی کے نام پر ایسے غیر اخلاقی افعال نظر آتے ہیں کہ جس میں مظلوموں کو کھانے پینے کی اشیاء بھی "جنسی بے حرمتی" کے بدلے دی جاتی ہیں۔[1]

صحیح روایات کی روشنی میں امام مہدی کی علامات:

دوسری حدیث:

عن عبد الله بن الزبير، أن عائشة، قالت: عبث رسول الله صلى الله عليه وسلم في منامه، فقلنا: يا رسول الله صنعت شيئا في

---

[1] دیکھئے: شام میں غذائی امداد کے بدلے جنسی استحصال عام ہے: رپورٹ : جیمز لینڈل، ونی اوڈوٹ، بی بی سی نیوز، ۲۷ فروری، ۲۰۱۸۔

منامك لم تكن تفعله، فقال: «العجب إن ناسا من أمتي يؤمون بالبيت برجل من قريش، قد لجأ بالبيت، حتى إذا كانوا بالبيداء خسف بهم»، فقلنا: يا رسول الله إن الطريق قد يجمع الناس، قال: «نعم، فيهم المستبصر والمجبور وابن السبيل، يهلكون مهلكا واحدا، ويصدرون مصادر شتى، يبعثهم الله على نياتهم. وفي رواية أم سلمة –رضي الله عنها– أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: «سيعوذ بهذا البيت – يعني الكعبة – قوم ليست لهم منعة، ولا عدد ولا عدة.[1] وفي رواية ابن عن أم سلمة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:"يكون اختلاف عند موت خليفة، فيخرج رجل من قريش من أهل المدينة إلى مكة، فيأتيه ناس من أهل مكة، فيخرجونه وهو كاره، فيبايعونه بين الركن والمقام، فيبعثون إليه جيشا من أهل الشام، فإذا كانوا بالبيداء، خسف بهم، فإذا بلغ الناس ذلك أتاه "أبدال" أهل الشام وعصابة أهل العراق، فيبايعونه، وفي مسند أحمد ثم ينشأ رجل من قريش أخواله كلب، فيبعث إليه المكي بعثا، فيظهرون عليهم،[2] وفي المستدرك للحاكم

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب الخسف بالجیش الذی یؤم البیت، رقم: ۸۔ ۲۸۸۴، ج۴ ص ۲۲۱۰۔

[2] مسند احمد، مسند ام سلمۃ، رقم: ۲۶۶۸۹، ج۴۴ ص ۲۸۶۔ المعجم الکبیر للطبرانی، مجاہد عن ام سلمہؓ، رقم: ۹۳۱، ج۲۳ ص ۳۹۰۔ علامہ ہیثمیؒ اس روایت کے بارے میں لکھتے ہیں: اس روایت کا ایک حصہ بخاری ومسلم کی صحیح سند سے ثابت ہے، مگر بعد کا حصہ معجم طبرانی کی اوسط اور کبیر عمران القطان کی سند سے

عن أبي هريرة رضي الله عنه، مرفوعا:المحروم من حرم غنيمة كلب. [1]

ترجمہ: کتبِ صحاح کی مختلف روایات میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خواب میں کچھ ایسے افعال سرانجام دیئے، جو اس سے پہلے کبھی ہم نے آپ ﷺ کو کرتے نہیں دیکھا۔ پوچھنے پر آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے چند لوگ بیت اللہ میں آئے ہوئے ایک قریشی آدمی کے خلاف لشکر جمع کر کے کعبہ پر چڑھائی کی نیت سے جائیں گے[2] جب مدینہ کے قریب بیداء نامی جگہ پر پہنچ جائیں گے[3] تو اول تا آخر انہیں زمین میں دھنسا دیا جائے گا اور جو لوگ ان میں شامل نہیں ہوں گے قیامت کے دن اپنی اپنی نیتوں کے مطابق اٹھایا جائے گا۔ جب کہ صحیح مسلم کی ایک روایت

مروی ہے، جس کی توثیق ابن حبان نے کی ہے۔ مجمع الزوائد، باب ماجاء فی المھدی، رقم: ۱۲۳۹۴، ج۷ ص۳۱۴۔

[1] المستدرک علی الصحیحین للحاکم، کتاب الفتن والملاحم، رقم: ۸۳۲۹، ج۴ ص۸۷۴۔ امام حاکم کی طرح امام ذہبی نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا ہے، اس سند میں ابن لہیعہ نہیں، اگرچہ مسند احمد کی روایت میں ابن لہیعہ کی وجہ سے علامہ ہیثمیؒ نے ضعیف ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ مجمع الزوائد، باب ما جاء فی المھدی، رقم: ۱۲۳۹۴، ج۷ ص۳۱۴۔

[2] صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب ماذکر فی الاسواق، رقم: ۲۱۱۸۔

[3] صحیح ابن حبان، کتاب التاریخ، تابع کتاب التاریخ، باب اخبارہ ﷺ عما یکون فی امتہ من الفتن والخسف، ج۱۵ ص۱۵۶۔

میں یہ اضافہ بھی ہے کہ کعبہ میں کچھ لوگ بغیر پیشگی تیاری اور غیر مسلح آئیں گے تو ان کے مخالفین کو دھنسا دیا جائے گا۔

حضرت ام سلمہؓ کی ایک روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ خلیفہ کے موت کے وقت اختلاف ہوگا۔ اس دوران مدینہ سے ایک قریشی آدمی مکہ آئے گا۔ تو اس کے پاس مکہ کے کچھ لوگ جمع ہو جائیں گے، لوگوں کے اصرار پر نہ چاہتے ہوئے رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان بیعت کرے گا اس کے خلاف شام سے ایک لشکر بھیجا جائے گا جو مدینہ کے قریب بیداء نامی جگہ میں دھنسا دیا جائے گا۔ خسف کی یہ خبر جب عام لوگوں تک پہنچ جائے گی تو لوگ جوق در جوق ان سے بیعت کے لیے آئیں گے۔ شام کے ابدال اور عراق کے اولیاء بھی بیعت کے لیے تشریف لائیں گے[1] جبکہ مسند احمد کی روایت میں اس کے بعد یہ بھی اضافہ ہے کہ قریش ہی کا ایک آدمی جس کے ماموں زاد بنو کلب سے ہوں گے اس کے خلاف مہدی ایک لشکر بھیجے گا اور وہ لشکر ان پر فتح یاب ہوگا۔ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں یہ اضافہ بھی ہے: اس آدمی کے لیے ناکامی اور افسوس کی بات ہے جس کو بنو کلب کی غنیمت میں سے حصہ نہ ملے۔

احادیث مبارکہ کی روشنی میں جزیرہ العرب میں خلیفہ کی اولاد کا آپس میں لڑنا

تیسری حدیث:

---

[1] صحیح ابن حبان، کتاب التاریخ، تابع کتاب التاریخ، باب اخبارہ ﷺ عما یکون فی امتہ من الفتن والخسف، ج۱۵ص۱۵۹۔

عن ثوبان، رضي الله عنه، قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يقتتل عند كنزكم هذا ثلاثة كلهم ابن خليفة، ثم لا يصل إلى واحد منهم، ثم تقبل الرايات السود من قبل المشرق فيقتلونكم قتلا لم يقتله قوم، ثم ذكر شيئا فإذا رأيتموه فبايعوه، ولو حبوا على الثلج فإنه خليفة الله المهدي. [1]

ترجمہ: بیت اللہ کے پاس خلیفہ کی اولاد میں سے تین لوگ بادشاہت یا خزانہ کے لیے آپس میں لڑیں گے پھر یہ خزانہ یا بادشاہت کسی ایک کو بھی نہیں ملے گی۔ اس دوران مشرق کی جانب سے سیاہ جھنڈے والے نکلیں گے اور وہ تمہارے ساتھ اتنی خطرناک جنگ لڑیں گے جو اس سے پہلے تم نے اور تم سے پہلے کسی قوم نے نہیں لڑی ہوگی پھر اس کے بعد ایک جملہ ارشاد فرمایا (جو حضرت ثوبانؓ کو یاد نہ رہا) جب تم اسے دیکھو، تو اس کی بیعت کرو اگر چہ برف پر رینگتے ہوئے گھسیٹتے چل کر کیوں نہ ہو۔

نفسِ ذکیہ کا قتل اور علمائے حق کا امام مہدی کو خلافت کے لیے منانا

چوتھی حدیث:

أن المهدي لا يخرج حتى تقتل النفس الزكية ; فإذا قتلت النفس الزكية غضب عليهم من في السماء ومن في الأرض, فأتى الناس

---

1 امام بزارؒ نے اس حدیث کے سند کو صحیح کہا ہے۔ دیکھئے: مسند البزار، مسند ثوبانؓ، رقم: ۴۱۶۳، ج۱۰ص۱۰۰۔

المهدي, فزفوه كما تزف العروس إلى زوجها ليلة عرسها, وهو يملأ الأرض قسطا وعدلا.[1]

ترجمہ: نفسِ ذکیہ جب تک قتل نہیں ہوں گے اس وقت تک مہدی کا خروج نہیں ہوگا اور جب نفسِ ذکیہ قتل کر دیا جائے گا، تو آسمان اور زمین کی تمام مخلوق اس قتل پر غصہ ہوں گی۔ اس کے بعد لوگ مہدی کے پاس خلافت کی قبولیت اور بیعت کے لیے اسی طرح منائیں گے، جس طرح نئی دلہن کو حجلہ عروسی کے لیے منایا جاتا ہے اور وہ زمین کے ظلم و جور کو اپنے عدل و انصاف سے بدل دیں گے۔[2]

غیر حقیقی مہدی کا ظہور اور عرب کی ہلاکت:

پانچویں حدیث:

سمعت أبا هريرة، يخبر أبا قتادة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: يبايع لرجل ما بين الركن والمقام، ولن يستحل البيت إلا أهله، فإذا استحلوه فلا تسأل عن هلكة العرب.[3]

---

[1] مصنف ابی شیبہ، ج۷ ص۵۱۴، رقم: ۳۷۶۵۳۔

[2] مسند البزار، مسند ثوبانؓ، ج۱۰ ص۱۰۰۔

[3] اس حدیث کی سند صحیح ہے اور اسناد میں موجود تمام رجال بخاری اور مسلم کے رجال ہیں، تاہم سعید بن سمعان کی روایت کو صرف امام بخاریؒ نے "القراءۃ خلاف الامام" میں لیا ہے جب کہ ابن ماجہ کے علاوہ باقی اصحاب السنن نے ان کی روایت کو لیا ہے۔ دیکھئے: مسند أحمد، مسند ابی ہریرۃ، رقم: ۷۹۱۱، ج۱۳ ص۲۹۰۔

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان ایک آدمی کی بیعت کی جائے گی اور اس دوران بیت اللہ کی "ہتکِ حرمت" بیت اللہ کے اپنے ہی لوگوں سے سرزد ہوگی۔ ان کے علاوہ کوئی دوسرا اس کا ارتکاب نہیں کرے گا۔ تاہم بیت اللہ کی توہین کے بعد عربوں کی ہلاکت اتنی جلد ہوگی کہ اس کے بارے میں سوال کرنے کی ضرورت نہیں یعنی ملکی معاملات دسترس سے باہر ہو جائیں گے۔

دوسری حدیثِ اور تیسری حدیثِ مبارک کی تشریح:

اس حدیث مبارک میں چند باتیں قابل وضاحت ہیں:

پہلی بات: جزیرۃالعرب میں کعبہ بیت اللہ کے پاس خلیفہ کی موت کے بعد شاہی خاندان میں بادشاہت پر جھگڑا اور عصر حاضر میں اس کی ممکنہ تطبیق۔

دوسری بات: مکہ اور مدینہ میں سادات اہل بیت کی تلاش اور موجودہ صورت حال۔

تیسری بات: مشرق سے آئے ہوئے سیاہ کالے جھنڈوں کے حاملین کی سخت لڑائی اور ان کے ساتھ انتہائی سخت حالات میں بھی شرکت کا حکم۔

پہلی بات، جزیرۃالعرب میں کعبہ کے پاس شاہی خاندان میں بادشاہت کے لیے لڑائی کا تذکرہ:

اس حدیث کی تشریح ایک دوسری روایت میں یوں کی گئی ہے کہ جزیرۃالعرب میں ایک غنی اور مال جمع کرنے والا بادشاہ مر جائے گا۔ اس کی موت کے بعد امورِ سلطنت میں تین مختلف گروہ ظاہر ہوں گے، ان میں سے ہر ایک بادشاہت کا دعویٰ کر کے زمامِ

حکومت اپنے تابع کرنے کے درپے ہوگا مگر باہمی جنگ وجدال اور حالات کی نامساعدی کے باعث یہ سلطنت کسی ایک کو بھی نہیں ملے گی۔[1]

جب کہ ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایک مالدار بادشاہ مرے گا، جس کے بعد امورِ سلطنت سے نابلد اور حالات سے ناواقف شخص کو ہر طرف سے گوناگوں مسائل میں گھری مملکت کی لگام ملے گی جو اپنے فیصلوں میں بہت کمزور ہوگا۔ جس کی وجہ سے دو سال کے اندر اندر امورِ سلطنت اس کے ہاتھ سے نکل جائیں گے[2] یعنی بادشاہ تو وہی ہوگا مگر اختیارات دوسرے لوگوں کے ہاتھوں میں ہوں گے۔[3]

---

[1] الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۹۶۳، ص ۳۳۴۔

[2] السنن الوارۃ فی الفتن للدانی، رقم: ۴۹۷، ج ۴ ص ۹۳۶۔

[3] یہ وضاحت اس لیے کی گئی کہ حدیثِ مبارک میں بادشاہ کے معزول ہونے کی خبر نہیں دے دی گئی، بلکہ اس کے لیے "فیخلع" کا لفظ لایا گیا ہے جو یہ بتارہا ہے کہ حقیقتاً بادشاہ اگرچہ یہی کمزور شخص ہی ہوگا، مگر اندر ہی اندر امورِ مملکت دوسرے لوگ چلائیں گے، یہ بات سب لوگ جانتے ہیں کہ عام طور پر امورِ حکومت خود مختار بادشاہ خود تمام کے تمام نہیں چلاتے، بلکہ ان کے معتمد اور خاندان کے دیگر افراد یا بادشاہ کا بیٹا اسی موجودہ نظام کو بادشاہ کے آباء واجداد ہی کی طرح چلاتا ہے یعنی اس حکومت کے گورنروں، وزراء وسفراء اور دیگر امور میں بادشاہ ہی کے مزاج کے موافق منتخب افراد نظامِ سلطنت کی خدمات کے ذریعے ملک چلاتا ہے، مگر حدیثِ مبارک میں "فیخلع" کے صیغہ میں "فاء" تعقیب مع الوصل پر دلالت کرنے کی وجہ سے یہاں معنی یہ ہوگا کہ نظامِ حکومت سنبھالتے ہی کچھ ہی عرصہ میں امورِ سلطنت دوسرے لوگ جو اس کے مرضی کے خلاف ہوں گے اور وہ بادشاہِ وقت کے نہ چاہتے ہوئے حکومت کے طور واطوار اپنے ہاتھوں میں لے کر اسے برائے نام بادشاہ تسلیم کریں گے، مگر حقیقت میں نظام اپنے طریقے پر چلائیں گے، چونکہ حکومت چلانے سے مقصود بادشاہ کی مزاج، ملکی اور

علامتِ مہدی "خسف" کے بارے میں ایک تاریخی حقیقت:

واضح رہے کہ یہ روایت صحیح بخاری و مسلم وغیرہ کتب میں امہات المومنینؓ اور حضرت ابوہریرہؓ سے مختلف سندوں کے ساتھ مروی ہے، جن میں سیدہ عائشہؓ، سیدہ ام سلمہؓ، سیدہ حفصہ اور سیدہ صفیہؓ شامل ہیں۔

اس حدیثِ مبارک میں بیان کی گئی پیشن گوئی قطعی طور پر بالکل سچی اور اس پر ایمان لانا نہ صرف ضروری بلکہ ایک بنیادی امر ہے اس بارے میں اگر تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو سب سے پہلے حجاج بن یوسف نے عبداللہ بن زبیرؓ کے خلاف لشکر کشی کی اور کعبہ پر چڑھائی کر کے خانہ کعبہ کے ایک حصے کو بہت نقصان پہنچایا جب کہ سیدنا عبداللہ بن زبیرؓ کو شہید کر دیا لیکن اس وقت بیت اللہ شریف کے خلاف حجاج کا لشکر فاتح ہو کر واپس ملکِ شام چلا گیا تو ان دنوں اس حدیثِ مبارکہ اور راویانِ حدیث کے بارے میں مختلف قسم کی باتیں کی جانے لگیں تو سب سے پہلے حضرت صفوان بن عبداللہؓ نے جو بذاتِ خود سیدنا عبداللہ بن زبیرؓ کے ایک خاص مقرب ساتھی اور قریش کے سرداروں

غیر ملکی پالیسیاں، ملک کا رائج امور وغیرہ اسی بادشاہ یا اس کے معتمدین کے مرتبہ پالیسیوں کے مطابق امور سرانجام دینا ہی بادشاہ کی حکومت کہلاتی ہے اور اگر کہیں بادشاہ تو ہو، مگر امورِ سلطنت فوج، عزل و نصب، ملکی و بین الاقوامی تعلقات دوسرے لوگ چلاتے ہوں، تو وہ حکومت اس بادشاہ کی نہیں، بلکہ اسی چلانے والے کی طرف منسوب ہوتی ہے، شاید اس وجہ سے یہاں "فیخلع" کا لفظ اختیار کیا گیا اور اس لفظ کی بجائے مثلاً یعزل یعنی معزول یا جلا وطن کا لفظ استعمال نہیں کیا، واللہ اعلم۔ دیکھئے: السنن الواردۃ فی الفتن للدانی، رقم: ۴۹۷، ج ۴ ص ۹۳۶۔ **اس حدیث کے رواۃ کی وجہ سے علامہ ذہبیؒ اور دیگر محدثین اس کو ضعیف کہا ہے۔**

میں شمار ہوتے تھے اور آپؓ اس حدیث کے راوی بھی ہیں، انہوں نے خود ان آوازوں کے خلاف یہ گواہی دی کہ اس حدیث کا مصداق حجاج کے لشکر پر صادق نہیں آتا، بلکہ ایسا واقعہ آئندہ زمانے میں وقوع پذیر ہوگا۔ خود سیدہ حفصہؓ جس نے اس حدیثِ مبارک کو نبی کریم ﷺ کی زبانِ اقدس سے سنا ہے، یہ گواہی دی کہ میں نے خود یہ روایت نبی کریم ﷺ سے سنی ہے اور صراحتً جب ایک آدمی نے یہ بات پوچھی کہ کیا آپؓ کو یقین ہے کہ آپؓ نے خلافِ حقیقت بات نہیں کہی تو حضرت حفصہؓ نے قسم کھا کر فرمایا: کہ میں نے جھوٹ نہیں بولا۔

جب کہ حضرت ابو جعفر الباقرؒ نے بعد میں اس حدیث مبارک کو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے خلاف حجاج کے لشکر کو اس کا مصداق نہیں ٹھہرایا، بلکہ فرمایا: "كلا، والله انها ببيداء المدينة "یعنی بعض لوگوں کا جو حدیثِ الخسف کے بارے میں یہ خیال ہے کہ عام زمین پر کہیں بھی ہو سکتا ہے لہذا اس سے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے خلاف کاروائی مراد ہے جو کہ مکہ میں ہوئی تھی تو انہوں نے قسم کھا کر فرمایا کہ نہیں، عبداللہ بن زبیرؓ کا مقابلہ مکہ میں ہوا تھا، اور اس حدیث مبارکہ میں مذکورہ نشانی سے مدینہ مراد ہے۔[1]

تاہم اس بارے میں انصاف پر مبنی گواہی راویٔ حدیث حضرت صفوانؓ کی ہے جو خود اس جنگ میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے ساتھ لڑتے ہوئے کعبہ کے پردوں میں لپٹے

---

[1] یہ مکمل روایات صحیح مسلم شریف میں موجود ہے۔ دیکھئے: صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب الخسف بالجیش الذی یؤم البیت، رقم: ۸۔۲۸۸۴، ج ۴ ص ۲۲۱۰۔

ہوئے شہید کردیئے گئے۔ جب ان سے اس روایت کو حجاج کے لشکر کے خلاف استعمال کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو قسم کھا کر فرمایا: اس حدیث مبارکہ سے حجاج کی جنگ مراد نہیں اگرچہ خود بالفعل ان کے خلاف لڑ رہے تھے مگر انصاف کے ساتھ واضح گواہی دے کر اس حدیث مبارک کو آئندہ زمانے کے واقعے پر محمول کردیا۔[1]

حدیثِ بالا میں حقیقی "خسف" سے مستنبط احکام اور صحیح احادیث سے قربِ قیامت کی علامات کا بیان:

ا۔ دنیا میں ظلم و ستم کا عام ہونا

ا۔ گناہوں کی کثرت اور متعدد دیگر وجوہ کی وجہ سے "خسف" دنیا بھر میں کہیں نہ کہیں مختلف زمانوں میں ہوتا رہتا ہے جب کہ دوسری کئی احادیثِ مبارکہ

[1] تکملہ فتح الملہم، کتاب الفتن و أشراط الساعۃ، باب الخسف بالجیش الذی یؤم بالبیت، ج ٦ ص ١٣٧۔

میں "کثرتِ خسف" کو قربِ قیامت کی نشانی سے تعبیر کیا گیا، تاہم اس سے علامتِ صغریٰ مراد ہے۔ ہاں البتہ اس مضمون میں مذکورہ احادیثِ مبارکہ میں حقیقی "خسف" سے مراد امام مہدیؓ علیہ الرضوان کی تائید اور عام لوگوں کو واضح نشانی کے طور پر ایک مسلمہ حقیقت کی صورت میں متعارف کرانے کے لیے کی جانے والی علامت مراد ہے کیونکہ ان کے مخالفین کو سب سے پہلے بغیر اسباب ووسائل محض غضبِ الٰہی نے امامِ مہدیؓ کے لیے سامانِ خلافت کے طور پر انہیں زندہ زمین زد کر دیا اس کی دلیل صحیح مسلم وابن حبان کی اس فرمانِ نبی ﷺ میں واضح موجود ہے کہ **"خسف دیکھ کر لوگ جوق در جوق ان کی بیعت کے لیے آئیں گے"**[1] جب کہ عبداللہ بن عمروؓ نے فرمایا کہ مدینہ کے "بیداء" نامی جگہ میں "خسف" مہدی کی نشانی ہو گی۔[2]

مخالفِ مہدی کا صرف مسلمان ہونا کیا حقانیت کی دلیل ہے؟

۲۔ مذکورہ احادیثِ مبارکہ سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ ظہورِ امامِ مہدیؓ کے وقت ہونے والی "خسف" میں ظالم ومظلوم، نیک وبد، حتیٰ کہ صحیح بخاری[3] کی روایت میں بازاروں کے دھنس جانے کا بھی ذکر ہے، جس سے معلوم ہوا کہ **امام مہدی علیہ الرضوان کے مخالفین میں نیک لوگوں کی جماعت، ظاہری وضع قطع اور نام ونسب کے**

---

[1] صحیح ابن حبان، کتاب التاریخ، تابع کتاب التاریخ، باب اخبارہ ﷺ عما یکون فی امتہ من الفتن والخسف، ج۱۵ص۱۵۹۔

[2] کتاب الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۹۳۳، ج۱ص۳۲۷۔

[3] صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب ماذکر فی الاسواق، رقم: ۲۱۱۸۔

اعتبار سے مسلمان افراد یا مظلوموں کا علاقہ زیرِ عتاب آنا، مخالفینِ مہدیؓ کی حقانیت کی دلیل نہیں ہوسکتی، کیونکہ نیک وبد کا انجام حدیث کے مطابق میدانِ حشر میں معلوم ہوگا۔ یہاں دنیا میں یہ گروہ مخالفینِ حق کے ساتھ مل کر ان کی ظلم وجبر کی وجہ سے ظاہری موافقت اور ان کے جتھے کو زیادہ کرنے کی وجہ سے انہی میں سے شمار ہوگا۔

اسی وجہ سے حدیث میں جہاں ان سے دور رہنے کی تنبیہ کی گئی ہے وہیں عام حالات میں بھی اور فتنوں کے ادوار میں بالخصوص ان جماعتوں سے الگ رہنے کی تصریح احادیثِ مبارکہ میں ملتی ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ "خسف" امام مہدی علیہ الرضوان کی حقانیت اور صدق کی دلیل ہوگی۔

تلاشِ مہدی اور علمائے حق کا کردار واوصاف:

۳۔ مذکورہ بالا احادیثِ مبارکہ میں علمائے کرام، محققین اور احادیث الفتن کا مطالعہ کرنے والے حضرات کے لیے امام مہدی علیہ الرضوان کی علامت یہ بیان کی گئی کہ **بیت اللہ میں امام مہدیؓ علیہ الرضوان کی جماعت گنے چنے افراد پر مشتمل ہوگی**۔ اس جماعت کی علامات دیگر احادیثِ مبارکہ میں ذکر ہوئی ہیں کہ جزیرۃ العرب مکہ، مدینہ اور ارد گرد کے علاقوں میں مہدی علیہ الرضوان اور ان کے تلاش کنندگان یا ان سے وابستہ افراد و شخصیات حکومت کو انتہائی مطلوب ہوں گے۔[1]

---

[1] "يكون خليفة بالشام يغزو المدينة، فإذا بلغ أهل المدينة خروج الجيش إليهم خرج سبعة نفر منهم إلى مكة، فاستخفوا بها، فيكتب صاحب المدينة إلى صاحب مكة: إذا

اسی وجہ سے بعض روایات سے ثابت ہے کہ یہ جماعت باقاعدہ اصرار کر کے امام مہدی علیہ الرضوان کو یہ کہہ کر بیعت کرانے پر مجبور کرنے کی کوشش کریں گے کہ اگر متعدد بار انکار کے بعد بھی آپ نے اس بار بیعت قبول نہیں کیا، تو مخالفین کی یہ جماعت ہماری اور آپ کی تلاش میں ویسے بھی پہلے سے مصروف ہے، ہمیں یہاں پا کر گرفتار کر کے موت کے گھاٹ اتار دے گی۔[1]

شاید اسی وجہ سے بعض روایات میں امام مہدی علیہ الرضوان اور ان سے بیعت کی بار بار اصرار کرنے والے جماعت کو (سیعوذ) یعنی "عائذ اور پناہ گزین" والے گروہ سے تعبیر کیا ہے کہ حکامِ وقت کے ظلم و جبر اور معاشرے میں کھلم کھلا گناہوں کی وجہ سے بیت اللہ میں پناہ لینے آئے ہوں گے۔

اس سے معلوم ہوا کہ قربِ قیامت میں امام مہدی علیہ الرضوان اور ان کی جماعت نیک و صالح ہونے کے باوجود ملکی اور غیر ملکی حکومتوں کی مختلف پابندیوں اور گرفتاری کے ڈر سے مکہ، مدینہ اور کعبہ میں آئے ہوں گے۔ لہذا ظاہری طور پر اسلامی حکومتوں کا، امام مہدی علیہ الرضوان یا ان کی جماعت کے افراد کو مطلوبہ دہشت گرد لوگوں کی

قدم عليك فلان وفلان، يسميهم بأسمائهم، فاقتلهم"كتاب الفتن لنعيم بن حماد، رقم:٩٢٧، ج١ص٣٢٥۔ یہ اور آنے والی روایت موقوف ہے۔

[1] "فيقولون: إثمنا عليك، ودماؤنا في عنقك إن لم تمد يدك نبايعك، هذا عسكر السفياني قد توجه في طلبنا"كتاب الفتن لنعيم بن حماد، رقم:١٠٠٠، ج١ص٣٤٥۔

فہرست میں شامل کرکے ان کی تلاش کرنا ان کے ناحق ہونے کی دلیل نہیں بلکہ یہ ان کی حقانیت کا واضح ثبوت معلوم ہوتا ہے۔[1]

تلاشِ مہدی میں نکلے ہوئے علمائے کرام کی حقیقت:

۴۔امام مہدی علیہ الرضوان اور ان کی تلاش کرنے والی جماعت کے بارے میں مذکورہ بالا احادیثِ مبارکہ میں (سیعوذ) یعنی "عائذ اور پناہ گزین" کے الفاظ وارد ہونے سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ شاید امام مہدی علیہ الرضوان اور ان کی تلاش کرنے والی علمائے کرام کی جماعت اس زمانے میں دنیاوی اعتبار سے دنیا بھر میں علمی، تحقیقی، دعوتی، تدریسی اور دیگر شعبہ ہائے محنتِ دین کے لیے عزت و وقار کے ساتھ اسفار کرنے والی علماء کی جماعت نہیں ہو گی۔

بلکہ یہ محدود افراد شریعتِ مطہرہ پر عمل کرنے کے باوجود حکامِ وقت، عالمِ عرب اور دنیا بھر کے لیے ایک خطرہ کی دلیل شمار ہوں گے جس کی وجہ سے تلاشِ مہدی میں نکلنے والی علمائے کرام کی جماعت آغازِ اسلام کی طرح مکہ، مدینہ اور جزیرۃ العرب میں باقاعدہ ایک سلطنت کے حصول کے لیے تگ و دو میں لگے ہوئے ہونے کی وجہ سے متعارف طرقِ حصولِ مملکت سے نالاں اور ان کے خلاف آوازِ حق بلند کرنے کی پاداش میں زیرِ عتاب آئے ہوں گے۔

---

[1] مزید تفصیل کے لیے دیکھئے: مفتی ثناء اللہ کی کتاب "علاماتِ قیامت، امام مہدی اور علمائے کرام کی ذمہ داریاں"

جس کی وجہ سے اس زمانے میں جزیرۃ العرب کی حکومتِ وقت، عالم عرب اور دنیائے اسلام ان کے خلاف اکٹھے ہو کر پکڑ دھکڑ اور سزا و تعذیب دیتے ہوئے موت کے گھاٹ اتار دینے کے در پے ہوں گے، جس سے بچنے کی خاطر یہ جماعت مکہ، مدینہ اور بیت اللہ میں پناہ لینے پر مجبور ہو گی۔

امام مہدی اور ان کی تلاش کنندہ جماعت، حکومت وقت کی نظروں میں:

۵۔امام مہدی علیہ الرضوان اور ان کی تلاش کرنے والی جماعت کو پہلے سے مکہ اور مدینہ کی پولیس، انتظامیہ اور اعلیٰ حکام جانتے ہوں گے یعنی معاصر انداز میں ان کی گرفتاری کے لیے وارنٹ جاری ہوئے ہوں گے، جس کی تکمیل کے لیے شاید عالمی سطح پر ان مطلوبہ (wanted) افراد کے سروں کی قیمت بھی لگی ہوئی ہو گی کیونکہ بظاہر یہ لوگ عالمی امن کو نقصان پہنچنے کے لیے خطرہ شمار ہوں گے جس سے بچنے کے لیے ان نہتے افراد کا پکڑنا بہت زیادہ ضروری ہو گا۔ اس گرفتاری سے بچنے کے لیے حدیث مبارک میں (سیعوذ عائذ) کے صیغے وارد ہوئے ہیں جب کہ یہ روایت [1] بھی اس بارے میں صریح معلوم ہوتی ہے۔[2]

---

[1] "يكون خليفة بالشام يغزو المدينة، فإذا بلغ أهل المدينة خروج الجيش إليهم خرج سبعة نفر منهم إلى مكة، فاستخفوا بها، فيكتب صاحب المدينة إلى صاحب مكة: إذا قدم عليك فلان وفلان، يسميهم بأسمائهم، فاقتلهم" کتاب الفتن لنعیم بن حماد، رقم:۹۲۷، ج۱ص۳۲۵۔ یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے، مگر تعدد طرق سے مروی ہے، واللہ اعلم۔

[2] مزید تفصیل کے لیے دیکھئے: ارشاد الحیران لبیعۃ مہدی آخر الزمان۔

تلاشِ مہدی والی جماعت کے لیے ہدایات:

۶۔حدیثِ مبارک سے معلوم ہوا کہ مکہ اور مدینہ کے لوگوں سے واقفیت رکھنے والے عالمی نظروں میں مشکوک ومطلوب یہ علمائے کرام ہی امام مہدی علیہ الرضوان کی تلاش کے لیے جائیں گے، جب کہ ایک دوسری حدیث میں اس کی وضاحت یوں ذکر کی گئی ہے کہ دنیا کے مختلف اطراف سے آئے ہوئے علمائے کرام عرب ممالک کے حالات کی خرابی کے دوران اپنے اپنے ہاتھ پر تین سو سے اوپر لگ بھگ کا جینے مرنے پر بیعت کیے ہوئے انہیں مکہ میں تلاش کرنے کے لیے جائیں گے۔[1]

اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ حالات کی درستگی کے لیے صرف علمائے کرام کا اپنے مٹھی بھر ماتحتوں کو لے کر شرعی طریقۂ انتخابِ حکومت یعنی بیعتِ خلافت کے ذریعے ہی خلافت اور اسلامی نظام کا بنیادی خواب پورا ہو سکتا ہے۔

۷۔اس حدیث مبارک سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ امام مہدی علیہ الرضوان کے مخالفین کے لشکر کے لیے "من أمتی" کا صیغہ بظاہر اس طرف اشارہ کر رہا ہے کہ مسلمانوں کی فوج ہوگی۔ جب کہ حدیث کے بعض طرق میں "رجل من قریش"[2] اور "أخوالہ من کلب"[3] کا تذکرہ ملتا ہے[1] یعنی بنو کلب کے لوگ شام و عراق میں اپنے ہی قبیلہ کی مدد کے لیے کعبہ پر چڑھائی کی نیت سے آئیں گے۔[2]

---

[1] کتاب الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۱۰۰۰، ج ۱ ص ۳۴۵۔

[2] المعجم الأوسط، باب الیاء، رقم: ۹۴۵۹، ج ۹ ص ۱۷۵۔

[3] المعجم الکبیر، مسند النساء، ام سلمۃ، عبد اللہ بن الحارث، ج ۲۳ ص ۲۹۵، رقم: ۶۵۶۔

عصر حاضر میں بنو کلب سے کون سے قبائل مراد ہے؟

موجودہ دور میں آل سعود، دبئی وابو ظہبی کے آل النہیان اور ریاض، تبوک اور شام کے اکثر علوبین اور نصیریہ وغیرہ قبائل کے بارے میں بعض انساب کے محققین کی رائے یہ ہے کہ یہ سارے قبائل بنو کلب ہیں۔

گذشتہ تحقیق سے یہ بھی اشارہ ملتا ہے کہ مسلمانوں کو امام مہدی علیہ الرضوان کی اتباع سے روکنے کے لیے یہ دلیل کام نہیں آئے گی کہ مخالفین بھی تو مسلمان ہیں اس وجہ سے نبی کریم ﷺ نے پہلے سے یہ خبر دے دی کہ امام مہدی علیہ الرضوان کے مخالفین کے لشکر میں ہر گز شرکت سے نہ کریں اور اشارۃ یہ بھی معلوم ہوا اگرچہ مخالفین کا لشکر بظاہر مسلمان کیوں نہ ہو، نہ تو ملکی سطح پر اس لشکر کی تائید ہونی چاہیے اور نہ ہی اس لشکرِ خسف کے اتحادی رہے، بلکہ کم از کم دل میں تائید لشکرِ مہدی کے ساتھ ہو اور اس کے خلاف ہر اٹھنے والی آواز اور قدم کی مخالفت کی جائے۔

کیا حرمِ مکی میں امام مہدی اور تلاش کنندہ جماعت غیر مسلح ہو گی؟

۸۔ پہلی حدیثِ مبارک سے امام مہدی علیہ الرضوان کی تلاش کنندہ جماعتِ علماء کے لیے یہ نشانی ثابت ہوتی ہے کہ امام مہدیؓ حرمِ مکی میں غیر مسلح اور نہتے ہوں گے۔ ایسے ہی ان کی تلاش میں نکلنے والی علماء کرام کی جماعت بھی بالکل ظاہری اعتبار سے اسلحہ سے پاک ہو گی لہذا حرمِ مکی کی حرمت کو اسلحہ اور خونریزی سے نقصان پہنچانے

---

[1] دیکھئے: مصنف ابن أبي شيبہ، کتاب الفتن، رقم: ۳۷۲۲۳، ج ۷ ص ۴۶۰۔

[2] المعجم الأوسط، باب الألف: أحمد، رقم: ۱۱۵۳، ج ۲ ص ۳۵۔

والے حقیقتاً امام مہدیؑ نہیں ہوں گے۔ جب کہ ایک روایت میں غیر مسلح ہونے کے ساتھ ساتھ لوگوں کو تکلیف نہ پہنچانے اور شور وغل نہ کرنے والی صفات بھی ذکر ہوئی ہیں اور اس کی تعبیر اس انداز سے کی گئی ہے کہ رکن اور مقام کے درمیان امام مہدیؑ کی بیعت کا یہ مرحلہ اس قدر خاموشی سے طے ہوگا کہ کسی کی نیند کو بھی نقصان نہیں پہنچے گا اور نہ ہی خون بہے گا۔[1]

ظہورِ مہدی سے متصل قبل شام کے احوال:

۹۔ مذکورہ بالا دوسری حدیثِ مبارک سے تلاش کنندہ علمائے کرام کے لیے یہ نشانی بھی معلوم ہوئی کہ یہ انتخاب جزیرۃ العرب اور دیگر عرب ممالک کے حالات خراب ہوتے وقت ہی ممکن ہو سکتا ہے، جس کی نشانی ایک روایت کے مفہوم میں یہ بتائی گئی ہے کہ ترک نسل (یعنی موجودہ روس) اہل مغرب کے ساتھ صلح کرے گی[2] اور متفقہ طور پر اہل شام سے لڑائی لڑے گی اور ایک روایت میں یہ بھی بتایا گیا کہ

---

[1] الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۱۰۴۰، ۹۹۱ ج ا ص ۳۵۸، ۳۴۲۔

[2] حدثنا رشدين، عن ابن لهيعة، قال: حدثني أبو زرعة، عن ابن زرير، عن عمار بن ياسر، رضي الله عنه قال: «علامة المهدي إذا انساب عليكم الترك(**الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۹۶۳، ج ا ص ۳۳۴**)اس روایت کو اگر موجودہ حالات کے تناظر میں دیکھا جائے کہ روس اور امریکہ کی سرد جنگ کے اختتام کا اعلان اس وقت ہوا جب روس نے شام میں اپنی افواج اتاری، جب کہ امریکہ کی افواج پہلے سے وہاں موجود تھیں۔ یعنی شام کی جنگ پر دونوں ممالک کا حقیقتاً اتفاق کر کے دونوں ممالک کے افواج کا وہاں قیام اور مسلمانوں کے خلاف جنگ اس حدیث میں مذکورہ پیشن گوئی کی حرف بہ حرف تکمیل ہے ۔ **یہ روایت شدید ضعیف ہے۔**

شام میں ظہور مہدی سے قبل جنگ کا ایک فتنہ شروع ہو گا جس کی ابتداء بچوں کی باتوں سے ہو گی۔[1]

لیکن اس فتنہ کا اختتام صرف امام مہدی علیہ الرضوان ہی کریں گے، ایک روایت میں یہ بھی فرمایا کہ شام کی جنگ کا فتنہ ختم ہونے کا نام نہیں لے گا، جب اس فتنے کی ایک طرف بند کی جائے، تو دوسری طرف کھلے گی اور اگر دوسری کو بند کیا جائے، تو ایک تیسری جانب فتنہ شروع ہو گا۔[2]

---

[1] اس روایت کو اگر موجودہ حالات کے تناظر میں دیکھا جائے اور شام کے جنگ کے بارے میں BBC کی رپورٹ دیکھی جائے اور اس کے علاوہ دوسری معتبر ذرائع کی جانچ پڑتال کی جائے، تو اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جاسم اور سمیر تیرہ ۱۳ سالہ بچوں کے دیوار پر "الحریہ" اور ارحل یا بشار ہی کی وجہ سے یہ جنگ شروع ہوئی تھی۔ **یہ سعید بن المسیبؒ کی مرسل روایت ہے۔**

[2] حدثنا ابن المبارك، وعبد الرزاق، عن معمر، عن رجل، عن سعيد بن المسيب، قال:" تكون فتنة كأن أولها لعب الصبيان، كلما سكنت من جانب طمت من جانب، فلا تتناهى حتى ينادي مناد من السماء: ألا إن الأمير فلان "، وفتل ابن المسيب يديه حتى أنهما لتنفضان فقال: «ذلكم الأمير حقا، ثلاث مرات» اس روایت کو اگر شام کے مسئلے کے بارے میں عرب لیگ، ایران، روس اور ترکی کی جنگ بندی، یورپی ممالک کی کوششیں، اقوام متحدہ کی جنگ بندی کے اعلانات اور امریکہ سمیت دیگر کئی ممالک کی تگ و دو کا نتیجہ کہیں بھی سامنے نظر نہیں آتا۔ واللہ اعلم۔ **یہ سعید بن المسیبؒ کی مرسل روایت ہے۔**

ظہورِ مہدی سے متصل قبل جزیرۃ العرب کے احوال:

اور مزید یہ بھی ایک روایت میں وارد ہے کہ جزیرۃ العرب میں ایک مالدار بادشاہ کے مرنے کے بعد ایک کمزور شخص کو بادشاہت ملے گی مگر دو سال بعد امورِ سلطنت اس سے عملاً واپس لے لیے جائیں گے۔[1]

ایک روایت میں یہ آیاہے کہ امورِ بادشاہت پر اختلاف شدید صورت اختیار کرے گااور یہ سلطنت اختلاف کی وجہ سے کسی کو بھی نہیں ملے گی۔[2] ظہورِ مہدی سے قبل ایک سال لوگ حج بغیر بادشاہ کے کریں گے۔ ممکن ہے بادشاہ نہ ہو یا پھر بادشاہ ہو مگر وہ ملک سے باہر ہو، تو منٰی میں شدید خونریزی ہو گی۔[3]

---

[1] حدثنا رشدين، عن ابن لهيعة، قال: حدثني أبو زرعة، عن ابن زرير، عن عمار بن ياسر، رضي الله عنه قال: ---ومات خليفتكم الذي يجمع الأموال، ويستخلف بعده ضعيف فيخلع بعد سنتين من بيعتهالفتن، لنعیم بن حماد، رقم: ۹۶۳، ج۱ ص ۳۳۴۔ **یہ روایت ضعیف ہے۔**

[2] مصباح الزجاجۃ فی زوائد ابن ماجہ، باب خروج المہدی، ج۴ ص ۲۰۴۔ علامہ بوصیریؒ نے امام حاکم کے حوالے سے اس حدیث کو صحیح علی شرط الشیخین کہاہے۔

[3] المستدرک علی الصحیحین، کتاب الفتن والملاحم، رقم: ۸۵۳۷، ج۴ ص ۵۴۹۔ علامہ ذہبیؒ نے اس حدیث کی سند پر کلام کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کی سند ساقط ہے، جب کہ نعیم بن حماد کی الفتن میں یہی روایت سندِ متصل کے ساتھ مروی ہے۔ دیکھیئے: الفتن، رقم: ۶۳۲، ۹۸۷، ج۱ ص ۲۲۷، ۳۴۱۔

ظہورِ مہدی سے پہلے منی کی خونریزی:

اس خونریزی کی وجہ سے لوگ سخت پریشان ہوں گے، امام مہدی علیہ الرضوان کو تلاش کرنے والے علمائے کرام اس دوران دو تین مرتبہ امام مہدیؓ کو منانے کے لیے کبھی مکہ سے مدینہ اور کبھی مدینہ سے مکہ قبولیتِ بیعت کے لیے جائیں گے۔

کیاامام مہدی اس دور میں آسکتے ہیں؟

ایک ماہ میں تین بار مکہ سے مدینہ اور مدینہ سے مکہ جانا اسی وقت ممکن ہے کہ اگر اس دور کی تیز رفتار سواری ان کو مہیا ہو ورنہ یہ سفر تو مشکل ہے۔[1]

اس بار حالات کی کشیدگی اور مزید خرابی کی وجہ سے اہل بیت کی تلاش اور سخت ہونے کے ساتھ ساتھ یہ علمائے کرام اور امام مہدی علیہ الرضوان حکام کو مطلوب اشخاص ہوں گے کہ یہ سب حج کے بعد مکہ آئیں گے اور رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان بیعت ہوگی جیسا کہ دوسری اور تیسری حدیث میں اس کی طرف اشارہ موجود ہے۔

۱۰۔ مذکورہ بالا ان احادیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور کی ایک نشانی نفسِ ذکیہ کی موت ہوگی یعنی ایک شخص کو مارا جائے گا، جس کے قتل سے روئے زمین کے تمام مسلمان اور آسمان کے فرشتے سب غصہ ہوں گے۔

امام مہدی کا نام ونسب:

۱۱۔ امام مہدی علیہ الرضوان کے تلاش کنندہ علمائے کرام کے لیے یہ نشانی بھی اس حدیث میں اور اس کے علاوہ دیگر کئی احادیث میں بیان کی گئی ہے کہ مہدی اس کا

---

[1] الاشاعہ لأشراط الساعۃ، حاشیۃ شیخ الحدیث زکریا الکاندھلویؒ، ص۲۰۷۔

لقب، نام محمد یا احمد، کنیت ابو عبداللہ یا ابوالقاسم، والد کا نام عبداللہ، بعض کتب میں ماں کا نام آمنہ لکھا ہے، یمن کے شہر قرعہ کا رہنے والا ہاشمی، حسنی (والد کی جانب سے) اور حسینی (والدہ کی جانب سے) سادات میں ایک ایسا شخص ہوگا، جس کے اخلاق نبی کریم ﷺ کے اخلاق کی طرح اور شکل وصورت عربی گندم گوں رنگت، میانہ قد، کشادہ پیشانی والا، لمبی ناک، بڑی سرمہ گیں آنکھیں، سامنے کے دو نیچے والے دانتوں میں فاصلہ اور چمک، دونوں آبرو ایک دوسرے سے جدا، دائیں گال پر تل نما داغ، دونوں پاؤں کے درمیان رانوں کے فربہ ہونے کی وجہ سے فاصلہ، بائیں کندھے پر نبی کریم ﷺ کے مہرِ نبوت کی طرح ایک داغ، موٹے بدن کا حامل ۳۰ سے اوپر اور چالیس کے درمیان عمر ہوگی۔[1]

اخلاق میں اولی العزمی، وقار ومتانت، امت کے درد میں متفکر، دینی محنتوں سے وابستگی، فراخ صدری، معاملات میں صفائی کے علاوہ اہل وعیال، رشتہ داروں، دوستوں اور متعلقین کے ہاں معتبر شخصیت کا حامل ہوگا۔ شریعت کا پابند، امارات اور بزرگی کے مراتب سے علیحدگی وتواضع کا سا معاملہ کرنے والا آدمی ہوگا۔

امام مہدیؒ کے نام سے متعلق ایک ضروری وضاحت:

تورات اور انجیل میں نبی کریم ﷺ کے اوصاف کی طرح ان کا نام "احمد" بیان کیا گیا تھا مگر آپ ﷺ کا اصل نام پھر "محمد ﷺ" رکھا گیا تو کیا اس طرح کتبِ حدیث میں امام مہدی کا نام "محمد" اور والد کا نام "عبداللہ" لکھا گیا ہے؟ اب اگر مذکورہ

---

[1] الاشاعہ لأشراط الساعۃ، الباب الثالث فی أمارۃ العظام، ص۱۸۶۔

اوصاف پر متصف ایک جامع شخصیت پر علمائے کرام کا اتفاق ہو گیا مگر ان کا نام محمد ہو، لیکن والد کا نام عبداللہ کے بجائے اسی "عبد" کے لاحقے کے ساتھ دوسرا ہو، تو اگر یہ شخص مہدیت کے لیے جب منتخب ہو جائے، تو کیا علمائے کرام کے اس انتخاب پر اعتراض درست ہو گا؟ اہل علم کی خدمت میں عرض ہے کہ اس نکتے پر غور کریں۔

احادیث کی پیشن گوئیوں کی موجودہ جزیرۃ العرب کے حالات سے تطبیق:

تطبیق سے پہلے چند باتیں جاننا ضروری ہیں:

پہلی بات: موجودہ حالات کیا حقیقۃً ظہورِ مہدی کے قریب ہیں؟

تطبیق سے پہلے یہاں یہ بات بخوبی جاننا ضروری ہے کہ احادیث مبارکہ اور ان کی تشریح سے امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور سے پہلے کی علامات واضح ہوتی ہیں، لیکن عصر حاضر میں ان احادیث کا مقارنہ صرف ایک ظن اور احتمال کے درجہ تک ہے، حقیقی علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

یہاں تطبیق سے غرض صرف اور صرف غیر قطعی، ممکنہ اور احتمالی صورت میں موجودہ حالات کے تناظر کے ساتھ صرف اس لیے ذکر کی جاتی ہے کہ ظہورِ مہدی سے پہلے ہم ذہنی طور پر خود کو، اپنے اہل وعیال، اولاد کو آخرت کی رغبت اور فتنوں سے دوری کرے اس کے علاوہ علمائے کرام اہل اللہ اور اہل حق کی صحبت اختیار کرے اپنے قرب وجوار اور ارد گرد رسولِ مقبول ﷺ کے ذکر کردہ علاماتِ قیامت اور ظہورِ مہدی سے پہلے علامات کا مشاہدہ کریں اور رجوع الی اللہ، پختگیٔ ایمان اور اس مبارک لشکر کے مختلف اطرافِ عالم میں مسلمانوں کے عالمی خلافت کے قیام میں بطورِ سپاہی شریک رہنے کے لیے تیار ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ احادیث مبارکہ میں بیان کی گئی علامات

ہمارے سامنے واضح طور پر موجود ہوتی ہوئی پوری ہو رہی ہوں اور ظہورِ مہدی کے وقت بھی ہم اپنی مصروفیات، عہدوں، مدارس، امتحانات اور دیگر کاروبارہائے زندگی میں ایسے مگن ہوں کہ ہمیں اس عظیم قافلے کا پتہ بھی نہ ہو اور یہ عظیم قافلے ہم سے گزر جائیں۔

سینکڑوں احادیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ نے جو نشانیاں ہمیں بتائی ہیں اور ان کے سپاہیوں کے لیے بدریین کی طرح مراتب اور مناقب ذکر ہوئے ہیں، کہیں ہمارے ہاتھ سے نہ نکل جائے۔

عالمی سطح پر تیزی سے بدلتے حالات اور ہماری ذمہ داریاں:

احادیثِ مبارکہ میں نبی کریم ﷺ نے آئندہ آنے والے حالات کے بارے میں نہ صرف ہمیں خبردار کیا بلکہ ان حالات کے بارے میں نشانیاں بھی بتائیں جنہیں علاماتِ قیامت صغریٰ اور کبریٰ کہہ کر علمائے کرام نے مختلف کتب میں جمع کیا ہے اس کے علاوہ قربِ قیامت سے پہلے کے واقعات میں ظہورِ مہدی سے پہلے اور بعد کے حالات کے ساتھ ساتھ اس میں شرکت کے لیے قافلۂ حق کے ان عظیم ہستیوں کے حالات، معاونین، موافقین، مخالفین، رہبران، اس زمانے کے حکمران اور امام مہدی کے ظہور کے قریب قریب، متصل پہلے، متصل بعد، دنیا بھر کے مسلمانوں اور بالخصوص جزیرۃالعرب کی صورت حال واضح الفاظ میں نہ صرف موجود ہے، بلکہ ان کی مختلف جزئیات بھی واضح طور پر بیان ہوئی ہیں۔

برما کے ظلم و ستم، عراق وافغانستان کی خراب صورت حال اور شام میں دنیا بھر کی طاقتوں کا مسلمانوں کے قتل کے لیے متفق ہونا کہیں ظہورِ مہدی کے بارے میں بیان کی گئی علامات میں سے تو نہیں ؟

ان علامات کے حامل افراد کو آج دنیا بھر کے مسلم اور غیر مسلم جس نگاہ سے دیکھ رہے ہیں، کیا میں اور آپ بھی میڈیا کے اس دھوکے کی وجہ سے اس عظیم جماعت سے نفرت تو نہیں کر رہے ؟

آیئے امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور سے متصل قبل احادیثِ مبارکہ میں بیان کیے گئے جزیرۃ العرب کے حالات کا موجودہ جزیرہ العرب یعنی سعودی حکومت سے کر کے یہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ کیا ہم ظہورِ مہدی کے زمانے میں تو نہیں، جو یقینا فساد و ظلم، قتل و قتال اور فحاشی و عریانی کا دور ہو گا۔

سعودی عرب کے موجودہ حالات:

سعودی عرب میں بادشاہِ وقت کے ساتھ ہی آئندہ کے لیے ولی عہد اور نائب ولی عہد دونوں موجود رہتے ہیں۔ ۲۰۱۵ ء میں سعودی بادشاہ شاہ عبداللہ کی زندگی میں نامزد ولی عہد "نائف" مر گیا تو خود بخود نائب ولی عہد شاہ سلمان نائب کے عہدے سے ولی عہد کے طور پر سامنے آئے، کچھ عرصہ بعد شاہ عبداللہ کے مرنے پر شاہ سلمان سعودی عرب کا بادشاہ بن گیا۔

شاہ عبداللہ کے دور میں امریکی صدر بارک اوباما نے ایران پر لگی کئی مختلف پابندیاں اٹھائیں تو امریکہ اور ایران کے درمیان ہونے والی اس قربت سے سعودی امریکی تعلقات غیر متوازن ہونے لگے۔ اس دوران شاہ سلمان نے زمامِ حکومت سنبھالی تو

یمن پر معزول صدر علی عبداللہ صالح اور موجودہ صدر ہادی منصور کے درمیان جاری جنگ تھی۔

اس جنگ میں صدر علی عبداللہ صالح کو حوثی شیعوں کی مدد حاصل ہونے کی وجہ سے سعودی عرب عراق، شام، بحرین اور لبنان کے بعد یمن میں بالواسطہ ایرانی مداخلت پر خوش نہ تھا، جس کے لیے صدر علی عبداللہ صالح اور حوثیوں کے خلا ف حزبِ اختلاف کے صدر ہادی کو یمن سے سعودی عرب بلایا گیا اور پھر عرب فوج کی امداد کی درخواست کر کے عرب فوج یمن میں اتار دی گئی۔

اس دوران عرب سنی ممالک کا ایک اتحاد بنا اور اتحاد کے ساتھ مل کر اپنی بادشاہت کے محض دو ماہ بعد شاہ سلمان نے یمن پر بمباری شروع کر دی اور شام میں "الجیش الحر" تنظیم کی پہلے بشار الاسد کے خلاف مدد کی مگر بعد میں اس تنظیم کی مدد سے ہاتھ کھینچ لیے۔

روس فوج سے شام میں جنگ نہ لڑنے اور یمن کے حملے پر بین الاقوامی ممالک کی رضا مندی حاصل کرنے کے لیے شاہ سلمان نے کبھی خود اور کبھی اپنے بیٹے محمد بن سلمان سے روس، فرانس اور دیگر کئی ممالک کے دورے کرائے۔

امریکہ کو روس اور سعودی عرب کے درمیان نئی طے ہونے والی دوستی اچھی نہ لگی، جب کہ ظاہری طور پر اسرائیل بھی ایران کی اس بڑی صورتِ حال سے خائف اور امریکہ کے اس فیصلے پر نالاں تھا۔ان حالات میں نو منتخب صدر ٹرمپ نے امریکی صدر

بننے کے بعد سب سے پہلے سعودی کے دورے کو ترجیح دی۔ وقت گزرنے کے ساتھ اس ترجیح کے خطے پر اثرات واضح طور پر ظاہر ہونے شروع ہوئے، جن میں چند امور یہ تھے:

صدر ٹرمپ کے دورہ سعودی عرب میں حقیقی اغراض:

۱۔ سعودی عرب کو اسلحہ کی فروخت، ۲۔ مقبوضہ بیت المقدس، غزہ کی پٹی سے فلسطینیوں کی سیناء اور اردن منتقلی کے اعلان اور اس کے لیے مصر اور اردن کو تیار کرنا۔

۳۔ یمن کی جنگ میں مزید شدت، ۴۔ بیت المقدس کو اسرائیلی دار الخلافہ تسلیم کرنے کے لیے سعودی عرب کو اسرائیل کے ساتھ اپنے تعلقات پر نظرِ ثانی کرنا۔

۵۔ سعودی عرب کے ذریعے امریکی صدر کے لیے مسلم حکمرانوں کو روسی بلاک میں جانے سے روکنے کے لیے سعودیہ بلا کر متفقہ قوت بنانا۔

۶۔ ممکنہ چینی راہداری کو عرب ممالک میں ترویج نہ ملنے کے لیے خلافتِ عثمانیہ دور کی ریلوے لائن کو دوبارہ منظم کر کے اسرائیل کی سرپرستی میں یہودی ملٹی نیشنل کمپنیوں کو عرب ممالک میں اس ریلوے لائن کے ذریعے مزید مضبوط کرنا۔

۷۔ عرب ممالک میں باہمی اختلاف کے بیج بونے کے لیے دہشت گردی کے خلاف قطری تعاون اور چھوٹی باتوں کو اچھال اچھال کر ان عرب ممالک کے مابین دشمنی پیدا کرنا اور ان کے علاوہ خلیجی ممالک کو اسرائیل اور امریکہ کا تابعدار بنانا شامل تھے، جو وقتاً فوقتاً رو برو واضح ہو رہے ہیں۔

شاید ہمارے اکثر قارئین ان مذکورہ بالا بہت سی باتوں کے متعلق پہلے سے میڈیا اور

اخبارات کے ذریعے واقف ہوں گے۔

جزیرۃالعرب(سعودی عرب)میں مذہبی اور سیاسی تبدیلیاں:

اس پسِ منظر میں اگر شاہ سلمان سے پہلے شاہ عبداللہ کے دور کو دیکھا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ شاہ فہد کی خرابیٔ صحت کی وجہ سے عملاً شاہ عبداللہ ولی عہد ہونے کی وجہ سے بادشاہِ وقت شاہ فہد کے تمام امورِ سلطنت چلایا کرتے تھے اس دوران شاہ عبداللہ کے بیٹے متعب بن عبداللہ بھی دیگر شاہانِ سعودی عرب کی طرح اپنے بادشاہ کے ساتھ تمام شعبوں میں نائب کے طور پر امور سرانجام دیتے رہے تھے، جن میں عہدۂ وزیرِاعظم، عہدۂ وزارتِ دفاع کے ساتھ "الحرس الوطنی" یعنی فوج کا شعبہ بھی ولی عہد کے ماتحت ہونے کی وجہ سے شاہ عبداللہ کے ساتھ ان کے بیٹے متعب بھی نائب کے طور پر کام میں شریک ہوتے رہتے تھے۔

یہی وجہ تھی کہ شاہ فہد کی تقریباً تیئس سالہ دورِ بادشاہت کے دوران متعب اپنے والد شاہ عبداللہ کے ساتھ ان تمام شعبوں میں نائب کے طور پر کام کرتے رہے، شاہ فہد کی وفات کے بعد شاہ عبداللہ کے دورِ حکومت میں بادشاہت کے ساتھ ساتھ مذکورہ بالا تمام شعبے بھی شاہ عبداللہ کے پاس پہلے کی طرح باقی رہے تو ان کے بیٹے متعب ان میں بھی والد کے ساتھ ان میں مذکورہ عہدوں پر نائب کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔

شاہ عبداللہ کی موت کے بعد شاہ سلمان نے بادشاہ بننے کے بعد سب سے پہلے آنے والے ولی عہد کو معزول کر دیا اور اس کے ساتھ ساتھ متعب بن عبداللہ کو اتنا عرصہ ان شعبوں میں کام کرنے سے اپنی بادشاہت میں آنے کے بعد فوراً معزول کر دیا اور

اپنے بعد شاہ عبداللہ کے دور میں وفات پانے والے نائف کے بیٹے محمد بن نائف کو ولی عہد اور محمد بن سلمان کو نائب ولی عہد قرار دے کر سعودی تاریخ میں پہلی بار کسی بادشاہ کے اپنے بیٹے کو بادشاہ بنانے کی دوڑ میں شریک کیا۔[1]

اس دوران محمد بن سلمان کو ملکی اور بیرونِ ملک کئی دوروں میں بڑھ چڑھ کر حصہ دیتے ہوئے بعد میں ایک نئے حکم نامے کے ذریعے محمد بن نائف کو بھی معزول کر کے اپنے بیٹے محمد بن سلمان کو ولی عہد بنا کر امورِ مملکت کے تمام اہم عہدے اس کے سپرد کیے۔[2]

سعودی عرب میں چند انتظامی تبدیلیوں کی حقیقت:

محمد بن سلمان کے منظر عام پر آنے کے بعد کئی قسم کی بے شمار تبدیلیاں ملکی اور بین الاقوامی سطح پر کی گئیں، جن میں سے کچھ یہ ہیں:

ا۔ حکومت چلانے کے لیے باقاعدہ پیٹرول کے ادارے آرامکو کے حصص ملکی تحویل سے باہر کر کے ملکی اور غیر ملکی سرمایہ داروں میں تقسیم کرنا۔

---

[1] دیکھیے: تفاصیل الایام الاخیرۃ للملک عبداللہ والخلافات التی نشبت فی الاسرۃ الحاکمۃ ولماذا امتنع حکام الامارات عن حضور جنازتہ؟ ۲۴ ینایر، السبت ۲۰۱۵ www.voice-yemen.com/news87458

[2] دیکھیے: www.arabic.sputniknews.com صحیفۃ بریطانیۃ تکشف تداعیات خطیرۃ" لانقلاب العائلۃ المالکۃ" فی السعودیۃ۔

۲۔ حکومتی اخراجات پورا کرنے کے لیے ویژن ۲۰۳۰ ءکے عنوان سے ملکی تاریخ میں پہلی بار باقاعدہ حکومتی سرپرستی میں دنیا بھر کے رقاصاؤں کو جمع کر کے میوزک شو کاانعقاد۔

۳۔ حکومتی نظام چلانے کے لیے ویژن ۲۰۳۰ میں سب سے زیادہ زور "حقوقِ نسواں" پر دے کر عورتوں کے پردے پر شعبہ امر بالمعروف کے تحت لگائی پابندی کو ختم کر کے برقعہ کے بغیر مغربی طرز پر عام لباس میں پھرنے کی اجازت دے دی،اس کے ساتھ پہلی بار کھلم کھلا سعودی عرب کی شاہراہوں، پارکوں اور سڑکوں پر آج کل سعودی عورتیں آپ کو واک کرتی ہوئی نظر آئیں گی۔

۴۔ ملکی سینماؤں پر شعبہ نہی عن المنکر کی جانب سے لگائی پابندی ختم کر کے باقاعدہ اجازت نامہ دینا،۵۔ مغربی طرز پر عورتوں کو ڈرائیونگ کرنے کی اجازت۔

۶۔ ملکی سطح پر ان اقدامات کے خلاف آواز اٹھانے والے علمائے کرام ، صحافیوں، مصنفین اور دیگر لوگوں کو قید وبند کی سزائیں دینا۔

۷۔بیت المقدس میں امریکی دارالخلافہ منتقلی کے خلاف امریکی فیصلے پر نہ صرف خاموشی، بلکہ اس فیصلے کے خلاف ترکی میں دنیا بھر کے مسلم ممالک کے سربراہان کے اجلاس میں نہ خود شرکت کرنا اور نہ ہی خاندانِ سعود کے کسی فرد کو بھیجنا، بلکہ خاندانِ شاہ کے علاوہ وزیرخارجہ کو بھیجنا۔

۸۔ سعودی تاریخ میں پہلی بار اسرائیل کو تسلیم کرنے کے لیے یہودیوں ہی کے پروردہ ملک ایران کی دشمنی کا بہانہ بنانااور اس کے لیے ملک بھر کے حکومتی اخبارات میں کالم جاری کرنا،۹۔ مسلمان ملک قطر پر پابندیاں لگانا۔

۱۰۔ سعودی بادشاہ نے اپنے سابقہ کیے گئے فیصلوں کے خلاف آواز اٹھانے والے سعودی شہریوں کے خلاف تو سخت سزائیں جاری رکھیں مگر اپنے سعودی خاندان کے افراد کے خلاف سعودی سو سالہ دورِ حکومت میں پہلی بار خاندانی افراد پر کرپشن اور ناجائز منافع خوری کا الزام لگا کر کئی افراد کو ۵ نومبر ۲۰۱۷ ء کو قید کر دیا، جب کہ کئی وزراء کو معزول اور فوجی عہدوں میں واضح تبدیلیاں کی گئیں اور بعض اپنے خاندانی افراد کے بیٹیوں کو سعودی عرب سے بے پردگی کے جرم میں جلاوطن کر دیا، جب کہ خود ملک کی تمام عورتوں پر برقعہ کی پابندی ختم کر کے، سڑکوں پر واکنگ اور ڈرائیونگ کی اجازت دے کر باقاعدہ اس طرح کے مناظر اخبارات میں چھپے۔

۱۱۔ مگر آج کل یہ باتیں گردش کر رہی ہیں کہ باہر ممالک میں رہنے والی ان شاہی خاندان کی عورتوں پر بعض جرائم کا الزام ہونے کی وجہ سے اب کے ان کے خلاف یورپی ممالک میں وارنٹِ گرفتاری جاری ہوئے ہیں۔

مذکورہ بالا موجودہ سعودی حکومت کے فیصلے وہ حقائق ہیں جن سے عام طور پر اکثر قارئین پوری طرح یا کم از کم کچھ نہ کچھ اخبارات اور میڈیا کے ذریعے واقف ہوں گے۔

جزیرۃ العرب کے مذکورہ بالا حالات کی روشنی میں احادیث کا تطبیقی مطالعہ:

مذکورہ بالا صورت حال کے تناظر میں حدیث مبارک پر نظر دوڑائیں، فرمایا: "بیت اللہ کے پاس خلیفہ کے اولاد میں سے تین لوگ بادشاہت یا خزانہ کے لیے آپس میں لڑیں گے، پھر یہ خزانہ یا بادشاہت کسی ایک کو بھی نہیں ملے گی۔"

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ جزیرۃ العرب کے خلیفہ کی موت پر تین خلفاء کی اولاد کے درمیان بادشاہت یا شاہی خزانہ پر اختلافات شروع ہوں گے مزید فرمایا: کہ خلیفہ کی موت کے بعد یہ بادشاہت ان میں کسی کو بھی نہیں ملے گی۔[1]

مذکورہ حدیث کے دیگر طرق میں یہ اضافہ بھی ہے کہ ایک خلیفہ کی موت کے وقت بادشاہ بننے پر اختلاف ہوگا جو شاید ممکنہ طور پر خاندانِ بادشاہت میں اختلاف مراد ہو تو اس صورت میں پہلی بار یہ اختلاف منظر عام پر آیا کہ شاہ سلمان نے ایک تو اپنے بعد ولی عہد کو معزول کیا اور متعب بن شاہ عبداللہ کو بھی اپنے سابقہ عہدوں سے برطرف کرکے خاندانِ بادشاہت میں اختلاف کی فضا پیدا کردی۔

اگر اس حدیثِ مبارک میں جزیرۃ العرب کے موجودہ بادشاہ شاہ سلمان کی موت کے بعد اختلاف مراد ہو تو یہ بات معاصر صورت حال میں ممکن ہے، کیونکہ شاہ سلمان نے آتے ہی سابقہ بادشاہ کے بیٹے متعب بن عبداللہ کو "الحرس الوطنی" اور دوسرے عہدوں سے معزول کرکے محمد بن نائف کو ولی عہد اور محمد بن سلمان یعنی اپنے بیٹے کو نائب ولی عہد بنایا، جس میں پہلی بار اختلاف کی نوعیت بادشاہ کے حینِ حیات ہی میں شروع ہوئی، جب متعب کو "الحرس الوطنی" اور دوسرے شعبوں سے معزول کردیا۔ اور اس طرح دوسرے بادشاہ کے بیٹے یعنی نائف کے بیٹے محمد بن نائف کو ولی عہد بنا کر اس کے ساتھ محمد بن سلمان کو نائب ولی عہد مقرر کرکے دوسرے بادشاہ کے بیٹے کو

[1] مصباح الزجاجۃ فی زوائد ابن ماجہ، باب خروج المہدی، ج۴ص۲۰۴۔ علامہ بوصیریؒ نے امام حاکم کے حوالے سے اس حدیث کو صحیح علی شرط الشیخین کہا ہے۔

راضی کر دیا لیکن بعد میں اس کو بھی معزول کر کے اپنے بیٹے محمد بن سلمان کو ہی اپنے بعد ولی عہد بنایا، جس سے نہ صرف عوام ناراض ہوئے، بلکہ خاندانِ سلطنت کے اکثر افراد بھی اس صورت حال سے نالاں تھے جب کہ محمد بن نائف کی طرف سے بھی اختلاف کی صورت دیکھنے کو ملی۔

شاہی خاندان میں یہ اختلاف موجودہ بادشاہ یعنی شاہ سلمان کی زندگی میں اس وقت مزید تیز ہوا، جب ۵ نومبر ۲۰۱۷ء کو متعب بن عبداللہ اور خاندان کے بعض دیگر افراد کے بارے میں ایک غیر ملکی ادارے نے شاہ سلمان کو خبر دی کہ متعب اور دیگر خاندان کے افراد تختۂ بادشاہت کو الٹنے والے ہیں۔ اگرچہ یہ منصوبہ بندی خفیہ تھی مگر شاید ان کو کسی ذریعہ سے پہلے پتہ چل گیا ہو۔

شاہ سلمان نے اسی روز تمام مؤقر خاندانی لوگوں کو کرپشن کے جرم میں نظر بند کر دیا، اگرچہ حقیقت اس کے برعکس تھی، مگر انتشار سے بچنے کے لیے یہ صورت اختیار کی گئی، بعد میں انہیں یہ کہہ کر آزاد کر دیا کہ کرپشن کی ساری رقم ان سے واپس لے لی گئی، لیکن اب بھی نظر بندی کی شکل میں ہے۔

اسی اختلاف کی ایک صورت ان مذکورہ بالا روساء کے مقرب فوجی لیڈروں کی معزولی کی صورت میں گذشتہ دنوں سامنے آئی کہ متعب، الولید اور دیگر خاندانی افراد کے زیرِ اثر فوج اور پولیس وغیرہ کے افسروں، جرنیلوں کو معزول کر دیا گیا، مگر آئندہ کی صورت حال بادشاہ شاہ سلمان کے موت کے بعد مزید سامنے آئے گی۔

اور اگر موجودہ صورت حال کے مطابق بادشاہ کی موت سے مراد شاہ عبداللہ ہو کہ اس کی موت کے بعد اختلاف پیدا ہوگا یعنی بادشاہت پر تو سب کا اتفاق ہوگا، کہ سب کے

نزدیک شاہ سلمان متفقہ ولی عہد سے بادشاہ بنا مگر بادشاہ بننے کے بعد اس بادشاہ کے ساتھ آئندہ کے لیے ولی عہد اور نائب ولی عہد کون ہو گا، اس پر اختلاف پیدا ہو گا، جو شاہ عبداللہ کی موت کے بعد سامنے آیا۔

اسی طرح یہ ممکن ہے کہ تین بادشاہوں کے خلفاء کے بیٹوں کا آپس میں خزانہ یابیت اللہ پر لڑنے سے مراد تین ممالک کا آپس میں لڑنا ہے، جس میں سعودی عرب، امارات، قطر اور کویت کے بادشاہ کے بیٹوں کا باہمی جنگ کرنا ہے۔ واللہ اُعلم

تاہم یہ تمام تشریح اگرچہ ہمیں بظاہر حالات کے موافق نظر آرہی ہے، لیکن یہ ساری باتیں ممکنہ، غیر حتمی اور غیر یقینی تطبیقات ہیں، جو اگرچہ محتمل ضرور ہے، لیکن آئندہ اور موجودہ حالات میں حقیقی علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، واللہ اُعلم

مذکورہ بالا احادیث مبارکہ کی روشنی میں ظہورِ مہدی کا عین وقت:

واضح رہے کہ امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور کے وقت کی ایک نشانی اس حدیثِ مبارک میں یہ بیان کی گئی کہ بادشاہ کی موت کے وقت اختلاف ہو گا، پھر یہ حکومت اور بادشاہت کسی ایک کو بھی نہیں ملے گی۔ اس کے بعد لوگ حج اور عرفہ بغیر امیر کے کریں گے، یعنی یا تو امیر ملک سے باہر ہو گا، یا گرفتار ہو گا اور یا پھر حج کے موقع پر نہیں ہو گا، کہ اچانک منیٰ میں سخت خونریز لڑائی ہو گی۔ اس لڑائی کے بعد علمائے کرام امام مہدی علیہ الرضوان کو درخواست کر کے قبولیتِ بیعت کے لیے ان کی مرضی کے خلاف مجبور کریں گے۔ جب وہ قبول فرمائیں گے تو حدیث کے مطابق اللہ تعالیٰ ایک رات میں اس کام کے لیے ان میں صلاحیت عطا فرمائیں گے، یعنی خلافت کے لیے جو متعلقات اور دیگر ضروری امور لازمی ہوں گے، وہ سب کے سب ایک ہی رات میں

اللہ تعالیٰ انہیں نوازیں گے۔[1] اعلانِ خلافت کے بعد ان کے خلاف نکلنے والے لشکر کو اللہ تعالیٰ بطورِ نشانی زمین میں دھنسا دیں گے۔ اس کے بعد لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت بہت زیادہ رَچ بَس جائے گی، لوگ دھڑا دھڑ ان کی بیعت کے لیے دُور دُور سے آئیں گے، حتیٰ کہ عراق، شام، مصر کے اولیاء اور عوام سب کے سب ان کے پاس بیعت کے لیے تشریف لائیں گے، جیسا کہ ام المومنین ام سلمہؓ کی حدیث میں اس کی وضاحت گذر چکی۔

مکہ اور مدینہ میں سادات اہل بیت کی تلاش اور موجودہ صورت حال:

امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور کے بارے میں مذکورہ بالا چاروں احادیثِ مبارکہ اور ان گذشتہ تشریحات کی روشنی میں یہ بات معلوم ہوئی کہ امام مہدی علیہ الرضوان اپنے ظہور سے پہلے دنیا بھر میں معتوب ہوں گے، جب کہ انہی کی طرح جن اہل خراسان سے جھنڈوں سے وابستہ تعلق کی وجہ سے جزیرۃ العرب میں بھی امام مہدی علیہ الرضوان کے بارے میں سنجیدہ طبقہ پہلے سے احادیث مبارکہ میں ذکر کی گئی علامات اور مشرق اور خراسان میں حدیث کے مطابق امام مہدی علیہ الرضوان

---

[1] اگرچہ یہ روایت ابراہیم بن محمد بن الحنفیہ کی وجہ سے ضعیف ہے، مگر چونکہ امام مسلم نے اپنے صحیح میں ان سے روایت کی ہے، اس وجہ سے اس روایت کا ضعف کم ہو جاتا ہے، تاہم دیگر متابعات کی وجہ سے اس حدیث کے ضعف میں کچھ نہ کچھ کمی آسکتی ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھئے: مسند البزار، مسند علی بن ابی طالب، محمد بن علی بن ابی طالب، رقم: ۶۴۴، ج ۲ ص ۲۴۳۔ سنن ابن ماجہ، باب خروج المہدی، رقم: ۴۰۸۵، ج ۲ ص ۱۳۶۷۔ مسند ابو یعلی، مسند علی بن ابی طالب، رقم: ۴۶۵، ج ۱ ص ۳۵۹۔ مصنف بن ابی شیبہ، کتاب الفتن، رقم: ۳۷۶۴۴، ج ۷ ص ۵۱۳۔

کے انصار نے اپنے طور پر تلاش شروع کی ہوگی، جس کی وجہ سے (واللہ اعلم) بادشاہِ وقت کے دور میں ہی بادشاہت پر اختلافات کے بارے میں آوازیں شروع ہو چکی ہوں گی اس صورت حال میں امام مہدیؑ کے بارے میں لوگوں کے مابین مختلف باتیں شروع ہو چکی ہوں گی، جس کی وجہ سے حکامِ بالا، فوج اور افسروں کے مابین بھی یہ موضوع خاصی دلچسپی کا باعث ہوگا۔

موجودہ حالات کے تناظر میں اگر جزیرۃ العرب کی صورت حال کو مدِ نظر رکھ کر دیکھا جائے، تو آج بھی سعودی عرب میں اہل بیت قریشی، سادات کو نظر بند کر کے کئی سالوں جیل میں رہنا پڑ رہا ہے۔ حال ہی میں ایک عرب ڈاکو منڑی اور دیگر کئی باخبر ذرائع نے سعودی جیلوں میں محمد، احمد جن کے باپ کا نام عبداللہ، یمن کے کرعہ شہر کا رہائشی، کندھے پر داغ ہونے کے حامل کو جانا پڑتا ہے۔ ایک رپورٹ میں اسیّ ۸۰ سے زیادہ افراد جیل میں ابھی تک قید و بند کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔[1]

شاید یہی وجہ ہے کہ احادیثِ مبارکہ میں جابجا یہ وضاحت ملتی ہے کہ بنی ہاشم اور اہل محمد کی کڑی نگرانی اور پوچھ گچھ کے علاوہ خاصی مشکلات کا سامنا ہوگا، جب کہ بعض احادیث مبارکہ میں امام مہدی علیہ الرضوان بیعت اور اعلان خلافت کے بعد دیگر امور کی طرح قید و بند کی تکالیف میں اپنے قبیلے کے لوگوں کو بھی آزاد کرائیں گے۔

---

[1]مزید تفصیل کے لیے یوٹیوب پر دیکھئے: المهدي المنتظر ومأساة أسرته في السعودية القصة الكاملة.

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ایک اثر میں نبی کریم ﷺ نے شام سے شروع ہونے والے فتنہ کے اثرات جزیرۃ العرب اور مدینہ تک پہنچنے کا تذکرہ ملتا ہے۔[1] جس میں شام کے فساد سے مدینہ منورہ آنے والے بنوہاشم کے قتل کے لیے پیچھا کرکے مدینہ آ کر یہاں بھی چن چن کر ملنے والے ہر بنی ہاشم کو قتل کردیں گے۔[2] مہدی اپنے ساتھیوں سمیت ان حالات سے تنگ ہو کر اپنی جان کی امان کی خاطر مدینہ سے مکہ کا رخ کرکے وہاں تشریف لے جائیں گے۔[3]

تیسری بات: مشرق سے سیاہ جھنڈوں کے حاملین کی سخت لڑائی میں شرکت کا حکم

امام مہدی علیہ الرضوان کی مدد کے لیے جہاں یمن، کوفہ اور شام سے مدد گار دستے آئیں گے، وہیں صحیح احادیثِ مبارکہ میں ان کی مدد کے لیے خراسان سے بھی باقاعدہ مسلح فوج آئے گی، جب کہ بعض روایات میں بنواسحق (یعنی پشتون قبائل واللہ اعلم) خراسانی فوج تکبیر اور ذکر کی صداؤں سے کئی شہر فتح کریں گی۔

ذیل میں خراسانی فوجی مدد کے بارے میں احادیثِ مبارکہ کا خلاصہ اور اہل خراسان کا تعارف پیش کیا جاتا ہے:

---

[1] الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۹۲۳۔

[2] الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۹۲۴۔ یہ روایت ضعیف ہے۔

[3] الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۹۳۱۔

خراسان کے بارے میں احادیث مبارکہ کا خلاصہ:

ظہورِ مہدی سے پہلے مستند اور صحیح احادیث مبارکہ میں امام مہدی علیہ الرضوان کی تصدیق کے لیے چند علامات ذکر کی گئی، جن میں جزیرۃ العرب، شام اور عراق میں خونی جنگوں کے علاوہ پوری دنیا میں ظلم و جبر اور مسلمانوں پر تشدد کے حالات کا تذکرہ ملتا ہے۔ ان علامات میں مذکورہ بالا احادیث میں مشرق اور خراسان سے سیاہ کالے جھنڈوں کا امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور سے متصل قبل کی علامات میں ہم شمار کر سکتے ہیں، جیسا کہ علامہ ابن کثیرؒ البدایہ والنہایہ میں خراسان سے متعلق روایات کا تذکرہ فرمانے کے بعد لکھتے ہیں:

ان روایات سے وہ کالے جھنڈے مراد نہیں، جو ابو مسلم الخراسانی بلند کر کے بنو امیہ کی حکومت چھین کر بنو عباس کو ۱۳۲ ہجری میں دینے کے لیے اٹھا کر لائے تھے بلکہ ان جھنڈوں سے مراد امام مہدی کے دور میں نکلنے والے سیاہ جھنڈے مراد ہیں، جس کی قیادت محمد بن عبداللہ علوی، فاطمی حسنی رضی اللہ عنہ کریں گے۔[1]

ظہورِ مہدی سے متصل پہلے خراسان اور مشرق سے نکلنے والے جھنڈوں کے علاوہ بھی خراسان کے سیاہ جھنڈوں کے بارے میں متعدد روایات میں ان سیاہ جھنڈوں کا تذکرہ ملتا ہے، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور سے متصل قبل خراسان سے نکلنے والے جھنڈے جادۂ حق کی تکمیل کے لیے عراق کے شہر کوفہ سے ہوتے ہوئے شام کے شہر دمشق اور غوطہ سے ہوتے ہوئے بیت المقدس اور پھر آگے

[1] البدایۃ والنہایۃ، کتاب دلائل النبوۃ، ذکر الأخبار عن خلفاء بنی امیۃ، ج ٦ ص ٢٧٨۔

مدینہ منورہ پہنچ جاتے ہوئے نظر آتے ہیں، جس کے بعد وہاں جزیرۃ العرب میں بادشاہ کی موت کے بعد خاندانِ خلافت میں برپا ہونے والے اختلافات کی صورت میں عارضی حاکم کی طرف سے حالات کی خرابی کا الزام لگا کر بنوہاشم کے خلاف قید و بند کی سزائیں لگا کر تنگ کیا جاتا ہے اور اس دوران حج میں خونریزی کی وجہ سے امام مہدی علیہ الرضوان کو علمائے ربانیین بیعت پر مجبور کر کے رکن اور مقام ابراہیم میں اعلانِ خلافت کریں گے اور ان کے خلاف مہدی مخالف فوج مدینہ کے قریب بیداء نامی جگہ میں زمین زدہو کر نشانِ عبرت بن جائے گی۔

ایک روایت میں ہے امام مہدیؒ کے لیے مشرق کے ایسے اللہ والے دوست تائید کریں گے جو کسی کے الگ ہونے یا مل جانے کی پرواہ نہیں کریں گے دنیا کے مختلف علاقوں سے بادل کے ٹکڑوں کی تعداد کی طرح انہیں جمع کریں گے، ان کی مثال اولین وآخرین میں نہیں ملے گی۔(عقدالدرر، ج۱ص۱۹۹)

احادیث اور آثار میں بیان کردہ علامات کو یہاں خلاصۃً ذکر کیا گیا، ان کی مزید تشریح آئندہ فصول میں تفصیلی سے کی جائے گی۔

خراسان اور اہل خراسان کا ایک تعارف:

خراسان: فارسی زبان میں "خر" سورج کو اور "اُسان" نکلنے کی جگہ یا وادی کو کہتے ہیں، اس وجہ سے مشرق کو خراسان کہا جاتا ہے، یا پھر "خر" سے مراد "ہر چیز" یعنی کل اور "اُسان" سے مراد "سہل اور آسان" ہے، جب کہ یاقوت حمویؒ نے نوح علیہ السلام

کے نواسے "عالم" کی اولاد میں ان علاقوں کو آباد کرنے والا "خراسان" نامی شخص مراد لیا ہے۔[1]

خراسان سے مراد عراق کے علاقے "جوین اور بیہق" سے لے ہندوستان، تاجکستان، ایران کے علاقے سجستان اور کرمان، جب کہ افغانستان کے شہر غزنی تک کا علاقہ پرانے ادوار میں خراسان کہلاتا تھا۔[2]

قدیم دور میں خراسان کے دیہات میں ایران کا نیسابور اور مرو شہر، افغانستان کا ہرات، بلخ، طالقان، نسا، ازبکستان کا سرخس اور نہر جیحون کے کنارے آباد شہر مراد ہوتے تھے، جب کہ علامہ بلاذریؒ نے خراسان کو چار حصوں پر مشتمل علاقہ قرار دیا ہے، جس میں ایک چوتھائی ایرانی شہر بیشاپور، قہستان، طبستان ، افغانستان کا شہر ہرات، بادغیس اور ازبکستان کا شہر یوشنج اور طوس شہروں کے گاؤں، قصبہ اور ماتحت علاقے شامل ہیں، جب کہ دوسری چوتھائی میں ایران کے شہر مرو، ازبکستان کا سرخس، ابیورد اور افغانستان کا شہر طالقان، خوارزم، آمل اور روز وغیرہ داخل ہیں۔ ایسے ہی تیسری چوتھائی میں نہر جیحون کے مغربی کنارے سے آٹھ فرسخ کا علاقہ جس میں افغانستان کا شہر فاریاب، جوزجان، تاجکستان کے بالائی علاقے، خست ، اندار بہ ، بامیان، بغلان ،

---

[1] معجم مااستعجم من أسماء البلاد والمواضع، مادة: الخاء والراء، ج ۲ ص ۴۸۹۔

[2] معجم البلدان، بلاد خراسان، ج ۲ ص ۳۵۱۔

والج، بدخشان اور سمنجان وغیرہ شہر آتے ہیں، اسی طرح آخری چوتھائی حصہ میں ماوراء النہر کے داخلی علاقے بھی شامل ہیں۔[1]

اہل خراسان کے بارے میں چند اقوال:

علامہ عبداللہ الأندلسیؒ لکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی یہ روایت "لو کان الایمان بالثریا لناله رجال من فارس" اس حدیث کا مصداق اہل فارس کے اول و آخر میں موجود نہیں، بلکہ اہل خراسان ہیں۔ جن کی قبولِ اسلام میں رغبت، عبادت، فرقہ واریت سے دوری، ہر شہر میں فقہاء و محدثین اور گذشتہ اسلامی تاریخ کی ہر حکومت میں بنیادی کلیدی عہدوں پر اہل خراسان ہی متمکن نظر آتے ہیں چاہے وہ خلافتِ بنو عباس میں برامکہ کی شکل میں ہوں، قحطاطبہ، طاہریہ، علی ابن ہاشم اور یا پھر دوسری حکومتوں میں یہی لوگ موجود پائے جاتے تھے۔

اسی سے نبی کریم ﷺ کے اس ارشادِ مبارکہ کی بھی مزید تائید حاصل ہوئی کہ اہل خراسان ہی حقیقتاً امام مہدیؒ کی سلطنت کے لیے مشرق سے ایک بار پھر سیاہ جھنڈوں کو لے کر بیعتِ خلافت کے لیے عنقریب جزیرۃ العرب کا رخ کریں گے، جہاں ان کی تلاش، نصرت اور غلبہ کے لیے تمام تر مشکلات کے باوجود اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کریں گے۔

انہی جھنڈوں کے بارے میں ایک صحیح روایت میں منقول ہے کہ مشرق اور خراسان سے نکلنے والے سیاہ جھنڈوں کو بیت المقدس کے ایلیاء شہر پر گاڑنے کی خاطر اہلِ

---

[1] المسالک والممالک للمہلبی، بلاد خراسان، ج ۱ ص ۱۵۳۔

خراسان کو دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔ اسی وجہ سے احادیث مبارکہ میں ان کے سیاہ جھنڈوں کا ذکر کبھی شام اور دمشق میں، تو کبھی عراق اور دوسرے شہروں میں بار بار مختلف صحابہ کرامؓ سے متعدد اسناد کے ساتھ مروی نظر آتا ہے، جب کہ بعض احادیثِ مبارکہ میں ان سیاہ جھنڈوں کے آپس میں لڑنے کا تذکرہ ملتا ہے۔

شریک بن عبداللہ نے کہا ہے کہ خراسان خدائی ترکش ہے، اللہ تعالیٰ جس پر نگاہِ غضب کریں، اہل خراسان کو ان پر مار دیتے ہیں، جب کہ ایک مشہور قول یہ بھی ہے کہ سرزمینِ خراسان سے اسلام اور قبل از اسلام جو بھی جھنڈا اٹھا ہے، وہ اپنی کامیابی کو پہنچا ہے۔

مشہور مؤرخ، لغوی اور محقق علامہ ابن قتیبہؒ فرماتے ہیں کہ اہل خراسان اسلامی سلطنت کے انصار، دین کے داعی اور مہمان نواز ہیں، مگر اس مٹی پر جو بھی قدم قبضے کی نیت سے پڑے ہیں، انہیں ہمیشہ سے جنگوں کا سامنا رہا ہے، کیونکہ یہاں کے باسی آسانی کے ساتھ نہ تو سرِ تسلیم خم کرتے ہیں اور نہ ہی اتنی جلدی جزیہ اور خراج دینا پسند کرتے ہیں۔[1]

یہی وجہ ہے کہ جب سلطنت بنی امیہ میں دنیا پرستی، عیش و عشرت اور ظلم و جبر کا دور دورہ شروع ہوا، تو سلطنتِ عباسیہ کی بنیاد رکھنے کے لیے ابو مسلم الخراسانی کی سرکردگی میں سیاہ جھنڈے یہیں سے نکلے تھے، جس میں بنی امیہ کی مضبوط بادشاہت کو ناکوں چنے چبوانے پر مجبور کر کے بنو عباس کو ۱۲۰ ہجری میں تختِ خلافت دے دی۔

---

[1] معجم البلدان، بلاد خراسان، ج ۲ ص ۳۵۱۔

اسلامی عقیدے کے رسوخ میں پختگی اور شعائر دین سے محبت کی وجہ سے خلافتِ بنوامیہ سے پہلے اسلامی پرچم یہاں کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوا، مگر بنوعباس کی خلافت کے بعد دینی اطاعت اور اسلامی تعظیم یہاں کے عوام میں رچی بسی ہے، داڑھی، مسنون لباس، پردہ اور مضبوط جسم وضامت کی وجہ سے محمد بن علی بن عبداللہ بن عباسؓ نے خلافت بنوعباس کے قیام کے لیے اپنے داعیوں کو انہیں اوصاف کے حاملین اہل خراسان کو ابھارنے کی دعوت دی، کیونکہ یہاں کی دلیری، شجاعت اور بہادری ضرب المثل جانی جاتی ہے۔[1]

اسی بناء پر بعض احادیثِ مبارکہ میں سختِ دل، لمبے بالوں والے، دیہاتی القاب اور کنیت نما اسماء یہاں کی امتیازی نشانات میں سے ہیں۔

عصر حاضر کے تناظر میں مشرق سے سیاہ جھنڈوں کا خطرناک قتل:

ایران:

افغانستان:

داعش:

چوتھی اور پانچویں حدیثِ مبارک کی تشریح:

ظہورِ مہدی کی علامات میں سے ایک یہ ہے کہ حقوق اللہ، حقوق النفس اور حقوق الغیر سب امور میں ناانصافی شروع ہو جائیں گی، ہر طرف ظلم کا دور دورہ ہو گا، متفقہ اور مسلمہ عقائد کا کھلم کھلا انکار، اہانت دین ورسول عام ہو جائیں گی۔ روحانی بیماریاں عام

[1] آثار البلاد وأخبار العباد للقزوینی، الأقلیم الرابع، ج ا ص ۳۶۳۔

ہو جائے گی۔ حقوق الغیر میں قطع رحمی، پڑوسیوں کے حقوق کی خلاف ورزی، مالی کوتاہیاں اور دیگر ناانصافیاں شروع ہو جائے گی، جن کی نبی کریم ﷺ نے وضاحت فرمائی۔ اس صورتِ حال میں مسلمانوں کے ہاں دینی، سیاسی، سماجی اور معاشرتی سطح پر ایک مسلمہ متفقہ اکثریتی رہبر قتل کیا جائے گا، جس کے قتل پر تمام جن وانس سخت تکلیف سے دوچار ہوں گے، ان دگرگوں حالات میں جنگوں کی کثرت اور فتنوں کی بہتات کی وجہ سے لوگوں کے کاروبار اور تجارت کساد بازاری کا شکار ہو جائیں گے، ایسے باہمی فتنوں اور جنگوں کی وجہ سے راستوں کی بندش اور خطرات کی زیادتی کا بھی عام وقوع ہو جائے گا۔

امام مہدی کے ظہور سے پہلے عالم اسلام میں ظلم وجبر کا عام ہونا:

اس دوران عالمِ اسلام کے مختلف جوانب واطراف سے مسلمانوں کی کسمپرسی کا درد رکھنے والے، امام مہدیؑ کے نام ونسب اور دیگر علامات سے واقف کہنہ مشق مگر فکر وغم کے مجسم، میدان کارزار کے شناور، سنجیدگی ومتانت کے حامل انفرادی طور پر تین سو یا اس سے زیادہ افراد کی جماعت کو امام مہدیؑ کے ظہور کی اہمیت سے لوگوں کو باخبر رکھتے ہوئے، ایمانی جذبہ کی چنگاری کو مزید شہ دیتے ہوئے زندگی اور موت کی بیعت لیں گے اور ان لوگوں کی طرف سے بطورِ وکیل تلاش مہدی کے لیے مناسب موقع اور موافق حالات کا شرعی اصولوں کے تناظر میں جائزہ لیتے ہوئے جاکر مدینہ اور مکہ کے اطراف میں ان مخصوص نشانیوں کے حامل افراد کی جانچ اور باز پرس کرتے ہوئے، ثقہ، متدین، قریشی، ہاشمی، حسنی وحسینی سادات سے تعلق رکھنے والے مشرق سے سیاہ جھنڈوں کے حاملین سے وابستگی رکھنے والے، غریب پرور، اسلام کے موجودہ

حالات سے باخبر، ظاہری و باطنی گناہوں سے محفوظ، شریعت کے پابند، دینی، سیاسی اور معاشرتی سمجھ بوجھ رکھنے والے محمد یا احمد جس کے والد کا نام عبداللہ ہوگا، بیت المقدس اور دیگر عالم اسلام کے اطراف میں دین کی خاطر اسفار کیے ہوئے شخص کو پاکر یہ سات علمائے کرام ان کی بیعت پر اتفاق کرلیں گے، مگر وہ پُراسرار شخصیت بیعت کرنے اور خلافت کا یہ عظیم بارِ گراں اٹھانے سے یہ کہہ کر انکار کرے گا کہ میں تو انصار میں سے ہوں، یعنی میں قریشی نہیں ہوں۔

علمائے کرام ان کی اس توریہ نما توجیہ کو سمجھ لیں گے، مگر وہ پھر بھی انکار پر مصر ہو کر ان سے رفوچکر ہو کر مکہ سے مدینہ جائیں گے، یہ علمائے کرام مدینہ جائیں گے، تو امام مہدیؒ موقع پاکر مکہ آئیں گے۔ نعیم بن حمادؒ کے الفتن میں یہ انکار اور مدینہ اور مکہ سے آنے جانے کا واقعہ تین بار ذکر کیا گیا ہے، جب کہ دیگر روایات میں نئی دلہن کے حجلہ عروسی میں بٹھانے کے انکار کی طرح سے تعبیر کیا ہے، تاہم بالآخر بادلِ نخواستہ امام مہدیؒ نہ چاہتے ہوئے خلافت کا عہدہ قبول کرکے رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان اس آہستگی کے ساتھ بیعت کریں گے کہ سوئے ہوئے کو نیند کی آغوش سے بھی نہیں جگائیں گے۔

قریش کے مخالفین اور اہل بیت سے دشمنی رکھنے والے جزیرۃ العرب کے حالات پر نظر رکھے ہوئے ہوں گے، حالات کی اس نزاکت کو دیکھتے ہوئے عالمی نقشہ پر ایک نئے ابھرتے ہوئے ملک کو بظاہر ایک نووارد کی طرف سے شاید یرغمال بنانے یا عالمی قوانین کی پاسداری کی خلاف ورزی کرنے یا پھر دیگر کئی جرائم میں متہم قرار دے کر اس کے خلاف ایک لشکر روانہ کریں گے، جو مدینہ کے قریب "بیداء" نامی جگہ میں دھنسا دیا

جائے گا، یہ خبر عام نظروں سے اوجھل ہو گی، مگر بعض دوررس نگاہیں پل پل کی خبر کی تاک میں ہوتے ہوئے اس خبر کو ہوا دیں گے اور عراق، شام اور دیگر اطراف عالم سے ایک تانتا بندھا ہوا نہ ختم ہونے والا لوگوں کا سمندر اس قافلہ کے ساتھ ملتا جائے گا۔ ابتدائی ایام میں جزیرۃ العرب سے نکلتے ہوئے ان کی تعداد بارہ سے پندرہ تک ہو گی، مگر بعد میں یہ تعداد ہزاروں تک پہنچ جائے گی۔ خدائی مدد اور عظیم انتظامی سر گرمیوں کی وجہ سے اہل بیت، قریش اور اطراف عالم میں مظلوم مسلمانوں کی دادرسی کرتے ہوئے نہایت فیاضی سے لوگوں میں مال کو بغیر شمار کے خرچ کریں گے۔[1]

امام مہدی کے ظہور سے پہلے جزیرۃ العرب کے خراب ہونے والے حالات کا تذکرہ:

پانچویں حدیث مبارکہ میں چند امور ذکر ہوئے، رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان ایک عام آدمی کی بیعت کی جائے گی مگر اپنے ہی لوگوں کی وجہ سے کعبہ کی بے حرمتی اور کشت وخون کرکے کی جائے گی، جس کی سزا کے طور پر آئندہ بہت جلد عربوں کی ہلاکت متوقع ہو گی۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر ایسا شخص ظاہر ہو جائے، تو اسے تعزیر دے کر توبہ کی ترغیب دے کر بغاوتِ حاکمِ شرعی کی خلاف ورزی کے بارے میں مذکورہ وعیدات سے متنبہ کرنا ضروری ہے، صرف اسی جرم میں خانہ کعبہ میں خون ریزی کرنا، شعائر اللہ کی بے حرمتی کرنا جس طرح مدعیٔ مہدی نے کی ہے، نہایت ہی شنیع فعل ہے، توبہ تائب

---

[1] کتاب الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۱۰۰۰، ص ۳۴۵۔

ہونے کے بعد مرتکب کو اپنی غلطی پر اصرار نہ ہو، تو اس کو معاف کرنا ضروری ہے، جب کہ مدعی کو بھی اس تلقین کی طرف اشارہ دیا گیا ہے کہ وہ فوراً توبہ تائب ہو۔

ایسے ہی یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ بغیر سابقہ اطلاع یا مضمر خطرے کے اگر حکومتی اہلکاروں کو اس شخص کے خلاف کاروائی کا حکم دیا جائے، تو انہیں کاروائی نہیں کرنی چاہیے۔

مزید یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ گرد و پیش معاون ممالک کو پڑوسی سلطنت میں اتنے بڑے واقعے کی صورت میں راہِ راست کی تلقین کرنا ایک ہم ذمہ داری تھی اور اپنا ذمہ نہ نبھانے یا ایسے بے گناہ مخلصین مگر ناواقف لوگوں کے خلاف کاروائی میں حصہ دار بننا یا ان کے قتل سے نہ روکنا ایک بہت عظیم غلطی ہے، جس کا وبال انہیں بھی بھگتنا ہوگا، جس کے بارے میں فرمایا کہ ایسی صورت میں تمام عرب شہروں میں سخت ہلاکت متوقع ہوگی۔

مزید یہ بھی اشارہ ملتا ہے کہ اپنی بادشاہت کی خاطر اللہ تعالیٰ کے تکوینی نظام کی خلاف ورزی کی صورت میں بہت سنگین نتائج بھگتنے کے لیے تیار ہونا چاہیے۔ حدیثِ مبارک میں ان مضمر باتوں کی مزید نشاندہی ایک دوسری روایت جسے امام نعیم بن حماد نے سندِ حسن کے ساتھ نقل کیا ہے، یوں اس معاملے کی وضاحت ہوتی ہے حدیث اور اس سے متعلقہ حواشی ملاحظہ فرمائیں۔

حقیقی اور غیر حقیقی مہدی کی پہچان ایک حدیث کی روشنی:

حدثنا الوليد بن مسلم، عن صدقة بن خالد، عن عبد الرحمن بن حميد، عن مجاهد، عن تبيع،[1] قال: «سيعوذ بمكة عائذ[2] فيقتل،[1] ثم يمكث

---

[1] اس روایت کی سند میں "تبیع" راوی کے علاوہ تمام رجال صحیح ہے، جب کہ یہ روایت مسلم اور دیگر کتب صحاح کے روایات میں معنی کے اعتبار سے مؤید ہے، اس لیے اس روایت کی صحت میں شبہ نہیں، ہاں البتہ تبیع نامی راوی اہل کتاب سے اخذ روایت کرتا تھا، تاہم اس کی مویدات ہونے کی وجہ سے درجۂ حسن سے یہ روایت کم نہیں۔ دیکھئے: الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۹۳۵، ج ۱ ص ۳۲۷۔

[2] اس روایت کے بلاغی نکات کی وضاحت سے جہاں حدیث مبارک کی سندی حیثیت کے علاوہ متن کی صحت پر بھی دلیل ملتی ہے، وہیں یہ حقیقی اور غیر حقیقی مہدویت کا دعویٰ کرنے والوں کی باتوں میں فرق اور وقت کا اندازہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ اس پہلے جملے میں "سیعوذ بمکۃ عائذ" میں "مکہ" کو مقدم ذکر کرنے میں یہ نکتہ ملتا ہے کہ مدعیٔ مہدویت صرف مکہ کی طرف آئے گا اور اس آنے سے پہلے اعلانِ مہدویت کے لیے کسی قسم کی سابقہ تیاری نہیں کی ہوگی اور نہ ہی پہلے سے باقاعدہ کسی نشانی کی تیاری فوجی دستہ کی مدد اور معاونین پر بھروسہ ہوگا، اس وجہ سے شاید عائذ کہہ کر خالص پناہ گزین کا عنصر ظاہر کرکے جار مجرور یعنی "بمكة" کو فاعل یعنی "عائذ" پر مقدم کر دیا اور اسی خاطر "اسم فاعل" بغیر صیغہ مبالغہ کے، ذکر کرکے یہ اشارہ کر دیا، کہ حقیقی مہدی کے ظہور سے پہلے دعویٔ مہدویت کرنے والے اپنے دعویٰ میں صادق نہیں ہوں گے، بلکہ ظہورِ مہدی صرف ایک بار متحقق ہوگا، جب کہ دیگر الفاظِ مترادفہ کی بجائے عائذ کا صیغہ منتخب کرکے "عائذ" سے مفہوم والے معنی کی طرف اشارہ فرما دیا کہ مہدی اور اس کی جماعت کسی مضبوط پناہ گاہ، قلعہ اور ایک بڑے متوقع خطرے سے نمٹنے کے لیے نہتے بغیر اسلحے کے غیر متحقق کام کے حصول کے لیے کہیں بھاگ کر نہیں آئے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی خلافت کے اختتام پر حجاج سے بچ کر کعبہ تشریف لائے تھے، اسی طرح "عائذ" کے معنی میں غربت اور اجنبیت کا ظاہری عنصر اس طرف واضح غمازی کرتا ہے کہ عبداللہ بن زبیرؓ تو حرم کا باسی اور

الناس[2] برهة من دهرهم،[3] ثم يعوذ عائذ آخر،[1] فإن أدركته فلا تغزونه،[2] فإنه جيش الخسف»[3]

وہیں کافی عرصہ تک خلافت کرنے والے باقاعدہ خلیفۂ منتخب تھے، جب کہ یہ شخص عائذ اس نوعیت کا غیر متوقع، غریب اور اجنبی آدمی ہوگا۔

[1] "فیقتل" میں فاء عطف غیر متراخی کے لیے آتا ہے، جس کا معنیٰ ہے کہ غیر حقیقی مدعیٔ مہدویت بہت جلد قتل ہو جائے گا، یہی وجہ ہے کہ ۱۴۰۰ ہجری محرم کی ایک تاریخ کو کعبہ میں نمازِ فجر میں رونما ہونے والا شخص بہت جلد دو، تین دن میں قتل ہوا، جب کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ جلد قتل نہیں ہوئے بلکہ خلافت کا ایک طویل عرصہ گزرنے کے بعد شہید ہوا۔

[2] اس جملے میں "ثم" کا لفظ تراخی کا معنیٰ ظاہر کر کے یہ نشاندہی کرتا ہے کہ پہلے شخص کے بعد لوگ کافی عرصہ تک مہدیٔ برحق کے منتظر رہیں گے، اسی لیے "یمکث" کا لفظ "ثم" کے بعد لا کر اس طرف اشارہ فرمادیا کہ یہ انتظار اہل علم کی نظر میں ایک مرغوب چیز کے ظہور کے لیے انتظار کی مانند ہوگا، جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ ہر طرف ظلم و جبر پھیلا ہوگا، جس سے نجات کے لیے لوگ منتظر رہیں گے، ایسے ہی "الناس" معرف بلام ذکر کر کے تمام مذاہب و فرق کے لوگوں کی جانب سے اس نظامِ استبداد کے خلاف ہونے کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے، اسی وجہ سے "الناس" کے بجائے "قوم، جماعۃ، امۃ" وغیرہ دیگر الفاظ ذکر نہیں کئے گئے جب کہ "الناس" کو فعل "یمکث" پر مقدم نہ کرنے میں یہ مفہوم ملتا ہے کہ لوگوں کی جانب سے دلی خواہش بار بار اس نظام کے خلاف ابھرتی ہوگی، مگر تکوینی طور پر انہیں انتظار پر رغبت کے لیے ظہورِ مہدی کو مؤخر کیا جائے گا۔

[3] "برھۃ من دھرھم" سرسری نظر میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عام طور پر عمرِ کہولت ہی پختگی، معاملات کی تہہ تک پہنچانے، سنجیدگی کے حصول اور مختلف ادوار کے آنے جانے کی وجہ سے لوگوں کے طبائع میں بنیادی عمل دخل کار فرما ہونے کا عرصہ شمار کیا جاتا ہے۔ "برھۃ" کو نکرہ ذکر کر کے شاید چالیس سالہ عرصہ کی تکمیل میں کمی کی طرف اشارہ ہے، جب کہ "دھرھم" کہہ کر یہ اشارہ فرمادیا کہ

اس روایتِ مبارکہ میں نبی کریم ﷺ قربِ ظہورِ مہدی کی ایک بڑی علامت یہ بیان فرمائی، کہ حقیقی مہدی کے ظہور سے کچھ عرصہ پہلے ایک شخص مہدی کے اوصاف سے متصف ظاہر ہوگا، جو فوراً قتل ہوگا، جب کہ ایک مخصوص عرصہ بعد ایک دوسرا

پہلی بار کعبہ میں مہدویت کا دعویٰ کرنے والوں کا زمانہ پائے ہوئے لوگ دوسرے حقیقی مہدی کے دور کو بھی پالیں گے۔

[1] "ثم یعوذ آخر" کہہ کر فرمایا کہ دونوں زمانوں میں دورانیہ تھوڑے عرصے کا نہیں ہوگا، بلکہ خاصہ لمبا عرصہ لگے گا۔ واضح رہے کہ یہاں دوبارہ "عائذ" مکرر ذکر نہیں کیا، بلکہ "یعوذ آخر" کہہ کر اشارہ کیا کہ دونوں دعویٰ خلافت میں کافی حد تک مشابہت ہوگی، اسی لیے شاید ضمیر فاعل مستتر پر اکتفاء فرمایا اور "بمکۃ" دوسرے جملے میں ذکر نہ کرنے میں اشارہ فرمایا کہ پہلا مدعی مہدویت ہدایتِ ربانی اور توکل علی اللہ کا حامل نہیں ہوگا، بلکہ اسباب اور باقاعدہ مستقل پلاننگ اور لوگوں کو مجبور کرنے کے نتیجے میں خلافت کے دعوی دار کے طور پر ظاہر ہوگا، اسی لیے اس کا مقصود مسجد حرام ہوگا، کعبہ مبارکہ نہیں، جب کہ دوسرا حقیقی مدعی بغیر اسباب محض کعبہ کا قاصد ہو کر لوگوں کے مقرر کرنے سے نہ چاہتے ہوئے بیعت کرے گا۔

[2] اس میں یہ اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لشکر دور کہیں دوسرے مقام سے مقابلے کے لیے بھیجا جائے گا، جیسا کہ بعض روایات میں مشرق اور بعض میں شام کا ذکر ملتا ہے۔

[3] "فان ادرکتہ فلا تغزونہ فانہ جیش الخسف" تین ضمائر متصلہ مکرر لا کر جوامع الکلم اور بلاغت کی وجوہ استخدام کی طرف اشارہ ملتا ہے، جب کہ پہلے ضمیر سے مراد وہ زمانہ ہے جس میں بیعت مکمل ہوگی، دوسرے ضمیر سے مراد "مہدی" کے پانے کی طرف اشارہ ہے، جب کہ تیسرے ضمیر میں مہدی کے خلاف لشکر کشی کرنے والے کے انجامِ بد کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، یعنی اگر اے مخاطب تم دوسرے بیعت کا زمانہ پاؤ، تو کم از کم اس کے مخالف لشکر میں سے مت شامل ہو۔

شخص ظاہر ہوگا، اگر اس کے خلاف آنے والے لشکر کو زمین دھنس دیا جائے، تو اس کے خلاف ہونے والی کاروائی میں شرکت جائز نہیں، کیونکہ یہ امام مہدیؑ ہوگا۔

اس حدیث مبارک میں حقیقی مہدی اور غیر حقیقی مہدی کی علامات واضح انداز میں بیان کی گئیں جس میں دونوں کے درمیان چند اعتبار سے فرق، جب کہ کچھ وجوہ کی وجہ سے باہمی اتحاد نظر آتا ہے:

مندرجہ بالا احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں حقیقی مہدی اور غیر حقیقی مہدی کے درمیان اتفاقی اور اختلافی امور:

۱۔ مہدی دعوی مہدویت کے بعد جلد از جلد قتل نہیں ہوگا، بلکہ دوسری احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں عیسی علیہ السلام کی حیاتِ مبارکہ میں کافی عرصہ خلافت کر کے فوت ہوں گے۔ لہذا عام لوگوں کو پہلے وہلے میں فی الفور بیعت نہیں کرنی چاہیے، بلکہ احادیثِ مبارکہ میں دی گئی نشانیوں کے بعد اور علمائے ربانیین سے پوچھ پوچھ کر قدم اٹھانا ضروری ہے۔

۲۔ حقیقی مہدی کا زمانہ پانے والوں کے لیے یہی ہدایت ہے کہ ان کے خلاف ہر قسم کی کاروائی سے احتراز کرنا ضروری ہے، جیسا کہ صحیح بخاری و مسلم کی روایت میں خسف کی باقاعدہ تصریح فرما کر اس کی نشاندہی کی گئی۔

۳۔ جب کہ صحیح مسلم شریف کی اس روایت سے یہی حکم غیر حقیقی مہدی کے بارے میں بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس صورت میں بھی اس کے قتل میں شرکت سے احتراز لازمی ہے، جو حدیثِ مبارک میں "عائذ" کے صیغہ سے معلوم ہوتا ہے، چونکہ دونوں مہدیوں حقیقی اور غیر حقیقی کے لیے "عائذ" اور "سیعوذ" کا صیغہ یہی بتا رہا ہے کہ

دونوں فرار اختیار کرنے والے نہیں اور نہ ہی عام پناہ گزین یا عبادت گزار، عمرہ وحج، طواف وغیرہ کے لیے آئیں گے، بلکہ عالمِ اسلام میں کفر وشرک، ظلم وناانصافی سے تنگ آکر اخلاصِ نیت سے کسی حقیقی یا غیر حقیقی ظالم سے پناہ لے کر آئیں گے۔

۴۔ جب کہ یہی مادۃ "ع،و،ذ" یہ بھی وضاحت کرتا ہے کہ حقیقی امام مہدیؑ باقاعدہ پہلے سے طے شدہ منصوبہ کے بغیر، غیر مسلح اور نہتے ہو کر اکیلے آئیں گے۔

۵۔ جب کہ غیر حقیقی مہدی بھی انقلابی کاروائی، حکومت پر قبضہ یا انتشار وافتراق یا تکفیری نظریہ وغیرہ صورت حال پیدا کرنے یا ظلم پھیلانے کی غرض سے نہیں آئے گا۔ ایسے ہی دونوں ناحق خون بہانے اور ناانصافی کی غرض سے نہیں آئیں گے، جیسا کہ "مادہ عوذ" سے معلوم ہوا۔

مگر حقیقی اور غیر حقیقی مہدی کے درمیان یہی فرق ہوگا کہ کعبہ مشرفہ میں ملاقات سے پہلے امام مہدیؑ نے باقاعدہ کوئی منصوبہ بندی نہیں کی ہوگی، جب کہ غیر حقیقی مہدی نے باقاعدہ منصوبہ بندی کر کے پہلے سے مسلح جماعت کو تیار رکھا ہوگا جو لوگوں کو زبردستی بیعت پر قائل کرنے کی کوشش کرے گا اور اس کے لیے متعلقہ افرادی قوت، حرم میں اس کام کے لیے اس غیر حقیقی مہدی کے پاس موجود ہوگی۔

جب کہ حقیقی مہدی کے پاس نہ تو بیعت کے وقت حرم میں اسلحہ ہوگا اور نہ کوئی سابقہ منصوبہ بندی، اور نہ ہی کوئی پہلے سے باقاعدہ مقررہ وقت پر معتدبہ تیار جماعت پاس ہوگی۔

۶۔ حکم اور سزا میں پولیس اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کو چاہیے کہ حقیقی اور غیر حقیقی مہدی کے ظہور کے وقت جلدی طاقت کے استعمال سے گریز کریں، یہی وجہ

ہے کہ صحیح مسلم کی روایت میں فی الفور قتل وغیرہ کی سزا دینے والوں کو خصوصی اور عمومی ہلاکت کی سزا کا حکم سنایا ہے۔

۷۔ جب کہ ان متعلقہ احادیثِ مبارکہ میں حکامِ وقت کے لیے یہ واضح پیغام ہے کہ متعلقہ اداروں کی ظاہری کاروائی کے باوجود غیر حقیقی مہدی کے بارے قتل کی سزا کا وبال ملکی صورتِ حال کو خطرے میں ڈالنا ہے، جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت میں واضح تصریح موجود ہے۔

۸۔ بلکہ غیر حقیقی مہدی کے خلاف دلائل وقرائن سے اگر دعوی خلافِ حقیقت معلوم ہو جائے، تو دوسرے خواب دیکھنے والوں کے لیے نشانِ عبرت بنانے کے لیے باقاعدہ تفتیش کے بعد حبسِ دائم یا دوسری تعزیری سزا مناسب ہو گی، جیسا کہ "فیقتل" کے "فائے تعقیب" کے بعد ہلاکت کی سزا کا ورود معلوم ہوتا ہے۔

۹۔ حقیقی مہدی کی طرح غیر حقیقی مہدی بھی صرف مکہ مکرمہ میں کعبہ کے پاس دعوئ مہدویت لے کر آئے گا، لہذا یہ معلوم ہو گیا، کہ روئے زمین پر صرف مکہ مکرمہ اور وہاں بھی صرف کعبہ میں آنے والے شخص کے بارے میں علمائے کرام کو سوچنا چاہیے، ان کے علاوہ دیگر مدعی مہدویتِ معہودی کا اعتبار ہر گز نہیں ہو گا۔

۱۰۔ مزید برآں علمائے کرام کی یہ ذمہ داری بھی معلوم ہوتی ہے کہ وقتی حالات کے تناظر میں وقتاً فوقتاً عوام کو ظہورِ مہدی کے بارے میں خبر دار کر کے مطلع کرنا ضروری ہے، تاکہ ہر دعویٰ کرنے والے کے پیچھے لوگوں کی جماعت جمع نہ ہو۔

۱۱۔ اسی طرح یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ عوام کو بھی ہر مخلص، حالات سے دلبرداشتہ متبعِ شریعت بظاہر سید کے پیچھے چلنا درست نہیں، جب تک علمائے کرام کی صحبت میں

بیٹھ کر معاصر فرقوں اور نئے رونما ہونے والے فتنوں کے بارے میں مکمل رہنمائی حاصل نہ ہوئی ہو۔

۱۲۔ مگر رہنمائی میسر نہ ہونے کی صورت میں یہ دنیا[1] میں عذر معتبر نہیں کہ ہمیں حقیقتِ حال معلوم نہیں تھی بلکہ کم از کم یہ جان لینا تو لازمی ہے کہ دعویٔ مہدویت کی آواز حرم سے آنے پر اس کے خلاف نہ ہونا ہی حق میں شامل ہونے کی واضح دلیل ہو گی ۔ان شاءاللہ۔ اگرچہ افضل یہ ہے کہ علمائے کرام سے معاصر حالات کے بارے میں پوچھنے اور حق راہ کی تلاش و جستجو بھی ہر شخص کی ذاتی ذمہ داری میں سے ہے۔

۱۳۔ حدیث مبارک میں "عائذ" سے معلوم ہوتا ہے کہ علمائے کرام کی ذمہ داری ہے کہ لوگوں کو عقیدہ ظہورِ مہدی احادیث مبارکہ کے معاصر تطبیق کی روشنی میں اپنی بساط کے مطابق سمجھایا کریں تاکہ ہر اٹھنے والی آواز کی پیروی نہ کی جائے۔

۱۴۔ مزید یہ بھی معلوم ہوا کہ حکامِ وقت کو سیاسی معاملات کے ساتھ دینی مسائل بالخصوص معاصر حالات کے بارے میں علمائے حقہ سے وقتاً فوقتاً رہنمائی طلب کرنا ضروری ہے اور ظہور کے وقت اتباع مہدیؓ میں نجات کا عقیدہ بھی رکھنا لازمی ہے۔

۱۵۔ مذکورہ بالا روایت "ثم یمکث" لفظ "ثم" کی تراخی سے معلوم ہوا کہ حقیقی اور غیر حقیقی مہدی کے درمیان کا دورانیہ تکوینی طور پر مہلت دینے سے علمائے کرام،

[1] "دنیا" کی قید اس وجہ سے لگائی کہ صحیح بخاری اور مسلم کی روایت میں مہدیؓ کے مخالفین کے دھنسنے والوں میں میدانِ حشر میں اٹھنا نیتوں پر موقوف ہونے کا تذکرہ موجود ہے۔

حکامِ وقت اور عوام الناس سب کے سب متفقہ طور پر حالات کی درستگی اور صحیح صورت حال کے بارے میں احادیث کا مطالعہ کریں۔

۱۶۔ جب کہ "یمکث الناس" کے جملے سے ظہورِ مہدی کے لیے آرزوئیں باندھ کر کسی شئ مرغوب کے انتظار کی طرح مناسب وقت اور حالات کے نشیب وفراز کا ادراک بھی اہم اور بنیادی عنصر معلوم ہوتا ہے۔

محمد بن عبد اللہ القحطانی اور جہیمان کے واقعے کا تذکرہ:

چوتھی اور پانچویں حدیثِ مبارک سے یہ بات معلوم ہوئی کہ حقیقی مہدی کے ظہور سے پہلے ایک اور شخص مہدویت کا دعویٰ کرے گا، مگر تاریخِ اسلامی کے مختلف ادوار میں کئے گئے مہدویت کے غیر حقیقی دعوؤں کے برعکس یہ دعویٰ کعبہ اور بیت اللہ کے پاس ہوگا، مگر مسلمانوں کی باقاعدہ حکومت موجود ہونے کی وجہ سے اور مسلح کاروائی کی بناء پر یہ شخص غیر حقیقی مہدی ہوگا اور اس کو مارنے کے بعد عربوں کی ہلاکت میں جانا بہت جلد ہوگا۔

اس حدیثِ مبارک کا عصر حاضر کے تناظر میں مطالعہ کیا جائے اور آج سے تقریباً پہلے " ۳۹ "انتالیس سالہ قبل ۲۰ نومبر ۱۹۷۹ء/یکم محرم ۱۴۰۰ھ کو نمازِ فجر میں وقوع پذیر ہونے والے واقعہ پر نظر دوڑائی جائے، تو مسلم شریف کی حدیث اور ابو نعیم کی کتاب الفتن میں صحیح سند کے ساتھ مروی روایت کے بارے میں حضرات علمائے کرام سے دست بستہ عاجزانہ درخواست ہے کہ وہ ان باتوں کا بغور جائزہ لے کر احادیثِ مبارکہ اور متعلقہ تطبیق پڑھنے کے بعد گرد و پیش کے احوال کا اندازہ کر کے درست سمت کی طرف امت کی رہنمائی فرمائیں:

امحرم ۱۴۰۰ ہجری بمطابق نومبر ۱۹۷۹ کا واقعہ حرم اور مذکورہ بالا حدیث:

سعودی عرب کے شہر میں دعوت کے شعبہ سے متعلق "جہیمان العتیبی" ۱۶ ستمبر ۱۹۳۶ء/۱۳۵۵ھ کو سعودی عرب کے ساجر شہر میں پیدا ہوا، ابتدائی تعلیم جامعہ ام القری مکہ مکرمہ میں حاصل کی اور ۱۸ ماہ تک "الحرس الوطنی السعودی" میں بطورِ ملازم کام کیا۔ اس کے بعد مدینہ منورہ جا کر شیخ عبدالعزیز بن باز کے ایک شاگرد محمد بن عبداللہ القحطانی کی بہن سے شادی کی۔

جہیمان العتیبی سعودی کے رضاکار خدام میں بطورِ "داعی" خدمات دیتا رہتا ہے، تاہم اپنے بعض متشدد نظریات کی وجہ سے پہلے سے حکومت کی نظروں میں مشکوک تھا۔ دعوت کے رضاکاروں میں شرکت کی وجہ سے مختلف مواقع میں کتابوں کی نشر واشاعت کر کے حجاج اور عام لوگوں میں تقسیم کرتا تھا۔

جہیمان کی شیخ عبداللہ بن باز اور دیگر اہلِ علم کے ساتھ خاصی عقیدت تھی، یہاں تک کہ جو کتاب چھاپتا تھا، تو پہلے شیخ عبداللہ بن باز کو سناتا تھا، اگر وہ اجازت دیتے، تو اس کے بعد طباعت کرتا۔

تاہم حکومت وقت کے بارے میں اس کا نظریہ اس وقت کے دیگر سعودی مخالفین کیطرح نہیں تھا، لیکن غلو فی الدین اور مزاج میں تشدد کی وجہ سے اپنی طرح چند لوگوں کو اپنا ہم خیال بنانے میں کامیاب ہوا تھا، تاہم مختلف رسائل اور جرائد میں اکثر اہل علم اور صحافیوں کا یہی خیال ہے کہ جہیمان مخلص اور جلد باز مسلمان تھا۔

ہر صدی میں ایک مجدد ہونے کا نظریہ رکھتے ہوئے جہیمان نے بھی یہی خیال دل میں بسایا کہ اس صدی کا عظیم کام یعنی خلافت اور نزول مہدی کا کارنامہ میرے ہی نام ہو۔

مختلف تحریرات سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ باقاعدہ عالم اور دینی تفقہ نہ ہونے کی وجہ سے اس کا نظریہ یہ تھا کہ ظہورِ مہدی میں اسباب کا عمل دخل زیادہ ہے، اس لیے اسباب کی تیاری میں اسلحہ اور سادہ سی خوراک جمع کرکے ظہورِ مہدی کے لیے اپنے سالے محمد بن عبداللہ القحطانی کو منتخب کیا، اس کے بارے میں لوگوں کے خوابوں اور دیگر مبشرات، اخلاق، سیرت اور دیگر خوبیوں کی وجہ سے جہیمان کے ماننے والوں کا اس کے بارے میں مہدی کا نظریہ راسخ ہو گیا تھا۔[1]

احادیثِ نبویہ میں عمق نہ ہونے، مہدی کے بارے میں تحقیق نہ کرنے اور صرف اپنے مطالعہ پر اعتماد کرکے علمائے کرام سے مشورہ نہ ہونے کے باعث جہاں ایک طرف حرم شریف میں خونریزی کی فضا پیدا کرکے ہتکِ حرم کا واقعہ پیش آیا، وہیں اپنے ساتھ دوسروں کو بھی گمراہ کرکے حرم شریف میں عین نماز کے وقت اتنا انتشار پھیلا دیا، جو عالمِ اسلام کا ایک بڑا واقعہ بن کر سامنے آیا۔

اس صورت حال میں اگر ہم اس حدیث پر نظر دوڑائیں کہ **"ایک آدمی کی بیعت کی جائے گی، اس دوران بیت اللہ کی ہتکِ عزت اپنے ہی لوگوں سے سرزد ہو جائے گی، کوئی اس کی بے حرمتی نہیں کرے گا، اس کے بعد عربوں کی جلد ہلاکت کے بارے میں سوال نہ کرنا"** اس حدیث کے تناظر میں اگر اس واقعے کو دیکھا جائے اور تاریخ اسلامی کا مطالعہ کیا جائے، تو بیت اللہ کی ہتک کا ارتکاب پہلی بار حجاج بن یوسف نے اس وقت کیا، جب حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے خلاف لشکر کشی کرکے انہیں حرم میں پناہ

---

[1] دیکھئے: ویکی پیڈیا، واقعہ جہیمان۔ اور المعرفہ ڈاٹ کام۔

لینی پڑی اور وہاں پر بھی انہیں پناہ نہ دی گئی، بلکہ سولی پر لٹکایا گیا، اس میں بھی اپنے ہی مسلمان حاکموں نے حکومت لینے کی خاطر بیت اللہ پر چڑھائی کر کے بیت اللہ کی بے حرمتی کر ڈالی۔

اور شاید یہ یکم محرم ۱۴۰۰ ہجری میں جہیمان کے واقعہ میں بیت اللہ کی ہتک اپنے ہی ملک کے حاکموں نے علمائے وقت کے فتوؤں کی روشنی میں کر ڈالی۔

صدر ٹرمپ کا دورہ سعودی عرب اور ظہورِ مہدی کی نشانیاں:

۱۔پنتالیسواں (۴۵) نو منتخب امریکی صدر ٹرمپ اور سابقہ صدر بارک اوبامہ کی صدارت کے دوران کی جانے والی اسلام مخالف سرگرمیاں پچھلے امریکی صدور کے مقابلے کچھ زیادہ تیزی دیکھی گئی، اسی وجہ سے مسلم امہ میں اس بابت پریشانی پہلے سے زیادہ محسوس کی جانے لگی، اوبامہ دورِ حکومت میں پاکستان پر ڈرون حملوں کی تیزی، ایران سے امریکی قربتوں کا کھلم کھلا اظہار اور پابندیاں ختم کرنا، بن لادن اور ملا محمد اختر منصور اور دیگر مجاہدین کی شہادت، لیبیا اور عراق کے ساتھ ساتھ شام کے معاملے میں عرب ممالک کو آپس میں مشت و گریبان کر کے ایک نیا دروازہ دیکھنے کو ملا، جب کہ مصر میں اسلام پسندوں کی حکومت کو یرغمال کرنا اور ترکی میں انقلابیوں کی پشت پناہی کی وجہ سے اکثر مسلمانوں کی پریشانی زیادہ ہونے لگی۔

۲۔ نو منتخب امریکی صدر نے اس سے پہلے اپنے انتخابی مہم کے دوران مخصوص عرب ممالک پر امریکہ آنے کی پابندی، مسلمانوں کے قبلہ اول کی باقاعدہ طور پر یہودیوں کو حوالگی، افغانستان کے جنگ کی شدت، یورپی اور امریکی مسلمانوں کی تذلیل و تضحیک کے علاوہ بیہودگی اور اسلامی شعائر کی کھلم کھلا بے حرمتی، یمن کے مسلمانوں پر

زبردستی ایک طویل جنگ کا مسلط کرنا اور شام کے علاقوں میں کرد باغیوں کی حمایت کرکے ترکی اور شامی مسلمانوں کو کمزور کرکے اسرائیلی اجارہ داری کو فروغ دینا شامل تھا۔

انتخابات کی کامیابی کے بعد بھی اپنی اسی پالیسی پر گامزن رہا اور مسلم دشمنی کا اظہار دوسرے صدور کے برعکس واضح طور پر سامنے کرنے لگا۔

ان حالات کے تناظر میں احادیث الفتن کا مطالعہ کرکے مذکورہ حالات کو ان روایات کی روشنی میں دیکھنے کی کوشش کرکے ان نصوص سے رہنمائی لیں گے۔

پہلی روایت: حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب دو آزاد کردہ بادشاہ بن جائیں تو ان کے ہاتھوں ملاحم یعنی عالمی جنگیں وقوع پذیر ہوں گی، ایک عرب کا آزاد کردہ اور دوسرا روم کا آزاد کردہ۔[1]

تشریح: اس روایت میں اپنے علاقے کو چھوڑ کر دوسرے ملک میں غلاموں کی طرح اجنبی شخص کی مانند زندگی گزارنے والا شخص جب بادشاہ بن جائے، تو اس کے ہاتھوں ظہورِ مہدی سے پہلے ہونے والی عالمی جنگوں کا سلسلہ شروع ہوگا ان میں ایک عرب علاقہ چھوڑ جانے والا شخص ہوگا اور دوسرا روم کا علاقہ چھوڑ جانے والا شخص ہوگا۔

---

[1] المعجم الکبیر للطبرانی، رقم: ۱۴۷۵۰، ج۱۴ ص۱۳۱۔ الفتن لنعیم بن حماد، ج۲ ص۵۰۵، رقم: ۱۴۲۵۔ علامہ ہیثمیؒ نے اس سند میں غیر معروف راوی محمد بن سفیان اور ابن لہیعہ کی وجہ سے اس روایت کو ضعیف کہا ہے۔ دیکھئے: مجمع الزوائد، رقم: ۱۲۴۱۴، ج۷ ص۳۱۸۔

امریکی صدر بارک اوبامہ حبشی نسل کا پہلا صدر منتخب ہوا جس کے بارے میں یہ بات واضح ہے کہ امریکہ کا اصل باشندہ نہیں، بلکہ عربوں کے زیر کنٹرول افریقی ممالک سے امریکہ منتقل ہو کر صدر رہا۔

جب کہ صدر ٹرمپ کے دادا جرمنی اور پچھلی نسل کے بارے میں بعض محققین کی رائے یہ ہے کہ قدیم روم یعنی موجودہ شام سے ہجرت کرنے والے عیسائی ہیں۔[1]

اس صورت میں یہ بات صادق آسکتی ہے کہ موجودہ صدر ٹرمپ اور سابقہ صدر اوبامہ حقیقتاً امریکی شہری نہیں، بلکہ ایک عربی افریقی اور دوسرا جرمن اور شامی قدیم رومی علاقے سے تعلق رکھنے والا ہے۔

دوسری روایت: حضرت کعب احبارؒ سے روایت ہے کہ جس عیسائی بادشاہ کے ہاتھ پر قربِ قیامت کے ملاحم شروع ہوں گے، اسے طبر یعنی طبارۃ کہا جائے گا۔[2]

ایک روایت میں ہے کہ آخری زمانے میں عیسائی ۴، ۵ بادشاہوں کی حکومت میں ملاحم شروع ہوں گے اس بادشاہ کو طیارہ بھی کہا جائے گا۔[3] جب کہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے منقول ہے کہ آخری زمانے کے "ملاحم" آل ہرقل (یعنی عیسائی بادشاہ) کے نسل میں پانچویں نمبر کے ہاتھ پر برپا ہوں گے۔[4]

---

[1] دیکھئے: "اورینٹ۔نٹ، تحقیق: علا الحریری"۲۰۱۶/۳/۴۔

[2] الفتن لنعیم بن حماد، ج۲ص۴۹۵۔

[3] الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۱۳۵۰، ج۲ص۴۸۰۔

[4] المعجم الاوسط، رقم: ۹۲۷۱، ج۹ص۱۰۹۔ علامہ ہیثمیؒ نے اس روایت کو متروک راوی "محمد بن عبدالرحمن القشیری" کی وجہ سے ضعیف کہا ہے۔ مجمع الزوائد، رقم: ۱۲۴۱۴، ج۷ص۳۱۸۔

تیسری روایت: ایک دوسری روایت میں اس عیسائی بادشاہ کا نام "طبارس" ہو گا، یہ بھاری بھر کم شخصیت کا مالک، کشادہ پیشانی والا، برے قبیح دانتوں والا، ساٹھ سال کی عمر میں نکلے گا، خون کا سخت پیاسا ہو گا، یہ بات کہے گا، کب تک ہم اپنے شہروں میں اونٹوں کا گوشت کھانے والے عربوں کو چھوڑیں گے، پھر عربوں کے پاس ایک ایسا لشکر لے کر جائے گا، جو اس سے پہلے کوئی نہیں لے کر گیا ہو گا، یہاں تک کہ شام کے علاقہ "عمق" میں اتر جائے گا۔[1]

تشریح: ٹرمپ کی ظاہری شکل وصورت اور ۴۵ پینتالیس واں امریکی صدر ہونے کے علاوہ ساٹھ سال کی عمر میں باقاعدہ شہرت پا کر منظر عام پر آنے کے بعد سابقہ الیکشن میں حصہ لینا اور اس میں مخصوص عرب ممالک (اونٹوں کا گوشت کھانے والے) کو امریکہ آنے پر پابندی لگانا اور ایک بڑے لشکر کے ساتھ شام پر حملہ کرنا، کیا موجودہ ٹرمپ کی طرف اشارہ تو نہیں؟

جب کہ حدیث میں اس کا نام "طبر، طبارہ، طبارس" آیا ہے، جس میں تین حروف یعنی "طاء، باء اور راء" بنیادی اصل حروف ہیں اور طا اور تاء قریب المخرج ہونے کے ساتھ دونوں کی آواز بھی ایک جیسی ہے، تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عربی میں اس کو "ترب" کہا جائے گا، جو کہ ظاہراً لفظ کے اعتبار سے اسی شخص پر صادق آتا ہے، جب کہ روایت میں "طبر" کے معنی ہولناک اور جھگڑالو کے ہے، جو ٹرمپ پر پورا اترتا ہے۔ واللہ اعلم

---

[1] الفتن لنعیم بن حماد، ج ۱ص ۴۱۶، رقم: ۱۲۵۱۔

روایت میں یہ بھی ذکر ہوا کہ "طبر "خون کا پیاسا شخص ہوگا،اس تناظر میں اگر دیکھیں تو ٹرمپ نے صدارت کے بعد ایک ہفتے کے اندر یمن کے گاؤں "یکلیٰ" شہر پر حملہ کیا، چونکہ یہود اور فری میسن غیبی باتوں پر یقین رکھتے ہیں،اس وجہ سے "تورات" کی روایت کے مطابق روم کو فتح کرنے والا شخص "یکلیٰ" شہر میں مہدی کے بعد آنے والا آدمی ہوگا،اس لیے اب ٹرمپ نے "یکلیٰ" پر چڑھائی کردی۔

اس کے علاوہ اور کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ کہ پوری دنیا میں یمن اور سارے یمن میں پھر "یکلیٰ" کا انتخاب صرف اسی طرف نشاندہی کرتی ہے، فرمایا:"عن كعب: على يدي ذلك اليماني تكون ملحمة عكا الصغرى، وذلك إذا ملك الخامس من آل هرقل""ثم يلي من بعده المضري العماني القحطاني، يسير بسيرة أخيه المهدي، وعلى يديه تفتح مدينة الروم " قال أبو عبد الله نعيم: يخرج من قرية يقال لها يكلى خلف صنعاء بمرحلة، أبوه قرشي، وأمه يمانية"اسکی وضاحت پہلے گزرچکی ہے،مزید تفصیل باب چہارم میں آئے گی۔(الفتن لنعیم بن حماد، رقم:۱۱۳۷،۱۴۲۳، ج۲ص ۵۰۴ج۱ ص۳۸۰)واللہ أعلم

ظہورِ مہدی سے پہلے صفاتِ زمانیہ:

۱۔ ظہورِ مہدی سے پہلے دنیا بھر میں کثرت سے ظلم وستم زلزلے اور سیلاب آنے شروع ہوں گے۔ ۲۔ بھوک اور افلاس زیادہ ہو جائے گا۔ ۳۔لوگ اپنے شہروں اور ملکوں سے ہجرت پر مجبور ہوں گے۔ ۴۔ مسلمان حکام کے سامنے ان کے عوام کو جیلوں قید کیا جائے گے۔ ۵۔فتنے کثرت سے شروع ہوں گے۔ ۶۔کاروبار کساد بازاری کا شکار ہوجائیں گے اور راستے بند ہونا شروع ہوجائیں گے۔ ۷۔ مسلمان

انفرادی اور اجتماعی سطح آپس میں مشت و گریباں ہوں گے۔۸۔ "علماء"، دین کو دنیا کے بدلے بیچیں گے۔

ظہورِ مہدی سے پہلے صفاتِ مکانیہ:

۱۔مکہ یا مدینہ میں پیدائش اور وہیں رہائش ہو گی، ۲۔یمن کے گاؤں "کرعہ" تہامہ سے تعلق ہو گا۔۳۔ قتلِ عام شدت اختیار کر لے گا۔ ۴۔مدینہ سے مکہ جا کر روپوش ہو جائے گا۔۵۔افغانستان میں وقت گزارا ہو گا یا پھر وہاں کے سیاہ جھنڈوں سے وابستگی ہو گی۔۶۔ جزیرۃالعرب میں شاہی خاندان کے تین افراد جو بادشاہ کی اولاد ہوں گے، ان کی آپس میں لڑائی ہو جائے گی۔۷۔ دورانِ حج منیٰ میں شدید خونریزی ہو گی۔۸۔ عالم اسلام میں ظلم وجبر کے باوجود متفقہ قیادت کا فقدان، ۹۔ بعض لوگوں کی جانب سے مہدی کا انکار اور ماننے والے مایوسی کا اظہار کریں گے، ۱۰۔امام مہدی ملکی اور بین الاقوامی سطح پر حکومتوں کو مطلوب شخصیت ہو گی۔ ۱۱۔ان کی تلاش کرنے والے علمائے کرام بھی حکومت کی نظروں میں مشکوک اور مطلوب افراد ہوں گے۔۱۲۔بیت اللہ میں امام مہدی اور تلاش کرنے والے علمائے کرام غیر مسلح ہوں گے۔۱۳۔ نفسِ ذکیہ کا قتل، ۱۴۔ صفاتِ شخصیہ، زمانیہ اور مکانیہ جاننے کے بعد رکن اور مقام کے درمیانعلمائے کرام کے شدید اصرار کے بعد امام مہدیؒ کے ہاتھ پر بیعت خاموشی کے ساتھ ہو گی، ۱۵۔ان کے مخالفین کو اللہ تعالیٰ بیداء نامی مقام پر زمین میں دھنسا دیں گے۔۱۶۔ان کی مدد کے لیے خراسان سے سیاہ جھنڈے، بیت المقدس اور شام سے لوگ آئیں گے۔

ظہورِ مہدی اور صفاتِ شخصیہ:

ا۔ میدانِ جہاد سے وابستہ افراد میں محمد اور احمد نامی شخص جس کے والد کا نام عبداللہ ہو، قریشی، ہاشمی سادات میں سے ہوں گے اور متدین، ثقہ، غریب پرور، علمائے کرام کی نظروں میں معتمد، ۲۔بیت المقدس کی طرف دین کی محنت کے لیے سفر کیا گیا شخص۔

ولادتِ مہدی کا اولیائے کرام کو علم:

آثارِ صحابہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امام مہدیؒ کی پیدائش کے بعد اور ظہور سے پہلے بھی بعض علماء اور اولیاء انہیں علامات اور ارہاصات سے پہنچانیں گے جیسا کہ علامہ سلمی شافعیؒ نے عقد الدرر فی أخبار المہدی المنتظر میں نقل کیا ہے کہ حضرت حسینؓ سے امام مہدیؒ کے بارے میں پوچھا گیا، کہ کیا وہ پیدا ہو گئے ہیں؟ آپؓ نے فرمایا اگر میں نے ان کو پایا، تو میں زندگی بھر ان کی خدمت کروں گا، اس سے معلوم ہوا کہ علماء اور اولیاء انہیں پہنچانیں گے۔

دیگر روایات میں امام مہدی کے بارے میں بیان کردہ علامات:

حضرت کعب احبارؒ کی روایت میں ہے کہ امام مہدیؒ کے ظہور کی علامت یہ ہو گی کہ مغرب سے چند جھنڈے مسلمانوں کے خلاف آئیں گے، ان کا سربراہ "کندہ" کا ایک لنگڑا آدمی ہو گا۔

عصرِ حاضر میں افغانستان پر نیٹو حملہ کے سربراہ کا تعلق کنیڈا سے تھا، جو اعرج یعنی لنگڑا تھا، کیا "کندہ" سے مراد "کینڈا" ہے؟ اور یہ وہی شخص ہے جس کے بارے میں کعب احبارؒ نے پیش گوئی کی تھی؟[1]

ظہورِ مہدی سے پہلے حالات اور عصر حاضر میں مسلم ممالک کے حالات:

حضرت کعب احبارؒ کی ایک روایت میں ہے کہ قربِ قیامت کے وقت ایک خلیفہ سابقہ بادشاہ کے طرزِ عمل کے خلاف اسلامی اصول واحکام کو چھوڑ کر ایسی بدعات کو لاگو کرے گا، جو اس سے پہلے نہیں تھیں، اسی دور میں شر عام ہو جائے گا، زناکاری ظاہر ہو جائے گی، کھلم کھلا شراب پی جائے گی، علمائے کرام کو دینی امور کے بتلانے میں سخت خوف لاحق ہوگا، حتی کہ نہی عن المنکر کرنے پر قادر نہیں ہوں گے، اس کی مثال یہ بیان کی گئی کہ ایک آدمی سوار ہو کر شہر شہر گھومے گا، مگر علمائے کرام میں سے کوئی ایک (وقتی حالات سے متعلق صحیح رہنمائی) ڈر کے مارے نہیں کر سکے گا، اسلامی تعلیمات اس دور میں اجنبی اور غریب ہوں گی، دین پر عمل کرنے والے ہاتھوں میں انگارہ پکڑنے والے کی طرح ہوں گے۔

اس دور میں بے حیائی اتنی عام ہو جائے گی کہ خود باپ اپنی بیٹی بازار میں آگے اور پیچھے نہ ڈھانپنے والے لباس میں ملبوس بھیجے گا، کوئی ایک منع کرنے پر قادر نہیں ہوگا، ایک آدمی کے منع کرنے پر اس کا سر تن سے جدا کیا جائے گا۔

---

[1] الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۹۵۲، ج۱ص ۳۳۲۔

۲۔ اہل یمن جو شام اور اطراف شام میں دین کی خاطر ہجرت کیے ہوئے ہوں گے وہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ باقاعدہ رابطہ کریں گے، جب کہ شام کا ظالم بادشاہ انہیں شامی علاقوں سے بزور وجبر جلاوطن کرے گا، تو یہ مختلف اطراف عالم میں اپنے ہم نوا مسلمانوں سے رابطے کر کے اپنے احوال سے متعلق پل پل کی خبر دیں گے، اس دوران تمام اہلِ علم مظلوموں کا اس بات پر اتفاق ہو جائے گا کہ ہر طرف کسمپرسی فحاشی، عریانی اور ظلم وجبر کے حالات میں ہمیں نبی کریم ﷺ نے جس شخص کے متعلق خوشخبری دی ہے، آئیں ہم اسے تلاش کر کے بیعت کر لیں، تاہم انہیں اس میں کامیابی نہیں ہو گی، مگر دل میں بیعت کی امید بٹھائے ہوئے ہوں گے۔[1]

اس روایت سے معلوم ہوا کہ دینی محنت کرنے والے تمام اوقات مصروفِ عمل لوگوں کو حالات کے بارے میں خبردار کر کے ان سے حالاتِ حاضرہ کے متعلق بھی اور فتنوں نیز علاماتِ قیامت کے بارے میں بھی تربیت لیں۔

اعلانیہ کھلم کھلا کفر اور ظہورِ مہدی:

ایک روایت میں ظہورِ مہدی کی نشانی یہ بیان ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور کفر عام ہو جائے گا اور لوگ کھلم کھلا اعلانیہ طور پر اللہ تعالیٰ اور پیغمبر ﷺ کی شان میں کفر اور گالی سرِعام دیں گے۔[2]

---

[1] الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۱۲۱۸، ج ۱ ص ۴۰۳۔

[2] الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۹۵۷، ج ۱ ص ۳۳۳۔

تشریح: موجودہ جس دور سے ہم گزر رہے ہیں اس میں ہر طرف کفر وارتداد کی نہ صرف حوصلہ افزائی ہوتی ہے، بلکہ قرآن وحدیث اور دین کے تمام شعائر کی توہین عام طور پر رواج پاچکی ہے، ہر عقلمند اس کے بارے میں خوب جانتا ہے۔

منہ پر تھوک کر ایک دوسری کی بے عزتی کرنا:

حضرت علیؓ کی روایت ہے کہ ظہورِ مہدی اس وقت تک نہیں ہوگا، جب تک لوگ ایک دوسرے کے منہ پر نہیں تھوکیں گے۔[1]

موجودہ دور میں مختلف پروگراموں میں بیٹھ کر ایک دوسرے کی بے عزتی، آپس میں غلیظ گالی گلوچ کی انتہاء منہ پر تھوکنے کی حد تک معاصر دور میں پہنچ چکی ہے یا نہیں؟ اس کے بارے میں ہر شخص پوری طرح واقف ہے۔

داعش کی حکومت میں باندیوں کا رواج اور ظہورِ مہدی کی علامت:

ظہورِ مہدی سے پہلے ایک وقت کے کھانے کے لیے خوبصورت عورت بیچا جائے گا۔[2]

شامی فسادات میں مسلمانوں کی کثرت سے اموات اور عورتوں کا لقمے لقمے کا محتاج ہوتے ہوئے اپنی عصمت کو تار تار کرنا بی بی سی کی کئی رپورٹس میں نظر آتی ہے،[3] جب کہ باندیوں کا رواج داعش کے دور میں بھی واضح ہوا۔

---

[1] الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۹۶۰، ج۱ص ۳۳۳۔

[2] الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۹۶۰، ج۱ص ۳۳۴۔

[3] دیکھیے: شام میں غذائی امداد کے بدلے جنسی استحصال عام ہے: رپورٹ : جیمز لینڈل، ونی اوڈوٹ، بی بی سی نیوز، ۲۷فروری، ۲۰۱۸۔

ظہورِ مہدی سے پہلے لوگوں میں امام مہدی کا تذکرہ اور اظہارِ محبت:

حضرت علیؓ نے ایک ارشاد میں فرمایا کہ ظہورِ مہدی سے پہلے لوگوں کی زبانوں پر اور ان کے دلوں میں صرف مہدی کا تذکرہ ہوگا، اس دوران امام مہدیؒ کا ظہور ہوگا۔[1]

موجودہ حالات کے اہلِ علم طبقے میں امام مہدیؒ کے بارے میں کثرت سے مباحث اور تیزی سے آگاہی پھیلانے کے لیے کتابیں شائع ہو رہی ہیں، مختلف مواقع پر علمائے کرام ان کے ظہور کا تذکرہ کیا کرتے ہیں، جب کہ حج کے موسم میں ان سے محبت کا سلسلہ اور بھی زیادہ ہو جاتا ہے۔ واللہ أعلم

کیا ظہورِ مہدی سے پہلے قسطنطینیہ (استنبول) کا فتح ضروری ہے؟

علمائے کرام کے بیانات اور کتب میں پڑھا ہے کہ ظہورِ مہدی سے پہلے رونما ہونے والی تمام نشانیاں پوری ہو چکی ہے، صرف ایک نشانی باقی ہے اور وہ یہ ہے کہ امام مہدیؒ کے بارے میں احادیثِ مبارکہ میں آیا ہے کہ وہ قسطنطینیہ کو فتح کریں گے، یعنی (خدانخواستہ) ظہورِ مہدی سے پہلے قسطنطینیہ (موجودہ استنبول) کو کفار مسلمانوں سے قبضہ کریں گے اور امام مہدیؒ آکر اسے آزاد کریں گے، لہذا استنبول کفار کے قبضے میں جانے سے پہلے اگر امام مہدیؒ ظاہر ہو جائے، تو یہ حقیقی مہدی نہیں ہوگا، کیونکہ حقیقی مہدی استنبول کے فتح کے لیے تشریف لائیں گے، جب کہ استنبول تو سلطان محمد فاتح کے دور میں فتح ہو چکا ہے۔

---

[1] الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۹۶۵، ج ۱ ص ۳۳۴۔

ایک جواب یہ ہے کہ (انشاءاللہ) استنبول کا سقوط نہیں ہوگا، امام مہدی کے ہاتھوں فتح ہونے والا شہر استنبول نہیں، بلکہ رومیہ یعنی موجودہ (اٹلی) ہوگا، جیسا کہ ایک روایت میں اس کی وضاحت موجود ہے، جب کہ بعض روایات میں "قسطنطینیہ" کے بجائے "مدینہ" کاذکر ہے۔[1]

چونکہ دورِ نبوی ﷺ میں قسطنطنیہ کا اطلاق یورپ کے دارالخلافہ پر ہوتا تھا، اس اعتبار سے موجودہ صورت حال میں اس سے مراد یورپ کی سرزمین کے اہم ممالک کا فتح ہونا مراد ہو سکتا ہے، بعینہ قسطنطنیہ (استنبول) مراد نہیں ہے، اسی کی طرف ایک روایت میں یوں اشارہ کیا گیا ہے:

"لا تذهب الدنيا حتى تكون رابطة من المسلمين بموضع يقال له بولان حتى يقاتلوا بني الأصفر، يجاهدون في سبيل الله لا تأخذهم في الله لومة لائم حتى يفتح الله عليهم قسطنطينية ورومية بالتسبيح والتكبير، فيهدم حصنها وحتى يقسموا المال بالأترسة"[2] ترجمہ: دنیا ختم نہیں ہوگی، جب تک مسلمانوں کا جنگی معرکہ "بولان" (یعنی گولان) نامی جگہ میں انگریزوں سے نہیں ہوگی، اللہ تعالیٰ کے راستے میں ملامت کرنے والوں کی ملامت کا پرواہ نہ

---

[1] "بين الملحمة وفتح المدينة ست سنين، ويخرج المسيح الدجال في السابعة" سنن ابی داؤد، کتاب الملاحم، باب فی تواتر الملاحم، رقم: ۴۲۹۶، ج۴ص۱۱۰۔

[2] اس روایت کو امام ابن ماجہ، امام بزار اور امام ترمذی سے نقل کیا ہے، مگر اس اسناد میں "کثیر بن عبداللہ" نامی روای کو جمہور محدثین نے ضعیف کہا ہے، مگر امام ترمذیؒ نے اس راوی کی حدیث کو "حسن" کہا ہے۔ دیکھئے: مجمع الزوائد، باب ماجاء فی الملاحم، رقم: ۱۲۵۳۸، ج۷ص۳۴۸۔

کرنے والے قسطنطنیہ (استنبول)اور رومیہ محض تسبیح، تکبیر سے فتح نہ کریں گے، اس شہر کا دیوار گر جائے گا اور مسلمانوں ڈھالوں میں سونا چاندی اور مالِ غنیمت تقسیم کریں گے۔

تشریح: اس روایت میں "قسطنطنیہ (استنبول) کا تعارف بطور وضاحت "رومیہ" سے کی گئی ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ قسطنطنیہ (استنبول) سے مراد اہل روم یعنی عیسائیوں کے مشہور شہر اور عالمی ہیڈ کوراٹر ہوں گے، جو امام مہدی کے ہاتھوں فتح ہوں گے۔

جب کہ محدث سہارنفوریؒ نے بذل المجہود میں لکھاہے کہ سلطان محمد فاتح کی فتح کے بعد خروج دجال سے پہلے استنول کا سقوط دوبارہ کفار یاان کے آلہ کار سیکولر لوگوں کے ہاتھوں چلا جائے گا، جسے امام مہدی کفار کے قبضے نکال کر دوبارہ فتح کریں گے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں: "والمراد بفتح القسطنطينية فتح المهدي ايأها" حدیثِ مبارک میں قسطنطنیہ کی فتح سے مراد امام مہدی ہی کی طرف سے اس کا فتح کرنا ہے۔[1]

دونوں توجیہات میں تطبیق:

حدیث کے دونوں توجیہات میں بظاہر اگرچہ تعارض نظر آرہا ہے، مگر حقیقتا یہ تعارض ہے، کیونکہ ممکن ہے کہ سلطان محمد فاتح کی فتح کے بعد یہاں کے حکمران اگرچہ نام کے مسلمان ہوں، مگر حقیقتا مسلمانوں کے بود و باش، اسلامی خلافت اور دین کے شعائر سے نفرت کرتے ہو، توامام مہدی کے زمانے میں یہاں مسلمانوں کالشکر

[1] دیکھئے: بذل المجہود، ج ۱۷ص ۲۰۹۔

پہنچ کر تسبیح و تہلیل اور اپنی فوجی کثرت سے ان نام نہاد مسلمانوں کو مغلوب کر کے قسطنطنیہ کو دوبارہ فتح کریں گے، چونکہ یہ شہر یورپ اور ایشیاء کے سنگم پر واقع ہے، لہذا اس کے بعد روم اور یورپ کے دیگر شہر بھی رفتہ رفتہ حقیقی فتح یعنی بزور وجبر مسلمانوں کے قبضے میں آئیں گے۔

شاید اسی لیے قسطنطنیہ کی فتح میں محض تسبیح و تہلیل اور روم ویورپ کی فتح جنگ وجدال کے بعد فتح ہو گی۔

عصر حاضر میں ترکی کے شہر استنبول (قسطنطنیہ) کا دوسرے شہروں کے مقابلے میں جائزہ لیا جائے، تو اسلامی شعائر سے نفرت کرنے والے سیکولرازم اور مصطفی کمال کی پیروی میں یہی شہر سب سے آگے ہیں، یہی وجہ ہے کہ یہاں اسلامی جماعتوں کو دوسرے شہروں کی بنسبت زیادہ مشکلات سے دوچار ہونا پڑتا ہے، اس شہر پر یورپ کا بود وباش، وہاں کی تہذیب زیادہ موثر نظر آتا ہے، جب کہ شامی مہاجرین، عربوں کی عظمتِ رفتہ اور سلطنت عثمانیہ سے نفرت میں سیکولرازم کے اہلکار زیادہ ہیں۔

چونکہ احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں امام مہدی کا سب سے پہلے بھیجا جانے والا فوج شام کی طرف ترکی کے راستے سے جائے گا، اس لیے آپ ترکی کے اسلام پسندوں کے ساتھ مل کر شام کے مسلمان مخالف گروہوں کا مقابلہ کریں گے، چنانچہ فرماتے ہیں: "يقاتل السفياني الترك، ثم يكون استئصالهم على يدي

المهدي، وهو أول لواء يعقده المهدي، يبعثه إلى الترك"[1]

ترجمہ: سفیانی ترکی کے ساتھ لڑے گا، پھر سفیانی کا قلع قمع امام مہدی کے ہاتھوں ہوگا، سب سے پہلے فوج بھیجنے کے لیے امام مہدی ترکی بھیجے گا۔

تمہید: احادیثِ مبارکہ کی تشریح سے پہلے یہ بات واضح رہے کہ ترک نسل کا اطلاق احادیث میں دو قوموں پر ہوتا ہے، بنو قنطوراء عیسائی اور سلاجقہ مسلمان، ان میں ایک: مہدی مخالف عیسائی ہیں اور دوسرا: مہدی موافق مسلمان ہیں۔

تشریح: اس روایت سے معلوم ہوا کہ شام کا مسلمان مخالف لیڈر سفیانی ترکی کے خلاف لڑے گا، مگر ترکی کے ساتھ ملکر امام مہدی کی فوج سب سے پہلے شامی لیڈر کو شکست دے گا۔

جب کہ ایک دوسری روایت میں اگر موجودہ صورت حال کی تطبیق کی جائے، تو بات مزید واضح ہو جاتی ہے:

"أول لواء يعقده المهدي يبعثه إلى الترك فيهزمهم، ويأخذ ما معهم من السبي والأموال، ثم يسير إلى الشام فيفتحها "[2]

ترجمہ: پہلا جھنڈا امام مہدی ترک قوم کی طرف بھیجے گا اور انہیں شکست دے کر ان کے مال و قیدی لے گا، پھر شام کی طرف جاکر اسے فتح کرے گا۔

تشریح: عصرِ حاضر اگر روسی فوج (ترک نسل یعنی بنو قنطوراء عیسائی) کا شام پر غلبہ

---

[1] الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۶۱۴، ج ۱ ص ۲۲۱۔

[2] الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۱۰۶۰، ج ۱ ص ۳۶۳۔

اسی تناظر میں دیکھا جائے، تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ امام مہدی سب سے پہلے سرِ زمین شام سے روسی قبضہ چھڑانے کے لیے فوج تشکیل دے گا اور پہلے شام کو فتح کر کے یہاں کے مسلمانوں کو کفار وملحدین کے مظالم سے نجات دے گا۔ واللہ أعلم۔

یا اگر ترک نسل میں یہ تشریح نہ کریں، تو شاید مراد یہ ہو کہ ترکی کی سیکولر فوج اور ان کے اہلکاروں کو ختم کرنے کے لیے ترکی کے مسلمان اور عرب اکھٹے مل کر جنگ لڑیں گے ، جس میں مسلمانوں کو فتح ہو گی اور اس کے بعد شام کا رخ کر کے وہاں کے مسلمانوں کو ترک نسل روسی فوج کے مظالم سے نجات دیں گے۔ واللہ أعلم۔

ظہورِ مہدی سے پہلے رؤساء اور شرفاء کی ہلاکت:

ایک روایت میں اس کا تذکرہ بھی آیا ہے کہ جب تک رئیس زادے اور ان کی اولاد، شرفاء اور ان کی اولاد، علاقے کے معتمد امراء اور ان کی اولاد باقی رہیں گے، اس وقت تک امام مہدی کا ظہور نہیں ہو گا۔[1]

موجودہ حالات میں اس روایت کو دیکھا جائے، تو کثرت سے اہلِ علم، معتبر شخصیات، متفقہ قیادت اور ان کی اولاد، شریف گھرانوں کے ثقہ افراد اور ان کے تربیت یافتہ لوگوں کا فقدان ہو رہا ہے، عالمی سطح پر بھی اور ملکی و صوبائی و علاقائی سطح پر بھی اس کا اندازہ روز ہمارے مشاہدے میں آتا ہے۔

ملکی سطح پر لیاقت علی خان کا قتل، بھٹو کی پھانسی، ضیاء الحق کی شہادت اور عالمی سطح پر شاہ فیصل کی شہادت، صدام، ان کے بیٹوں اور متعلقہ کابینہ کی پھانسی اور قتل، معمر قذافی

---

[1] الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۹۶۷، ج ۱ ص ۳۳۵۔

اور یمنی صدر کے قتل کے علاوہ، بن لادن، ملا محمد عمر مجاہد، اختر منصور شہید اور علاقائی سطح پر اس کی نظیریں بے شمار موجود ہیں۔ واللہ اعلم

شام کا فتنہ اور ظہور مہدی کی علامت:

امام مہدی کے ظہور سے پہلے شام میں چھوٹی باتوں پر ایک فتنہ اٹھ کھڑا ہوگا، جس کی بندش کا کوئی راستہ نہیں بچے گا، جس میں ترک نسل (بنو قنطوراء) ترک نسل (سلاجقہ) عیسائی طاقتیں اور رومی بادشاہت، مختلف عرب اقوام اور خراسان سے آئے ہوئے مجاہدین دھڑا دھڑ شرکت کے لیے آئیں گے، اس فتنے کا اختتام امام مہدی علیہ الرضوان کے ہاتھوں ہوگا۔[1]

شامی فتنے سے متعلقہ دیگر تفصیلی مباحث بابِ دوم میں ذکر کی جائیں گی۔

امام مہدی کے بعد مغرب کے ساتھ تعلقات:

ایک روایت میں امام مہدی کا سفیانی کے قتل کے بعد رومی طاقتوں کے ساتھ صلح اور باقاعدہ تجارتی معاملات کا تذکرہ بھی ملتا ہے، مگر یہ تعلقات چند سالوں تک ہوں گے، اس مدت کے بعد دوبارہ خلافتِ مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد مغرب مسلمانوں پر غالب آئے گا۔[2]

جب کہ حضرت ابوامامہؓ کی ایک حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ اہل مغرب اور مسلمانوں کے درمیان چار مرتبہ صلح ہوگی اور آخری صلح اہل ہر قل

---

[1] الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۹۷۳، ج ۱ ص ۳۳۷، ۳۳۸۔

[2] الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۱۴۲۸، ج ۲ ص ۵۰۶۔

کے ایک آدمی کے ساتھ ہوگی اور یہ چالیس سالہ میری نسل کے ایک چمکدار چہرے والے نوجوان کے ہاتھ ہوگی، جس کے داہنے گال پر سیاہ خال ہوگا، جو مشرکین کے شہر فتح کرکے خزانے نکالے گا۔[1]

امام مہدی کے دوست و دشمن احادیث مبارکہ کی روشنی میں:

بنو تمیم کا ایک شخص خراسان سے سیاہ جھنڈوں اور ٹوپیوں کے ساتھ سفید لباس میں ملبوس ایک لشکر لا کر بیت المقدس میں سفیانی مخالفِ مہدی طاقت کو شکست دے کر امام مہدیؒ کے آنے سے پہلے تمہیدی لشکر تیار کرے گا، مگر یہ لشکر بنو عباس کے لیے نکلے ہوئے جھنڈوں کے علاوہ ایک دوسرا لشکر ہوگا۔[2]

ایک روایت میں یہ بھی منقول ہے کہ جب دنیا ظلم و جبر سے بھر جائے، تو حضرت علیؓ کے نسل سے ایک نوجوان آکر اس ظلم و جبر کو اسلام کے عدل و انصاف سے بھر دے گا، تو جب اس وقت کو پاؤ، تو بنو تمیم کے ایک نوجوان کو مشرق کی جانب سے سیاہ جھنڈے اس مہدی کی نصرت کے لیے لائے گا، تو تم اس کے ساتھ ہو جاؤ، یہی مہدی کا دوست ہے۔[3]

---

[1] علامہ ہیثمیؒ نے اس سند میں "عنبسہ بن ابی صغیرہ" کی وجہ سے اس روایت کو ضعیف کہا ہے۔ دیکھئے: مجمع الزوائد، رقم: ۱۲۴۲۰، ج۷ ص۳۱۹۔

[2] الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۸۹۴، ج۱ ص۳۱۰۔

[3] علامہ ہیثمیؒ نے اس روایت کے پہلے حصے کو منکر کہا ہے، جب کہ منقولہ حصہ اس نکارتِ معنوی سے خالی ہے، لیکن ابن لہیعہ کی وجہ سے یہ روایت ضعیف ہے۔ دیکھئے: مجمع الزوائد، رقم: ۱۲۴۱۴، ج۷ ص۳۱۸۔

امام مہدیؒ کے بلادِ مشرق کے معاونین کا حدیث کی روشنی میں تعارف:

حضرت علقمہؒ سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ بنوہاشم کے چند جوان نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، انہیں دیکھ کر آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس پر ناگواری کے چند آثار نمودار ہوئے، ہم نے محسوس کرکے پوچھا، تو جواب دیا کہ ہمارے اہلِ بیت کے لیے اللہ تعالیٰ نے آخرت کی زندگی دنیا کے مقابلے میں زیادہ پسندیدہ بنائی ہے، میرے بعد اہل بیت کو بہت سی مصیبتوں اور زیادتیوں کا سامنا کرنا پڑے گا، یہاں تک کہ مشرق کی طرف سے سیاہ جھنڈوں والے آکر خلافت اور حکومت میں اپنا حق دو بار مانگیں گے، مگر انہیں نہیں دیا جائے گا، تو وہ لڑ کر فتح یاب ہوں گے، پھر انہیں اپنا حق دیا جائے گا، مگر اس بار وہ اسے قبول نہیں کریں گے اور جب میری نسل سے امام مہدیؒ تشریف لائیں گے، تو انہیں خلافت دیں گے، امام مہدیؒ آنے کے بعد دنیا کے ظلم وجبر کو عدل وانصاف سے بدل دیں گے، تم میں جو شخص یہ جماعت پالے، تو ان کے ساتھ ہو جائیں، اگرچہ ان کے ساتھ ملنے کے لیے برف پر گھسیٹ گھسیٹ کر رینگتے ہوئے کیوں نہ جانا پڑے، کیونکہ یہی مہدی ہے۔[1]

اس حدیث مبارکہ میں مشرق سے سیاہ جھنڈوں کا نکل کر لڑتے ہوئے اقامتِ دین کے لیے، نہی عن المنکر اور حدود کے قیام اور خلافت کے لیے زمین کو مانگیں گے مگر انہیں متعدد بار انکار کا سامنا کرنا پڑے گا آخر کار جب یہ حقِ خلافت انہیں ملے گا، تو یہ

---

[1] سنن ابن ماجہ، رقم: ۴۰۸۲، ج ۲ ص ۱۳۶۶۔ علامہ البانی نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔

امام مہدیؒ کو دیں گے۔[1]

امام مہدی کے مددگار، اہل خراسان:

متعدد روایات میں امام مہدی کے مددگاروں کی ایک جماعت خراسان سے بھی ہو گی، جن کے جھنڈے سیاہ اور کپڑے سفید اور ٹوپیاں کالی ہوں گی، جب کہ ایک روایت میں ان کے ہاشمی امیر کا بھی تذکرہ آیا ہے اور ایک روایت میں ان خراسانی لشکر کے خلاف مغربی طاقتوں کے آنے کی بھی تصریح آئی ہے۔[2]

حضرت علیؓ نے ارشاد فرمایا: طالقان (افغانستان) والوں کے لیے افسوس، وہاں اللہ کے خزانے ہیں، جو سونے چاندی کے نہیں، بلکہ ایسے لوگوں کے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پہنچانتے ہیں، جو مہدی کے مددگار ہوں گے۔ (عقد الدرر فی المہدی المنتظر، ص۱۸۹) ایک روایت میں فرمایا مشرق (یعنی خراسان) سے کچھ لوگ نکلیں گے، جو مہدی سے پہلے ان کے لیے بادشاہت کی راہ ہموار کریں گے۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۴۰۸۸، ج۲ص۱۳۶۸

سعید ابن المسیبؒ سے روایت ہے کہ بنی عباس کے بعد دوبارہ خراسان سے سیاہ جھنڈے نکلیں گے، جو شام میں ابو سفیان کی آل سے لڑیں گے اور مہدی کے لیے راہ ہموار کریں گے۔ (عقد الدرر، ج۱ص۱۹۳)

---

[1] اس حدیث کے دیگر تشریحات اور متعلقہ تحقیقات کے لیے رجوع کیجیے مفتی ثناء اللہ کی کتاب "ظہورِ مہدی اور علمائے افغانستان کا کردار احادیث مبارکہ کی روشنی میں"

[2] الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۸۸۲، ۸۹۶، ۹۰۰، ۹۰۴۔

امام مہدی کے عرب معاون قبائل:

حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ تاکید کے لیے اپنی رانوں پر ہاتھ مار مار کر فرماتے، بنو تمیم سے محبت کرو، ان کی طرح کون مدد کر سکتا ہے۔[1]

کسی نے بنو تمیم کے بارے میں آپ ﷺ سے پوچھا، تو عجیب جواب ملا، فرمایا: سرخ سخت پتھر کی طرح دشمن کی تکلیف انہیں نقصان نہیں پہنچا سکتی، آپ ﷺ نے مزید فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بنو تمیم کے لیے صرف خیر ہی کا فیصلہ کیا ہے، بڑے سر، مضبوط اور مثبت عقل والے، میدان میں ثابت قدم اور آخری زمانے میں حق کے مددگار ہوں گے۔[2]

اور صحیح بخاری و مسلم مسند اسحق، صحیح ابن حبان اور مسند ابو یعلی میں دجال کے ساتھ لڑائی کرنے والوں میں سخت ترین لوگ بتائے، ان کے صدقات کو اپنی قوم والے کہہ کر پکارا۔

امام نعیم بن حمادؒ کی ایک روایت میں یہ بھی وضاحت ہے کہ عرب کے بعض قبائل بھی امام مہدیؒ کے ساتھ ہوں گے، جن میں بنو تمیم کی چار ہزار فوج شامل ہو گی۔[3]

---

[1] مسند البزار، رقم: ۹۵۵۲، ج۱۷ص۳۷۔

[2] المعجم الأوسط، رقم: ۸۲۰۶، ج۸ص۱۳۸۔

[3] الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۸۹۷۔

امام مہدی کے عراقی معاونین:

ایک روایت میں یہ بھی وضاحت ہے کہ امام مہدی کے معاونین کا ایک لشکر خراسان سے آکر کوفہ میں بر سرِ پیکار ہوگا، جو امام مہدی کے ظہور کے وقت ان کے لیے اپنی بیعت کا اعلان کر دے گا۔[1]

[1] الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۹۰۰۹۔

باب دوم

احادیث مبارکہ کی روشنی میں امام مہدی علیہ الرضوان کے شامی مخالفین کا تعارف، علامات اور عصر حاضر میں تطبیقی جائزہ

باب دوم سے متعلقہ ضروری امور:

بابِ اول میں موجودہ احادیث مبارکہ اور ان کی متعلقہ تشریحات اور ذیلی مندرجات سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہوئی کہ قربِ قیامت کے وقت پوری دنیا میں ظلم و ستم کا دور دورہ ہوگا، ہر طرف فتنہ اور فساد عام ہوگا، لوگ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہوں گے، اس دوران جب پوری دنیا میں مسلمانوں کا خون کثرت سے بہنے لگے گا، جزیرۃ العرب کے حالات بھی تباہی کی طرف جائیں گے، شاہی خاندان میں ملکی پالیسیوں اور بین الاقوامی تعلقات یا پھر خزانوں اور بادشاہت پر اختلافات شروع ہو جائیں گے، بادشاہِ وقت کی موت کے بعد یہ اختلاف مزید شدت اختیار کر جائیں گے، اسی دوران شام میں جاری طویل جنگ سے چند لوگ امن کی تلاش کی خاطر مدینہ کا رخ کریں گے، جزیرۃ العرب میں بادشاہت پر اختلافات کے نتیجے میں فی الوقت کوئی بادشاہ موجود نہیں ہوگا، یا پھر ملک سے حالات کی خرابی کے باعث باہر ہوگا اور لوگ بغیر امام کے حج کرتے ہوں گے کہ اچانک منٰی کے میدان میں ایک خونریز فتنہ کھڑا ہو جائے گا، جس کی سختی اور شدت کا اندازہ حدیث مبارک میں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قتلِ عام کی وجہ سے بہتا ہوا خون ندی نالوں کی طرح بہنے لگے گا۔

حالات کی خرابی اور مسلمانوں کی کسمپرسی دیکھتے ہوئے دنیا بھر کے مختلف اطراف سے تشریف لائے ہوئے علمائے کرام احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں مکہ میں امام مہدی علیہ الرضوان کی تلاش میں مکہ سے مدینہ اور مدینہ سے مکہ کئی بار چکر کاٹ چکے ہوں گے، جب کہ مہدی کی سیرت اور حالات وواقعات اور متعلقہ نشانیاں اس شخص میں بطریقۂ اَتم پورا پانے کی وجہ سے ملکی اداروں کو پہلے سے اس شخص کی ڈھونڈ ہو گی، تاہم خاندان کے دیگر افراد پکڑے جا چکے ہوں گے، مگر محمد بن عبداللہ المہدی راہ پا کر مکہ جا چکے ہوں گے اس دوران علمائے ربانیین کی یہ جماعت بھی پہنچ کر تفتیشی اداروں کی نظروں میں مشکوک ہونے کی وجہ سے کعبہ آکر امام مہدی کو بیعت پر مجبور کر کے رکن اور مقام کے درمیان بیعتِ خلافت کر کے جزیرۃ العرب میں اسلامی خلافت کا اعلان کریں گے۔

ان گنِے چنُے افراد کی بیعتِ خلافت کے بعد یہ لشکر اپنے ابتدائی حالات میں ہو گا کہ شام سے ان کی خلاف ایک لشکر مدینہ کی طرف آرہا ہو گا، جب مدینہ سے باہر مکہ کی طرف کر کے ان کی خلاف جانے لگے گا، تو پورا لشکر زمین میں دھنس کر ہلاک ہو جائے گا، یہ خبر پوری دنیا میں بجلی کی طرح پھیلنے سے سارے نیک صالح لوگ بیعت کے لیے مکہ کا رخ کریں گے۔

یہاں تک بیان کی گئی اکثر باتیں صحیح احادیث مبارکہ سے ثابت ہیں، ان سے متعلقہ تشریحات اور معاصر تطبیقات کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچ چکے ہیں کہ حق کے خلاف ایک لشکر شام میں مسلمانوں کا قتلِ عام کرتا ہوا، اعلان خلافت کے بعد یہاں بھی ان کا پیچھا کرے گا۔

تاہم صحیح احادیثِ مبارکہ میں اس مہدیٔ مخالف لشکر کی واضح علامات موجود نہیں، ہاں البتہ دیگر احادیث الفتن کی کتابوں اور امام مہدی علیہ الرضوان پر لکھی گئی کتابوں میں بعض درج غیر صحیح مگر حسان جب کہ بعض ضعیف اور کچھ شدید ضعیف احادیث مبارکہ سے امام مہدی کے لشکر کی طرح مخالفِ مہدی شخص کی علامات، ابتدائی حالات، اس دوران مسلمانوں کی کمزوری اور اس شخص کے مددگار ممالک اور شہر وغیرہ چند واقعات کتبِ حدیث وفتن میں جابجا مذکور ہیں، آئندہ سطور میں ہم مخالفِ مہدی لشکر، جس کا ثبوت احادیثِ صحیح سے ہو چکا ہے، اس کے امیر جس کو سفیانی کے نام سے جانا جاتا ہے، اس کے متعلق احادیث جمع کرکے عصر حاضر کی روشنی میں تطبیقی جائزہ لینے کی کوشش کریں گے، لیکن سب سے پہلے "سفیانی" کے بارے میں بطورِ تمہید چند باتیں جاننا ضروری ہیں:

سفیانی سے متعلقہ چند تمہیدی باتیں:

گذشتہ سطور میں صحیح احادیث مبارکہ سے بات تفصیل کے ساتھ معلوم ہو چکی، کہ امام مہدی کے مخالفین کا ایک لشکر شام میں ہو گا، جو وہاں سے امام مہدی کے اعلانِ بیعت کے بعد ان کے خلاف لشکر کشی کرکے قہرِ الٰہی کا نشانہ بن کر زمین میں زد ہو جائے گا، یہاں تک یہ بات صحیح احادیث مبارکہ سے ثابت ہے، جب کہ مخالفِ مہدی شام کے اس شخص کو کتب حدیث میں "السفیانی" کے نام سے جانا جاتا ہے، لیکن صحیح احادیث سے اس کا یہ نام ہمیں نہیں ملا، ہاں البتہ اتنی بات ضرور ثابت ہے کہ یہ شامی مخالفِ مہدی شخص متعدد اطراف سے مدد حاصل کرکے مسلمانوں کی نسل کشی کرے گا۔

دوسری بات: اسی طرح یہ بات بھی صحیح احادیثِ مبارکہ سے ہمیں نہیں ملی کہ مخالفِ مہدی لشکر کا "سفیانی" نامی امیر خالد بن یزید ابن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے خاندان سے ہو گا، شاید یہ بعد کے شیعہ راویوں کی زیادتی سے درج ہو چکا ہو گا۔

تیسری بات: جیسا کہ معلوم ہوا کہ مہدی مخالف لشکر کے بارے میں صحیح احادیثِ مبارکہ سے صرف اتنا ثابت ہے کہ امام مہدی علیہ الرضوان کی صداقت کے لیے بطورِ نشانی شام سے آنے والا یہ لشکر زمین زد ہو جائے گا، آگے بیان ہونے والی روایات میں اس لشکر کے ظلم وجبر، قتل وغارت، مسلم نسل کشی، غیروں سے مدد اور ان کے اوصاف وغیرہ ضعیف روایات میں بیان ہوئے ہیں۔

تاہم اتنی بات ضرور ہے کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایات میں بیان کیا گیا مخالفِ مہدی شامی زمین زد ہونے والے لشکر کی علامات واقعتاً ہیں، لیکن امام حاکم کی المستدرک علی الصحیحین میں بخاری ومسلم کی شروط کے مطابق ایک صحیح روایت بھی موجود ہے، جس پر امام ذہبیؒ نے بھی کلام نہیں کیا، اگرچہ معاصر محققین حضرات امام ذہبیؒ کی اس تصحیح سے بھی مطمئن نہیں، لیکن "سفیانی" کے لفظ کی عدمِ صحت سے قطعِ نظر یہ بات تو سب حضرات تسلیم کرتے ہیں کہ مخالفِ مہدی لشکر ضرور ہو گا۔

چوتھی بات: علامات قیامت اور احادیث الفتن اگر مغیبات میں سے ہوں یعنی ان پر مغیبات کی طرح قطعی یقین رکھنا ہو، تو پھر ان کا تعلق ایمانیات سے معلوم ہوتا ہے اور اس کے لیے ضروری ہے کہ اس کا تعلق حدیثِ صحیح سے ہو، یعنی مغیبات کے بارے میں بیان کی گئی حدیث صحیح ہو، اور اگر کوئی حدیث صحیح نہ ہو، تو اس سے مغیبات اور فتن میں استدلال کرنا درست نہیں ہو گا۔ لہذا ضعیف احادیث سے فتن میں

استدلال کرنا درست نہیں، کیونکہ احادیث ضعیفہ یقینی نہیں، کیونکہ ان کی سند ثابت نہیں جب سند صحیح اور ثابت نہیں، تو اس سند سے ثابت شدہ متن کو فتن اور مغیبات میں مستقل ٹھہرا کر لوگوں کو یہ خبر پیغمبر ﷺ کی طرف نسبت کر کے بیان کرنا انتہائی جسارت کا کام ہے، جب کہ نبی کریم ﷺ نے ایسے شخص کو جھوٹا بھی کہا ہے۔ ہاں البتہ احادیث صحیحہ سے ثابت شدہ واقعہ کے مشاہد اور متابع روایات کو بطور استیناس پیش کرنا درست معلوم ہوتا ہے، اسی طرح ضعیف احادیثِ مبارکہ کو حدیث ہی نہ کہنا زیادہ دلیری اور گستاخی کے زمرے میں آتا ہے، لیکن اس کی نسبت نبی کریم ﷺ کی طرف کرنا صحیح نہیں۔

اسی وجہ سے کتبِ ضعیفہ میں بیان کی گئیں روایات کو سمجھنے سے پہلے چند باتوں کا جاننا ضروری ہے:

۱۔ ان روایات کو لے کر موجودہ دور میں کسی ایک جماعت یا تنظیم کا اپنے اوپر یا ان کے ہمنوا اور ہم خیال کا اس تنظیم کے بارے میں یہ کہنا کہ یہی تنظیم احادیث مبارکہ میں بیان کی گئیں علامات اور نشانیوں کی رو سے درست ہے، یہ باتیں جہاں عوام کو گمراہی میں ڈالتی ہے وہیں اگر حقیقت میں یہ جماعت عنداللہ اس حدیث کا مصداق نہ ہو، تو اس بارے میں پیغمبر پاک ﷺ پر افتراء اور بہتان تک پہنچنے کا خدشہ ہے۔

۲۔ کسی واقعے پر نص کا محمول کرنا تکلف سے خالی ہو اور اس طرح واضح ہو، جس طرح سورج کی روشنی دن میں ہر ایک کو نظر آتی ہے۔ ایسے ہی حدیث کا کسی واقعے پر محمول کرنا بالکل واضح ہو، اگر ایسا نہ ہو، تو اس واقعے پر یقینی طور پر محمول کرنا درست نہیں ہوگا اور یہ تطبیق ادنیٰ تامل سے عامی اور عالم دونوں کو سمجھ آرہی ہو۔

۳۔ موجودہ واقعہ اور احادیثِ مبارکہ میں بیان کی گئی علامات مکمل طور پر موجود ہوں یعنی اس میں کوئی احتمال نہ ہو، ایسے ہی جو حدیث اور نص بیان کی جارہی ہو، اس میں اگر احتمال ہو، تو اس کو مکمل ہونے سے پہلے ان نصوص کو مذکورہ واقعہ پر منطبق کرنا درست نہیں، لہذا صبر، یقین اور استقامت سے کام لینا ضروری ہے۔

۴۔ نفسانی خواہشات اور فرقہ واریت سے ہٹ کر قارئین کو حدیث دیکھ کر واقعہ پر منطبق کرنے میں مخالفت مطلوب نہ ہو۔

یہی وجہ ہے کہ سفیان ثوریؒ نے حفص بن غیاث کے سوالِ مہدی کے بارے میں جواب دیکھ کر فرمایا کہ اگر مہدی تمہارے دروازے پر گزرے تب بھی اس کے ساتھ اس وقت تک مت ہو، جب تک اکثر لوگوں کا اجتماع مکمل نہ ہو۔

۵۔ جہاں تک احادیثِ ضعیفہ کا فضائل اعمال اور دیگر ایسی مباحث میں بیان کرنا ہو، جس سے عقیدہ کے شرعی حکم کا ثبوت نہ ہو، تو ایسی روایات کو احتیاطی طور پر آئندہ کے حالات کے لیے ذہنی طور پر تیار رہ کر ظاہری وسائل واسبابِ خیر کو جمع کرتے ہوئے، دنیا ومافیہا میں اللہ تعالیٰ کے غیر سے قلبی تعلق ختم کرتے ہوئے نیک لوگوں کی صحبت اور اہل علم کی معیت میں رہنے کے لیے مستعد رہنے کو ترجیح دینے میں فائدے کی غرض سے اگر بیان کیا جائے اور قارئین ان کو سن کو آخرت کی طرف توجہ کریں، تو ان میں بظاہر کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا، جب کہ آئندہ اگر یہ واقعہ نہ ہو، تو ہمیں آخرت کی تیاری کی فکر فی الوقت حاصل ہوا، اور حدیثِ مبارک چونکہ ثابت نہیں تھی، اس لیے رسول اکرم ﷺ کی احادیثِ مبارکہ پر کوئی عیب لازم نہیں آتا، اور اگر واقع ہو جائے، تو پہلے سے تیاری کرنے کی صورت میں آسانی ہو گی۔

کتاب الفتن میں متعدد سفیانی سے متعلق احادیث کی تحقیق:

سفیانی کی وجہ تسمیہ اور اس کی حقیقت سے متعلق چند باتیں پہلے ذکر کی گئیں، جب کہ دیگر امور آئندہ ذکر کیے جائیں گے، تاہم یہاں یہ بات جاننی ضروری ہے کہ کتاب الفتن میں مذکورہ روایات ایک طرف تو اصولِ حدیث کی روشنی میں متکلم فیہ ہے، جب کہ دوسری طرف "سفیانی" کا ظہور، کوفہ، شام، مصر اور جزیرۃ العرب مختلف مقامات میں نظر آتا ہے۔

ا۔ شام کے ظالم بادشاہ "سفیانی" کے بارے میں تفصیل سے اس فتنے کے آغاز، ظلم و ستم کی داستان، مغرب سے تعاون کی درخواست، ترک نسل (بنی قنطوراء) کا مدد، ترک نسل (سلاجقہ) سے سفیانی کا جھگڑا، سفیانی کا قد کاٹھ، جسمانی علامات اور دیگر مکمل تفصیلات مذکور ہیں۔

۲۔ صحیح احادیثِ مبارکہ میں جزیرۃ العرب کے ظالم بادشاہ کا تذکرہ ملتا ہے، جس کی مدد کے لیے شامی لشکر آئے گا اور مدینہ کے بیداء میں دھنس جائے گا۔

ضعیف احادیث میں اس شخص کو بھی "سفیانی"، "مشوہ الخلق"، "حمش الساعدین"، "غائر العینین" سے یاد کیا ہے۔ یہی سفیانی مدینہ میں نفس ذکیہ کو قتل کر کے بنو ہاشم اور امام مہدی کی علامات کی وجہ سے مکہ کے گورنر کو خط لکھ کر اس کو پکڑنے یا مارنے کے احکامات جاری کرے گا، یہی وجہ ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث میں امام مہدی کی تلاش میں نکلے سات علمائے کرام نے بھی سفیانی کے لشکر کا مدینہ سے مکہ آنے کا تذکرہ کیا ہے۔

۳۔ عراق کا سفیانی ظالم بادشاہ بھی "زوراء" (بغداد) سے نکل کر عرب مومنین اور

اہل بیت کے دشمن کے طور پر جانا جائے گا، جس کی مدد کے لیے خراسان سے آئے ہوئے مسلمانوں کو اس سفیانی کے خلاف فتح نصیب ہو گی اور یہ آخر کار مر جائے گا۔

۴۔ مصر کا سفیانی بھی اہل بیت اور مومنوں کے خلاف ہو گا، امام مہدی کے ظہور کے وقت شام کی طرح، مصر کے بادشاہ کی طرف سے بھی مہدی مخالف لشکر بھیجنے کا ذکر ملتا ہے۔

سفیانی کا تعین اور اہم توجیہ:

مہدی مخالف طاقت کے خلاف مسلمانوں کا بکھرا ہوا شیرازہ متفق کرنے کے لیے متعدد مقامات سے آئے ہوئے اہلِ ایمان کے خلاف یہی "سفیانی طاقت" کبھی کوفہ اور انبار کی احادیث الفتن میں نظر آتی ہے، تو کبھی "زوراء" (بغداد) میں سفیانی پر فتح حاصل کر کے آگے بڑھتے ہوئے معلوم ہوتی ہے ایسے ہی بعض آثار و روایات میں " سفیانی طاقت " پر غلبہ پانے کے بعد ان کے آپس میں اختلاف کے نتیجے میں ان کی حکومت کا خاتمہ معلوم ہوتا ہے، ان کے اوصاف میں " دیہاتی القاب"، "کنیتی مرکب نام"، " لمبے بال" کے علاوہ سخت دل اور حق بات کے دعویدار ہوتے ہوئے اہلِ حق کے سخت خلاف ہونے سے متصف ان کا تذکرہ ملتا ہے۔

سیاہ جھنڈوں کا خراسان سے آکر کوفہ اور انبار میں رہتے ہوئے آپس کے اختلافات میں ختم ہونے کے بعد شام کا رخ کر کے یہاں خلافت کے احیاء کی کوشش کرنا اور ان کے خلاف ایک اور "سفیانی طاقت "کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جس کے ظلم و جبر سے انہیں کبھی فتح نصیب نہ ہونے کا ذکر ملتا ہے، جب کہ یہیں سے ان کا بیت المقدس جانے اور چند

باقی ماندہ لوگوں کا مدینہ جا کر وہاں ایک اور "سفیانی طاقت" کے ظلم و تشدد کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔

مصر کے اہل ایمان کے لیے "مصری سفیانی طاقت" بھی مہدی مخالف لشکر کے طور پر احادیث میں پیش کیا گیا ہے، مصر میں اہل ایمان کو ختم کرنے کی کوشش کے بعد شامی سفیانی سے تعاون کرتے ہوئے مدینہ اپنے لشکر کو بھیجنے کی بھی تصریح موجود ہے، جب کہ بعض روایات میں ایک سفیانی کا دوسرے سفیانی کی مخالفت کا بھی ذکر آیا ہے۔

ان تمام باتوں سے معلوم ہوا کہ سفیانی ظاہری طور پر مسلمان ہوگا، اس پر عبادت کے اثرات بھی ہوں گے، مگر مومنوں کی مخالفت دل میں رکھے ہوئے اپنے ہر مخالف کو ظلم وجبر کی چکی میں پیس پیس کر ختم کرنے کے درپے ہوگا، اس کے لیے کبھی اہل مغرب، تو کبھی کوفہ وانبار اور کبھی ترک (بنو قنطوراء) کو مدد کے لیے پکارے گا، جب کہ اس کے ظلم کا نشانہ صرف مسلمان ہوں گے، کفر وشرک، یہود اور نصاریٰ مسلمانوں کے مقابلے اتنے نشانہ پر نہیں ہوں گے۔

عصر حاضر میں اگر دیکھا جائے، تو حالاتِ حاضرہ سے واقف ہر شخص ان علامات کو موجودہ شامی صدر میں پائے گا، تاہم اس دوران ہمیں ان علامات کی قطعیت کا گمان نہیں اور نہ ہی ہم ان علامات پر جزم کرتے ہیں، بلکہ ہم صرف احتیاط اور تدبیر کے لیے ان امور کو آئندہ تفصیلی طور پر صرف اس لیے بیان کرتے ہیں، تاکہ ہمارے مسلم ممالک وقت کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے اپنی نظریاتی اور جغرافیائی حدود کے رکھوالوں اور اپنے دوستوں کو پہچان کر ان سے دوستوں کا معاملہ کرے اور ایسے ہی روایات میں

بیان کی گئی علامات کو محض ظنی گمان کر کے ان کفری اور مجوسی طاقتوں سے اتنے ہی تعلقات رکھے، جو آئندہ والے کل کے لیے نقصان دہ نہ ہوں۔

اور ملکِ خداداد پاکستان کے علمائے کرام بھی ان طاقتوں پر نظر رکھیں اور اپنے مذہبی اور سیاسی تعلقات میں ان پر خوب خوب نظر رکھ کر احتیاط برتتے ہوئے مخلصین اور مظلوموں کا تذکرہ محبت اور عقیدت سے کر کے اپنے عوام کو بھی امام مہدی کے خراسانی فوجی بنانے میں اپنا حصہ بنائیں۔

سفیانی (مہدی مخالف) شامی ظالم بادشاہ کا تعارف روایات کی روشنی

پہلی حدیث: بابِ اول میں حضرت ام سلمہؓ کی روایت میں اس کے بعد یہ بھی اضافہ ذکر کیا گیا تھا کہ مخالفِ مہدی شام کا ایک شخص میری امت میں سے ہوگا، جب کہ اس روایت میں ہے کہ قریش ہی کا ایک آدمی جس کے ماموں زاد بنو کلب سے ہوں، اس کے خلاف مہدی ایک لشکر شام کی طرف بھیجے گا اور وہ لشکر ان پر فتح یاب ہوگا،[1]

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں یہ اضافہ بھی ہے: اس آدمی کے لیے ناکامی اور افسوس کی بات ہے، جسے بنو کلب کی غنیمت میں سے حصہ نہ ملے۔[2]

تشریح: امام مہدی اور مسلمانوں کے اس مخالف شخص کو روایت میں "من امتی" جب کہ دوسری روایت میں "رجل میں قریش" کہا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ

---

[1] مسند احمد، مسند ام سلمۃ، رقم: ۲۶۶۸۹، ج ۴۴ ص ۲۸۶۔ المعجم الکبیر للطبرانی، مجاہد عن ام سلمہؓ، رقم: ۹۳۱، ج ۲۳ ص ۳۹۰۔ علامہ ہیثمیؒ اس روایت کے بارے میں لکھتے ہیں: اس روایت کا ایک حصہ بخاری و مسلم کی صحیح سند سے ثابت ہے، مگر بعد کا حصہ معجم طبرانی کی اوسط اور کبیر عمران القطان کی سند سے مروی ہے، جس کی توثیق ابن حبان نے کی ہے۔ مجمع الزوائد، باب ما جاء فی المہدی، رقم: ۱۲۳۹۴، ج ۷ ص ۳۱۴۔

[2] المستدرک علی الصحیحین للحاکم، کتاب الفتن والملاحم، رقم: ۸۳۲۹، ج ۴ ص ۸۷ ۴۔ امام حاکم کی طرح امام ذہبی نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا ہے، اس سند میں ابن لہیعہ نہیں، اگرچہ مسند احمد کی روایت میں ابن لہیعہ کی وجہ سے علامہ ہیثمیؒ نے ضعیف ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ مجمع الزوائد، باب ماجاء فی المہدی، رقم: ۱۲۳۹۴، ج ۷ ص ۳۱۴۔

یہ آدمی بظاہر مسلمان ہوگا، لیکن علامہ دانی کی "السنن الواردۃ فی الفتن" کی کتاب میں ایک ضعیف سند کے ساتھ حذیفہؓ سے بنو کلب کے بارے میں یہ بھی مروی ہے کہ شراب حلال سمجھنے کی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے ان کی غنیمت کو حلال بلکہ اہم شمار کیا۔

اس حدیثِ مبارک میں چند باتیں تحقیق طلب ہیں:

پہلی بات: بنو کلب کے معاصر قبائل کی تحقیق:

دوسری بات: مخالف مہدی شامی ظالم بادشاہ کے قریشی ہونے کی تحقیق:

پہلی بات: بنو کلب کے معاصر قبائل کی تحقیق:

یمن کے قدیم قبائل میں قبیلہ "قضاعہ" کا نام اہمیت کا حامل ہے، [1] قضاعہ کی مشہور شاخوں میں ایک بڑی شاخ "قبیلۂ بنو کلب" بھی شمار ہوتی ہے، زمانۂ جاہلیت میں یہ قبائل دومۃ الجندل، تبوک، شام [2] اور استنبول کے ارد گرد اطراف میں یمن سے آکر آباد ہوئے تھے، عقیدہ میں یہ لوگ پہلے "ود" بت کے پجاری تھے، پھر عیسائی ہوگئے، بعد میں اسلام قبول کیا۔ [3] مگر ابتداء اسلام سے ظاہری قبولیتِ ایمان کے باوجود دلوں میں عیسائی عقائد کو جگہ دے کر ظاہر طور پر اسلامی لبادہ اوڑھ رکھا ہے۔

---

[1] نسب معد والیمن الکبیر لھشام بن محمد الکلبی، ج ۲ ص ۵۵۴۔

[2] قلائد الجمان فی التعریف بقبائل عرب الزمان لأحمد بن علی القلقشندی، القبیلۃ الأولی، ج ۱ ص ۴۶۔

[3] معجم قبائل العرب القدیمہ والحدیثۃ، لعمر بن رضا کحالۃ، ج ۳ ص ۹۹۱۔

ان قبائل نے عیسائیت کے بنیادی عقائدِ خمسہ (یعنی تثلیث، خطا، کفارۃ، تناسخ اور الوہیت)ہی رافضیت کی صورت میں قبول کیے، چنانچہ الوہیتِ علی، تناسخ ارواح، حلتِ شراب، نماز اور صوم کے حقیقی معانی کے متروک ہونے کے ساتھ[1] یہ قبائل قرآن میں تحریفِ لفظی و معنوی کے جواز کے اب بھی قائل ہیں۔

ایسے عقائد رکھنے والوں کی اکثریت شام میں پرانے زمانے سے موجود ہے، جیسا کہ علامہ شامی نے الدر المختار میں اس کی وضاحت کی ہے۔[2] فرانسیسی قبضہ کے بعد ملکی عہدوں میں انہیں جگہ دینے کے لیے ان کے ناموں سے نصیری ہٹا کر قانونی طور پر انہیں علوی مذہب ماننے والا کہا ہے۔[3] علامہ ابن تیمیہؒ اور علامہ ابن عابدین شامیؒ نے ایسے عقائد رکھنے والے قبائل کو کافر کہا ہے۔[4] ان کے موجودہ شامی قبائل "الجلقیۃ"، "العلویۃ" اور "الرشاونۃ" زیادہ مشہور ہے۔[5]

دوسری بات: مخالف مہدی شامی ظالم بادشاہ کے قریشی ہونے کی تحقیق:

جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ سفیانی کے بارے میں احادیث الفتن مستدرک حاکم کے علاوہ کوئی ایک صحیح حدیث بھی ہمیں نہیں ملی، لیکن یہاں مذکورہ شخص کے قریشی

---

[1] فرق معاصرۃ تنتسب الی الاسلام وبیان موقف الاسلام منہا، للدکتور غالب بن علی عواجی، الباب السادس: النصیریۃ، ج۲ص ۵۸۴۔ موقف اصحاب الأھواء والفرق من السنۃ النبویۃ، ج۱ص ۶۳۔

[2] رد المحتار لابن عابدین الشامی، مطلب: حکم الدروز والتیامنہ والنصیریۃ والاسماعیلیۃ، ج۴ص ۲۴۴۔

[3] النصیریۃ طغاۃ سوریۃ، علامہ ابن تیمیہ، ص۱۶۔

[4] معجم قبائل العرب القدیمہ والحدیثۃ، لعمر بن رضا کحالۃ، ج۳ص ۹۹۱۔

[5] معجم قبائل العرب القدیمہ والحدیثۃ، لعمر بن رضا کحالۃ، ج۲ص ۴۳۴۔

ہونے کے بارے میں تحقیق سے پہلے اس بات کا جاننا ضروری ہے کہ شام میں مخالفِ مہدی ظالم بادشاہ کو "سفیانی" کیوں کہا گیا ہے۔

اس بارے میں مختلف باتیں مشہور ہیں، ایک یہ خالد بن یزید بن ابی سفیان کی طرف منسوب ہے، جب کہ بعض نے کہا کہ یہ روافض فساق کی جانب سے بنوامیہ کے خلاف ایک سازش کے تحت یہ نام وضع کیا گیا، لیکن حضرت ام سلمہؓ کی اس حدیث میں "سفیانی" لفظ سے قطع نظر مخالفِ مہدی لشکر کے امیر کو "رجل میں قریش" جب کہ ایک روایت میں "رجل میں امتی" کہہ کر ذکر کیا ہے، جس سے سفیانی کی وجہِ تسمیہ معلوم ہونے میں جہاں آسانی سے راہ مل سکتی ہے، وہیں اسی حدیث مبارک میں مخالفِ مہدی ظالم بادشاہ کے تعارف میں قریشی ہونے کا بھی سراغ ملتا ہے۔

مگر حدیثِ مبارک میں "رجل من قریش" سے یزید کے والد محترم حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما مراد لیا جائے، تو حدیث کی تشریح "قریشی" شخص کا تعارف مزید منقح طور پر سامنے آتا ہے، چونکہ سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے ادوار میں باقاعدہ شام میں بطورِ گورنر کئی سال خدمات سرانجام دیئے تھے اور وہیں "حسان بن مالک بن بحدل" کی بیٹی سے نکاح بھی فرمایا تھا، جن کے بطن سے یزید پیدا ہوئے، یزید کے ماموں حسان بن مالک یزید کی بادشاہت کے دوران کئی اہم عہدوں پر بھی فائز رہے اور حضرت عبداللہ

بن زبیرؓ کے خلاف مختلف معرکوں میں دیگر گورنر کے برعکس یزید کا ساتھ بھی دیا تھا، اس کا تعلق بنو کلب سے تھا۔[1]

اس اعتبار سے اگر یہ فرض کیا جائے کہ "مخالفِ مہدی" ظالم بادشاہ کی وجہِ تسمیہ اس وجہ سے ضعیف سند والی احادیثِ مبارکہ "سفیانی" اسی وجہ سے ہوئی کہ یہ قریشی شخص بنوامیہ سے تعلق رکھنے کی وجہ سے اپنے ماموں زاد قبیلہ بنو کلب سے مدد مانگے گا، جس کے کفر کی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے ان کی غنیمت کو نہ صرف حلال، بلکہ ان میں سے حصہ نہ ملنے والوں کو دنیاوی طور پر ناکام قرار دیا ہے، بنوامیہ سے تعلق کی بناء پر یہ شخص قریشی اور سفیانی کہلاتا ہے۔

گذشتہ تحقیق سے یہ بات معلوم ہوئی کہ مخالف مہدی شخص قریشی ہونے کے ساتھ بنو کلب سے تعلق ہونے کی وجہ سے ان سے مدد لے گا، جو آج کل شام دمشق اور اردگرد علاقوں میں رہتے ہیں اور بشار اسد کی حکومت میں کلیدی عہدوں پر فائز ہیں۔ واضح ہے کہ بنو کلب کے بعض قبائل تبوک اور اردن کے درمیان بھی واقع ہیں، جب کہ عبدالعزیز کے بارے میں بھی یہ بات مشہور ہے، کہ وہ بھی بنو کلب میں سے ہے۔ اسی طرح نجد اور ریاض کے بعض قبائلِ بنو کلب بھی سعودی عرب کی فوج میں شامل ہیں۔

شاید اسی وجہ سے اس حدیث میں فرمایا: والخيبة لمن لم يشهد غيبة بنو كلب ولو

[1] الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ج۲ ص۱۹۹۔ تاریخ دمشق لابن عساکر، رقم: ۱۲۷۱، ج۱۲ ص۴۴۸۔

بعقال، "عقال" آج کل عام طور پر سعودی فوجی پہنتے ہیں، ایسے ہی اردن کے فوج میں بھی یہی طریقہ استعمال ہوتا ہے۔

جب کہ شام، مصر اور اردن کا مہدی کے مخالف آنے میں کہیں اسی طرف اشارہ تو نہیں کہ عرب ممالک کی جانب سے اتحادی فوج تجویز کر کے نئی ابھرنے والی طاقت کے خلاف لشکر تشکیل دیا جائے گا۔ واللہ اٗعلم

احادیث مبارکہ کے تناظر میں ظہورِ مہدی سے پہلے شام میں جاری ہونے والے فساد کی ابتداء عصر حاضر میں تطبیقی مطالعہ:

عن محمد بن بشر بن هشام، عن ابن المسيب، قال: "تكون فتنة بالشام، كأن أولها لعب الصبيان، ثم لا يستقيم أمر الناس على شيء، ولا تكون لهم جماعة حتى ينادي مناد من السماء: عليكم بفلان"

ترجمہ: سعید بن المسیبؒ سے روایت ہے کہ شام میں ایک فتنہ اٹھ کھڑا ہوگا، جس کی ابتداء بچوں کے کھیل کود سے ہوگی، پھر لوگ کسی ایک معاملہ جمع پر نہیں ہو سکیں گے اور نہ ان کی باقاعدہ جماعت بن سکے گی، یہاں تک کہ آسمان سے ایک آواز لگانے والے آواز لگائے گا، تم فلاں کے پاس جاو۔[1]

نعیم بن حمادؒ نے اپنی ایک اور سند سے سعید بن المسیبؒ کی یہ روایت نقل کی ہے، جس میں یہ اضافہ ہے کہ آسمان سے ایک آواز لگانے والا آواز لگائے تمہارا امیر فلاں ہے،[2]

---

[1] کتاب الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۹۷۷، ص ۳۳۸۔

[2] کتاب الفتن، رقم: ۹۷۸، ص ۳۳۸۔

جب کہ عبداللہ بن المبارکؒ کی سند سے سعید ابن المسیبؒ کی اس روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ پھر یہ جنگ ختم نہیں ہو گی، جب ایک جانب سے بند اور خاموش ہو جائے گی، تو دوسری جانب سے کھل جائے گی۔[1]

حدیثِ مبارک کی تشریح:

مذکورہ بالا حدیث میں چند باتیں قابلِ وضاحت ہیں:

۱۔ عبداللہ بن المبارکؒ اور سعید بن المسیبؒ کی اس روایت میں ظہورِ مہدی سے پہلے شروع ہونے والے فتنہ وفساد کی ابتداء بچوں کے کھیل کود کو ٹھہرایا ہے، یعنی اس طویل جنگ کا آغاز ایک ایسی غیر حقیقی صورتِ حال سے ہو گا، جس میں جنگ کرنے کی کوئی ظاہری صورت نہیں ہو گی، مگر مظلوم فریق کے خلافِ مرضی ایک نہ ختم ہونے والی لڑائی کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔

۲۔ شام میں شروع ہونے والی جنگ جب ایک بار اپنی ابتداء کے بعد ختم ہونے کا نام نہیں لے گی، یہ نہیں کہ اس جنگ کے ختم نہ ہونے کے لیے کوششیں نہیں ہو گی، بلکہ اس کے لیے بارہا کئی کوششیں ہوتی رہیں گی، مگر یہ کوششیں کامیابی کا نام نہیں لیں گی، یعنی جب ایک طرف سے کسی ایک فریق کو جنگ بندی پر راضی کر کے مخاصمت ختم کی جائے گی، تو دوسری طرف سے جنگ کا آغاز ہو جائے گا، مزید فرمایا کہ بچوں کی باتوں سے شروع ہونے والی یہ لڑائی اس وقت تک ختم نہیں ہو گی، جب کہ آسمان سے ایک آواز لگانے والا نداء نہیں لگائے گا، کہ خبردار! تمہارا امیر فلاں ہے، یہ جملہ

---

[1] کتاب الفتن، رقم: ۱۶۰۸، ج ۲ ص ۵۷۵۔

تین بار ارشاد فرما کر سعید بن المسیبؒ نے ہاتھوں کے اشارے فرماتے ہوئے تین بار ارشاد فرمایا: یہی تمہارا بر حق امیر ہو گا۔

جب کہ ایک دوسری روایت میں یہ بھی اضافہ منقول ہے کہ شامی فتنہ اور لڑائی کے آغاز کے بعد ملکِ شام میں فساد رکنے کی طرف نہیں بڑھے گا، بلکہ چلتے چلتے بہت دور تک نکل جائے گا، پھر یہ اختتام کسی ایسی حکومت پر نہیں ہو گا، جس میں تمام لوگ کسی ایک امیر یا جماعت پر متفق ہو کر حکومت میں آرام کے ساتھ زندگی بسر کریں۔

ظہورِ مہدی سے قبل نداء ساوی کی وضاحت:

۳۔اس فتنے کا اختتام ایک آسمانی صدا سے ہو گا، جس میں آواز لگانے والا کسی امیر بر حق کا نام لے کر لوگوں کو اس کی اطاعت کی طرف دعوت دے گا۔

اس نداءِ غیبی کے بارے میں ظہورِ مہدی سے پہلے اور بعد کے مختلف اوقات کے بارے میں متعدد روایات اور آثار میں تذکرہ موجود ہے، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آسمان سے سنائی دینے والی یہ آواز مختلف مواقع میں کی جائے گی، تاہم اب عام لوگ اس آواز کو سنیں گے یا نہیں؟ اس بارے میں روایات مختلف ہیں، بعض روایات میں آسمان اور زمین سے دو مختلف آوازیں ایک دوسرے کے مخالف سننے کا تذکرہ ملتا ہے۔

روایات میں تطبیق سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ امام مہدی علیہ الرضوان کے ساتھیوں کی تعداد ابتداء میں کم ہونے کی وجہ شاید یہ ہو گی کہ ابتداء محرم کو یہ آواز چند مخصوص لوگ سن کر جائیں گے، جب کہ بعد میں دوسری آواز شامی اہلِ حق سنیں گے، اور تیسری بار جو منیٰ کے بارے میں آئی ہے، تو اسے عام اہل بصیرت اور مضبوط اہلِ ایمان بھی اپنی صفائی قلب تقویٰ وطہارت اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص تعلق کے

بقدر سن پائیں گے۔

عام مسلمانوں کو یہ آواز سنائی نہیں دے گی، اس وجہ سے چند روایات جزیرۃ العرب سے نکلتے وقت کی تعداد بارہ سے پندرہ ہزار کے لگ بھگ ذکر کی گئی ہے، جس سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ دنیا بھر کے انسان یہ آواز نہیں سنیں گے، چند خاص مقرب لوگ اس آواز کو سنیں گے، جب کہ بعض دیگر لوگ امام مہدی علیہ الرضوان کی برکات اپنے قربِ الٰہی کی وجہ سے محسوس کریں گے۔

لیکن دیگر روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ آسمان سے یہ آواز نکلنے کے بعد تمام اہل لسان اپنی اپنی زبان میں اس کو سن پائیں گے، [1] جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام مہدی کے زمانے میں آسمان میں کچھ ایسا نظام ہوگا، جس سے ہر انسان کے پاس امام مہدی علیہ الرضوان اور دیگر متعلقہ نئی آنے والی خبریں پہنچتی رہیں گی، جو ہر علاقے کے مطابق باقاعدہ ترجمہ شدہ صورت میں ہوگی۔

شاید (واللہ اعلم) اگر معاصر دور ظہورِ مہدی کا ہو، تو اس صورت میں دنیا بھر کے لوگوں کو انٹرنیٹ کے ذریعے یہ سہولت اپنی اپنی زبانوں کے مطابق باقاعدہ طور پر اکثر ممالک میں مہیا ہے۔

---

[1] دیکھئے: عن عمار رضی الله : النداء عند قتل النفس الذكية قال في عقد الدرر: وهذا النداء يعم أهل الأرض، ويسمعه كل أهل لغة بلغتهم، الاشاعہ لأشراط الساعۃ، تنبیہ: فی بیان انہ لامانع من تکرار النداء خلال العام حسبما جاء فی الروایات، ص ۲۲۵۔

ظہورِ مہدی سے پہلے شام کی جنگی ابتداء بچوں کے کھیل کود سے:

اکثر معاصرین اس بات سے باخبر ہیں کہ موجودہ شامی جنگ کی ابتداء ۱۵ اگست بروز جمعہ کو جنوبی شام کے حوران نامی علاقے میں پندرہ بچوں کے کھیل کود سے ہوئی، ان بچوں نے دیواروں پر "الحریہ" اور "ارحل یابشار" لکھا تھا، تو اس کی سزا میں انہیں قید کر کے مختلف سزائیں دی جانے لگی جس کے خلاف احتجاج ہوا، شامی فوج نے "درع" شہر میں ان لوگوں کے احتجاج پر فائرنگ کر کے اس تحریک کو مزید ہوا دے دی۔[1]

واضح رہے حدیث مبارک میں بھی اسی بات کی طرف اشارہ کیا گیا، کہ ظہورِ مہدی سے پہلے رونما ہونے والی جنگ شام میں بچوں کے کھیل سے شروع ہو گا اور اس جنگ کا اختتام نہیں ہو گا بلکہ جب بھی ایک طرف سے اس جنگ کو بند کرنے کی کوشش کی جانے لگے تو دوسری جانب سے جنگ بندی کا معاہدہ ٹوٹ جائے گا اور دوبارہ جنگ کا آغاز ہو گا۔

یہی صورت حال حدیثِ مبارک میں مروی ہے، شامی جنگ بندی کے لیے دنیا بھر میں متعدد بار مختلف سیمینارز اور کئی اجلاسات منعقد ہوئے، مگر اس کا کوئی نتیجہ نکل نہیں آ رہا۔

---

[1] دیکھئے https://ar.wikipedia.org/wiki/الخط الزمني للحرب الأهلية السورية مايو أغسطس 2011

شاید یہ جنگ ہی ظہورِ مہدی سے پہلے شام کی سرزمین پر لڑی جانے والے آخری جنگ ہو گی، جس کے بعد امام مہدی کا ظہور ہو کر سب سے پہلے شام کی فتح کے لیے باقاعدہ بذاتِ خود تشریف لا کر اس میں شرکت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حق کی پیروی کی توفیق عطا فرمائیں۔ واللہ أعلم

امام مہدی اور ان سے پہلے مسلمانوں کے لیے مددگار طالقانی جماعتوں کا الگ الگ تذکرہ:

سعید بن المسیبؒ کی اس روایت میں امام مہدی کا تذکرہ نہیں، جب کہ ابو جعفر الباقر کی ایک روایت کو ابو نعیم نے اپنی سند سے ذکر کر کے سفیانی کے مقابلے کے لیے بنی ہاشم کے ایک دوسرے خراسانی سیاہ جھنڈوں والے شخص کے بارے میں بتایا ہے کہ وہ سفیانی کو شکست دے کر بیت المقدس میں پڑاؤ ڈال کر آئندہ آنے والے مہدی علیہ الرضوان کے لیے بطورِ مددگار جماعت تیار کرے گا، ہاشمی کے اس جماعت کی نشانی کالی ٹوپیاں یا کالی پگڑیاں اور سفید لباس کے ساتھ ان کا امیر بنو تمیم سے ہو گا۔[1] جب کہ تاریخ دمشق میں حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک روایت میں بیت المقدس اور طالقان کے ارد گرد لڑنے والی جماعت کو حق کی نشانی قرار دے کر اس ہاشمی کا دوست قرار دیا ہے۔[2] جب کہ حضرت علیؓ کی ایک روایت میں صراحتاً یہ بات موجود ہے کہ خراسانی

---

[1] کتاب الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۸۹۴، رقم: ۸۹۷، ج ۱ ص ۳۱۰، ج ۱ ص ۳۱۱، ۳۱۲۔

[2] تاریخ دمشق لابن عساکر، ج ۱ ص ۲۶۰۔

سیاہ جھنڈے سفیانی کو تو شکست دے دیں گے، مگر اس کے بعد جب لوگوں کی تمنا زیادہ ہو کر ناامیدی کی کیفیت پیدا ہو جائے گی، تو اللہ تعالیٰ امام مہدی کا ظہور فرمائیں گے۔[1]

شام کے موجودہ حالات کے بارے میں ایک حدیثِ مبارک کا تطبیقی جائزہ:

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سفیانی نامی ایک شخص دمشق سے نکلے گا، اس کی اکثر فوج بنو کلب[2] کی ہو گی، جو بچوں کے قتل عورتوں کے پیٹوں کی چیر پھاڑ کے علاوہ طرح طرح کے ظلم کرتا پھرے گا ان مظلوموں کی مدد کے لیے قبیلۂ قیس اٹھ کھڑا ہو گا، مگر ظلم کے پہاڑوں سے چھوٹے سے ٹیلے کی مقدار کے مطابق نقصان بھی نہیں روک پائے گا، میرے اہل بیت میں سے ایک شخص مدینہ کے مقام "حرۃ" سے ان کے خلاف لشکر تیار کرے گا، جب سفیانی کو اس کا پتہ چلے گا، تو ان کے خلاف ایک لشکر بھیجے گا، جو بیداء میں زمین کے اندر دھنس جائے گا۔[3]

مذکورہ بالا حدیثِ مبارک میں مخالفِ مہدی شخص یعنی سفیانی کے ظلم و جبر کا عصر حاضر میں تطبیقی مطالعہ:

اس حدیثِ مبارک میں چند باتیں ذکر کی گئی ہیں، ذیل میں ان کی تشریح کی جائے گی:

---

[1] کتاب الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۹۹۶، ج ۱ ص ۳۴۴۔

[2] بنو کلب اور سفیانی کی وضاحت پہلے گزر چکی ہے۔

[3] المستدرک علی الصحیحین للحاکم، کتاب الفتن والملاحم، حدیث ابی عوانۃ، رقم: ۸۵۸۶، ج ۴ ص ۵۶۵۔ امام حاکمؒ نے اس حدیث کو صحیح الاسناد اور صحیح علی شرط الشیخین کہا ہے، جب کہ امام ذہبیؒ نے امام حاکمؒ کی موافقت کی ہے۔

ا۔سفیانی ظہور مہدی سے قبل شام کے شہر دمشق کے ایک علاقہ عمق سے نکلے گا،جو حد سے زیادہ ظالم وجابر شخص ہو گا،جو صرف اپنے مخالف لڑنے والوں کے قتل وقتال اور جلانے پر اکتفاء نہیں کرے گا،بلکہ ان کی طرف عالمی مسلمہ قوانین کی رو سے بھی سخت سے سخت جنگی جرائم کا مرتکب ہو گا، جن میں عورتوں اور بچوں کا قتل بھی شامل ہو گا،اس کے ظلم وجبر کی انتہاء اس حد تک پہنچی ہو گی کہ وہ حاملہ عورتوں کے پیٹوں کو چاق کر کے ان نوزائدہ بچوں کو بھی مارنے سے دریغ نہیں کرے گا، یہاں تک بعض روایات میں بچوں کو ہانڈیوں میں پکانے کا بھی تذکرہ ملتا ہے۔[1]

جب کہ بعض دیگر روایات میں سفیانی اپنے خلاف اٹھنے والی ہر آواز ختم کرنے کے درپے ہو گا،چاہے وہ علمائے کرام ہوں یا دوسرے اہل حل وعقد اور روساء وسرداران، پہلے پہل ان سے اپنے لیے مدد مانگے گا،جب وہ انکار کریں گے تو انہیں تہہ تیغ کر کے ختم کر دے گا اور اپنے نافرمانوں کو جیل خانوں میں آروں سے چیرے گا،ہانڈیوں میں ان کا گوشت چھ ماہ تک پکائے گا۔[2] خلاصہ یہ کہ وہ بادشاہوں سے سب سے زیادہ شریر بادشاہ ہو گا۔[3]

۲۔شامی جنگوں میں سفیانی کے اسی ظلم وجبر کے خلاف قبیلہ قیس مظلوموں کی دفاع کے لیے باقاعدہ لڑائی شروع کریں گے، مگر پہاڑوں تک پہنچے ہوئے ظلم وستم کے

---

[1] الفتن لنعیم بن حماد،رقم:۸۸۹،ج۱ص۳۰۶۔

[2] الفتن لنعیم بن حماد،رقم:۲۲۳،ج۱ص۹۴۔

[3] الفتن لنعیم بن حماد،رقم:۸۲۵،ج۱ص۲۸۳۔

چھوٹے سے ٹیلے کو بھی سر نہیں کریں گے اور ان کا یہ دفاع مظلوموں کو کوئی سہارا نہیں دے پائے گا۔

۳۔اس دوران مدینہ منورہ کے " حرۃ" نامی علاقے سے چند لوگ ایک اہل بیت کی سرکردگی میں اٹھ کھڑے ہوں گے جب ان کے بارے میں سفیانی کو علم ہو جائے گا، تو ان کے خلاف لشکر بھیجے گا، یہاں تک کہ بیداء پہنچ کر یہ لشکر زمین میں دھنس جائے گا۔

عصر حاضر میں شام کے فسادات کا اگر بغور جائزہ لیا جائے، تو یہ ساری باتیں مکمل طور پر ملکی اور بین الاقوامی رپورٹوں کی روشنی میں ان جنگوں پر تقریباً صادق آتی ہیں۔

۱۵ مارچ ۲۰۱۸ کو بی بی سی اردو میں شائع ہونے والی رپورٹ کے مطابق شام میں جاری جنگ کے ان سات سالوں میں تقریباً پانچ لاکھ شامیوں نے اپنی جان کھوئی ہے، جب کہ ایک کروڑ تیس لاکھ ایسی حالت میں ہیں کہ انہیں انسانی امداد کی اشد ضرورت ہے۔

ذیل میں بین الاقوامی اداروں کی طرف سے شام کے ظلم پر رپورٹوں کا خلاصہ ذکر کیا جاتا ہے:

شام کی موجودہ جنگوں میں عورتوں اور بچوں کا قتل عام:

بی بی سی کی رپورٹ کے مطابق اب تک مقتولین کی یقینی تعداد کے لیے ۱۹ گھنٹے درکار ہیں، موجودہ ہر شامی شخص کئی لوگوں کے قتل کے بارے میں جانتا ہے، ان میں صرف وہ لوگ ہیں، جو عام مظلوم افراد ہوں مثلاً عورتوں، بچوں، بوڑھوں کی تعداد، جب کہ مسلح لوگوں کی تعداد تو لاکھوں تک پہنچتی ہے۔

جنسی استحصال، بھوک وپیاس سے موت اور مختلف وبائی امراض کا شکار ہونے والے افراد کی تعداد ہزاروں سے کم نہیں، حال ہی میں اقوامِ متحدہ کے انسانی حقوق کی تنظیم نے شام میں بچوں کے لاتعداد قتل پر بطورِ احتجاج سفید کاغذ جمع کیا ہے۔

ان کی حتمی تعداد، جیلوں کے مظالم اور ظلم وشدت کے نت نئے طریقوں کی روئیداد کے لیے لیے باقاعدہ ایک الگ تصنیف کی ضرورت ہے، جس میں ہر ایک ظلم کی کہانی الگ الگ باب میں بیان کی جائے۔

احادیث مبارکہ کی روشنی کے تناظر میں شام میں مہدی مخالف لشکر کے سربراہ یعنی سفیانی کی علامات:

مخالفِ مہدی کے لشکر کے شامی سربراہ کی علامات احادیث مبارکہ میں مختلف روایات میں واضح طور پر بیان ہوئی ہیں، جن میں چند ایک یہ ہیں:

شامی لشکر کا سفیانی سربراہ سفید چہرے والا، گھونگھریالے بالوں والا،[1] عام طور پر چہرہ سرخی مائل سفید، سبز آنکھوں والا[2] ہلکی ران اور کندھوں والا، لمبی گردن اور زردی

---

[1] حدثنا عبد القدوس، عن أرطاة، عن ضمرة، قال: «السفياني رجل أبيض، جعد الشعر، ومن قبل من ماله شيئا كان رضفا في بطنه يوم القيامة»الفتن لنعیم بن حماد، رقم:۸۱۴۔

[2] حدثنا الوليد، ورشدين، عن ابن لهيعة، عن أبي قبيل، عن سعيد بن الأسود، عن ذي قرنات، قال: " فيختلف الناس على أربع نفر: رجلان بالشام، ورجل من آل الحكم أزرق أصهب، ورجل من مضر قصير جبار، والسفياني، والعائذ بمكة، فذلك أربعة نفر"الفتن، رقم:۸۳۷،ج۱ص۲۸۷۔

مائل سفید رنگت والا[1] چوڑے سر والا،[2] کمزور ران اور ضعیف کہنیوں والا آنکھیں اندر کی طرف دھنسی ہوئی ہوں گی، اس کے کندھے ناقص الخلقت آدمی سے کامل اور کامل الخلقت سے کم شخص ہو گا اور اس کا نام اپنے باپ کے نام کی طرح ہو گا، جب کہ اس کا نام آٹھ حروف پر مشتمل ہو گا،[3] یہ حربیہ کو قتل اور بچوں کو قید کرے گا۔[4]

---

[1] حدثنا أبو عمر، عن ابن لهيعة، عن عبد الوهاب بن حسين، عن محمد بن ثابت، عن أبيه، عن الحارث بن عبد الله قال «يخرج رجل من ولد أبي سفيان في الوادي اليابس في رايات حمر، دقيق الساعدين والساقين، طويل العنق، شديد الصفرة، به أثر العبادة» **الفتن**، رقم: ۸۱۵، ج۱ص۲۸۰۔

[2] **علامہ ابن قتیبہ** نے یہ روایت **محمد بن الحنفیہ** سے نقل کرکے مصفح الراس کا ترجمہ "عریض الراس" یعنی چوڑے سر والا کیا ہے۔ **غریب الحدیث**، ج۲ص۵۲۰۔

[3] حدثنا الوليد، عن شيخ، عن الزهري، قال: «خرج هاربا من الكوفة من قرحة تصيبه فيموت، ثم يلي بعده رجل منهم اسمه اسم أبيه، واسمه على ثمانية أحرف، متزلج المنكبين، حمش الذراعين والساقين، مصفح الرأس، غائر العينين، فيهلك الناس بعده» **الفتن لنعيم بن حماد**، رقم: ۸۵۸، ج۱ص۲۹۳۔ المزلج: الذي ليس بتام الحزم، قيل: هو الناقص الدون الضعيف؛ وقيل: هو الناقص الخلق، **لسان العرب**، **فصل الزای**، ج۲ص۲۹۰۔ **تاج العروس**، ج۶ص۱۵۔

[4] حدثنا عبد الله بن مروان، عن أرطاة بن المنذر، قال: «يخرج المشوه الملعون من عند المندرون شرقي بيسان على جمل أحمر، وعليه تاج، يهزم الجماعة مرتين، ثم يهلك وهو يقتل الحرية، ويسبي الذرية، ويبقر بطون النساء» **الفتن لنعيم بن حماد**، رقم: ۸۶۱، ج۱ص۲۹۴۔

ضعیف احادیثِ مبارکہ میں بیان کی گئی ان نشانیوں کا عصر حاضر میں بغور موجودہ شامی صدر بشارالاسد کے ساتھ تطبیقی طور پر دیکھی جانے کے بارے میں اہل علم غور وخوض کر کے تحقیق کریں۔ (حقیقتِ حال اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے)

ا۔ صدر "بشاراسد" کا نام آٹھ حروف مشتمل ہے یعنی "ب، ش، ش، ا، ر، ا، س، د" یہ آٹھ حروف ہیں، جب کہ دوسری علامت نام کے بارے میں یہ بتائی گئی کہ اس کا اور باپ کا نام ایک ہوگا، یعنی حافظ الاسد میں بھی "اسد" اور بشارالاسد میں بھی "اسد"۔

۲۔ شامی صدر بھی کمزور جسمیت کا مالک، سبز آنکھوں والا، ہلکے پھلکے وجود والا، لمبی گردن اور اونچے قد والا اور سفید مائل زردی اور سفید مائل سرخی والا شخص ہے۔

۳۔ اس کے مخالفین میں سے سب سے اہم تنظیم "الجیش الحر" کی وجہ تسمیہ بھی شام میں "الحریہ" نامی تنظیم نکلنے کی وجہ سے ہے، جسے آج کل حزبِ اختلاف اور الجیش الحر کے نام سے پہنچانا جاتا ہے، جو "الحریہ" یعنی آزادی کے حصول کے لیے جنگ لڑ رہی ہے، تو اس سے معلوم ہوا کہ بشار بھی چونکہ اپنے مخالفین کے لشکر یعنی الحریہ کو قتل کرتا ہے، لہذا بظاہر اس پر یہ علامت ممکنہ طور پر صادق آتی ہے۔

سفیانی حکومت کا شامی مسلمانوں کا محاصرہ روایات کی روشنی میں:

اثر: حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ سفیانی کے ظہور کے بعد صرف محاصرہ میں صبر واستقامت کرنے والے ہی اس بلاء ومصیبت میں نجات پائیں گے، اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہوگا۔[1]

تشریح: شام جنگ وجدال میں مسلمانوں کے لیے بچنے کا جو راستہ سیدنا علیؓ کی روایت میں منقول ہے، وہ صرف اور صرف کفار کی طرف سے کیے گئے حصار پر صبر کرنا ہوگا۔ انہی حالات کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت عمار بن یاسرؓ کی روایات بھی موجود ہیں جن میں بھی حصار پر ثابت قدمی کی تلقین کی گئی ہے،[2] جب کہ ایک روایت میں نبی کریم ﷺ نے دمشق کے مسلمانوں کو محاصرہ کے ایام کی تیاری کے لیے پہلے سے گھروں میں تہہ خانوں کے بنانے کا حکم دیا ہے۔

---

[1] حدثنا الوليد، ورشدين، عن ابن لهيعة، عن أبي قبيل، عن أبي رومان، عن علي، رضي الله عنه قال: «إذا ظهر أمر السفياني لم ينج من ذلك البلاء إلا من صبر على الحصار» الفتن لنعیم بن حماد، ج۱ص۲۴۶، رقم: ۶۹۹۔

[2] الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۸۰۷، ۸۴۴، ج۱ص۲۸۹، ۲۴۸۔

سفیانی حکومت کی ترکوں اور مغربی طاقتوں کے خلاف وقتی فتح:

اثر: صحابہ کرامؓ کے آثار میں سفیانی کے حالات میں یہ وضاحت بھی موجود ہے کہ ترکی اور مغرب سفیانی کے خلاف لڑنے کے لیے آئیں گے، مگر ان کے خلاف سفیانی کا لشکر فتح یاب ہو گی۔[1]

تشریح: اس اثر میں سفیانی کے دور میں وقوع پذیر ہونے والی دو باتوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ ترک اور مغرب سفیانی کے خلاف لڑے گی، جس میں آخر کار فتح سفیانی کو ہو گا۔

پہلی بات: سفیانی کے خلاف مغرب کی جنگ:

جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے کہ سفیانی سے مسلمانوں کا دشمن مراد ہے، جو موجودہ زمانے میں شام کے مسلمانوں کے لیے صدر بشار الاسد کی شکل میں موجود ہے (واللہ اعلم) اگر عصر حاضر میں شامی جنگ کے آغاز سے اب تک کے واقعات پر نظر دوڑائی جائے، تو ہر باخبر شخص اس سے واقف ہے کہ صدر بشار الاسد کے خلاف مغرب نے اسرائیل کے ساتھ تعاون کر کے اس کی حکومت کو گرانے کی لاکھ کوششیں کیں، مگر اس میں اب تک ناکام رہا ہے اور دوسری طرف عرب ممالک کے ساتھ ملکر جنگ کے آغاز سے

---

[1] حدثنا سعيد أبو عثمان، عن جابر، عن أبي جعفر، قال: «إذا ظهر السفياني على الأبقع، والمنصور اليماني، خرج الترك والروم فظهر عليهم السفياني۔ *الفتن لنعیم بن حماد*، رقم: ٦٢١، ج١ص٢٢٣۔

لے کر اب تک امریکہ اور دیگر مغربی ممالک بشار الاسد کے خلاف بظاہر برسرِ پیکار ہیں۔

دوسری بات: سفیانی کے خلاف ترکی کی جنگ:

اس اثر میں سفیانی کے خلاف ترکی کی جنگ کا ذکر کیا گیا ہے، موجودہ دور میں اگر ترکی کی سرحد کے ساتھ کرد کمیونسٹوں کے ساتھ عفرین میں جنگ کو دیکھا جائے، تو مسلم ملک ترکی کے خلاف سفیانی کا کرد علیحدگی پسند تنظیم کے ساتھ باقاعدہ معاہدہ کرکے ترکی کے خلاف صف میں شریک ہو کر آیا ہوا ہے، جس کی وضاحت اس روایت میں کی گئی ہے۔ (واللہ اعلم) مزید اس روایت یہ پیشن گوئی بھی کی گئی ہے کہ جس طرح عرب ممالک امریکہ اور اسرائیل کی سرپرستی میں شام کی موجودہ جنگ میں بشار حکومت کے خلاف کامیاب نہ ہوئے، ایسے ہی ترکی کو بھی بشار حکومت کے خلاف کامیابی حاصل نہیں ہو گی۔ واللہ اعلم۔ اس کے بارے میں ایک صریح مقطوع روایت بھی موجود ہے، جس میں اسی کی تصریح کی گئی:

ترکی اور شام کی جنگ میں فتح امام مہدی علیہ الرضوان کے ہاتھ پر:

روایت: سفیانی ترک کے ساتھ جنگ کرے گا،[1] جس میں سفیانی لشکر کا مکمل خاتمہ امام مہدی علیہ الرضوان کے ہاتھوں ہو گا، جب کہ اپنے ظہور کے بعد سب سے پہلے معرکہ

---

[1] حدثنا الحكم بن نافع، عن جراح، عن أرطاة، قال: «يقاتل السفياني الترك، ثم يكون استئصالهم على يدي المهدي، وهو أول لواء يعقده المهدي، يبعثه إلى الترك» *الفتن لنعیم بن حماد*، ج۱ص۲۲۱، رقم: ۶۱۴۔

کے لیے باقاعدہ جھنڈا دے کر لشکر کی روانگی ترکی بھیج کر شروع کرے گا۔

تشریح: اس روایت میں گذشتہ امام ابو جعفر الباقر کے اثر کی مکمل وضاحت موجود ہے، کہ سفیانی کا لشکر ترکوں کے ساتھ جنگ لڑے گا، جس میں آخری فتح لشکرِ امام مہدی ہی کی ہوگی، جس کے لیے سب سے پہلے امام مہدیؒ اپنے ایک لشکر کو ترکوں کی مدد کے لیے روانہ فرمائیں گے، جن کے ساتھ ملکر مسلمانوں کو اس ظالم بادشاہ کے خلاف فتح نصیب ہوگی، امام مہدیؒ کے ظہور سے پہلے فتح نہیں ہوگی، جب کہ ایک دوسری روایت میں یہ تصریح بھی موجود ہے کہ ترکوں کو امام مہدیؒ کے لشکر کی مدد ملنے کے بعد پورے ملکِ شام پر ترکوں کو فتح ملے گی۔[1]

اس کی مزید تصریح حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ایک روایت سے ملتی ہے کہ امام مہدیؒ سے پہلے شام میں مخالف مہدی طاقت کے ساتھ لڑنے والی ہر طاقت چاہے وہ کتنی ہی مضبوط کیوں نہ ہو، پارہ پارہ ہو جائے گی، بلکہ یہاں تک فرمایا کہ اگر شامی مسلمانوں کے خلاف لومڑیاں بھی لڑنے کے لیے نکل پڑے، تو شامی مسلمان ان کے مقابلے میں بھی ہار جائیں گے، اس کی بنیادی وجہ یہ ہوگی اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی ضعف کی وجہ سے نصرت فرمانے کے لیے امام مہدی کا ظہور فرمائیں گے۔[2]

---

[1] حدثنا الحكم بن نافع، عن جراح، عن أرطاة، قال: «أول لواء يعقده المهدي يبعثه إلى الترك فيهزمهم، ويأخذ ما معهم من السبي والأموال، ثم يسير إلى الشام فيفتحها، ثم يعتق كل مملوك معه، ويعطي أصحابه قيمتهم» الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۱۰۶۰ ج ۱ ص ۳۶۳۔

[2] المستدرک علی الصحیحین، رقم: ۸۶۵۸، ج ۴ ص ۵۹۶۔ علامہ ذہبیؒ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

سفیانی لشکر کے مقابلے میں مغرب اور ترکوں کا کامیاب نہ ہونے کا ایک راز:

ا۔ ظہورِ مہدی سے پہلے احادیث الفتن سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان ایک اعلیٰ قیادت کے محتاج ہوں گے، جس کی تکمیل میں اس دارالاسباب دنیا میں تکوینی طور پر وقوع پذیر ہونے والے واقعات کی روشنی میں امتِ مسلمہ کا ہر فرد ان کے ظہور کی تمنا کرتا رہے گا۔

شاید یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر کے مختلف کونوں میں مسلمانوں کی کمزوری اور ظلم وستم کے خلاف مختلف اٹھنے والی آوازیں یا تو خود بخود دم توڑ جائیں گی، یا پھر ان میں باہمی تنازعات، قیادت کے لیے رسہ کشی اور دوسرے بے شمار مسائل رونما ہو کر ان جماعتوں کو قیادت کے لیے بطورِ رہبر منتخب نہیں کیا جائے گا.

۲۔ احادیث الفتن میں جہاں جہاں امام مہدی کی نصرت کے لیے "سیاہ جھنڈوں" کا مشرق اور خراسان سے نکل کر کوفہ اور شام میں آنے کے بعد مدینہ اور پھر مکہ جانے کی تصریحات موجود ہیں، وہیں یہ باتیں بھی ذکر کی گئی ہیں کہ جھنڈوں والے آپس میں لڑ لڑ کر ختم ہو جائیں گے،[1] جس سے اس تکوینی طور پر امتِ مسلمہ کا قیادت کی طرف محتاج ہو کر اللہ تعالیٰ سے امام مہدی علیہ الرضوان کو بغیر ظاہری اسباب و وسائل کے، ظہور کی شکل مہیا کر کے اس کمزور امت کو کامیابی کے راستے پر چلنے کے لیے راہ سیدھی فرمادے۔

---

[1] عراق کے حالات میں ان احادیث مبارکہ کا تذکرہ اور ان کے اختلاف کی ممکنہ تطبیق بیان کی گئی ہے۔

۲۔امام مہدی علیہ الرضوان کی قیادت میں لڑی جانے والی جنگوں کے لیے بطورِ تمہید امام مہدی کے کفری طاقتوں کا آپس میں چپقلش ختم کرکے متفقہ طور پر مسلمانوں کے خلاف باقاعدہ جنگی کاروائیاں اور مسلم ممالک میں نام نہاد لیڈروں کو اپنی فوجی وسائل دے کر اپنی مذہبی جنگ میں امام مہدی کے ظہور سے پہلے احادیث میں بیان کی گئی علامات کے تناظر میں مقامات مقدسہ اور مسلم اکثریتی ممالک میں مسلمانوں کو مہلک ہتھیاروں سے ختم کرنا شامل ہے۔

احادیث الفتن میں ظہور مہدی سے پہلے شام کے بارے میں یہ تصریح موجود ہے کہ سفیانی مغربی ممالک سے مسلمانوں کے خلاف تعاون مانگے گا،[1] جب کہ بعض دیگر احادیث میں یہ بھی وضاحت ہے کہ ظہور مہدی سے قبل کفری طاقتوں میں اختلافات ختم ہوں گی اور مسلمانوں کے خلاف جمع ہو کر جنگ لڑیں گے۔[2]

---

[1] واضح رہے اس روایت کے بارے میں یہ پیشن گوئی کعب احبارؒ نے تورات کے حوالے سے نقل کی ہے۔ حدثنا عبد القدوس، عن ابن عياش، عمن حدثه عن كعب، قال: «إذا رجع السفياني دعا إلى نفسه بجماعة أهل المغرب، فيجتمعون له ما لم يجتمعوا لأحد قط، لما سبق في علم الله تعالى، ثم يبعث بعثا من كوفة الأنبار كتاب الفتن، رقم: ۸۶۲، ۱۹۷۵، ج۱ص۲۹۵، ج۲ص۶۹۶۔

[2] حدثنا رشدين، عن ابن لهيعة، قال: حدثني أبو زرعة، عن ابن زرير، عن عمار بن ياسر، رضي الله عنه قال: «علامة المهدي إذا انساب عليكم الترك، ومات خليفتكم الذي يجمع الأموال، ويستخلف بعده ضعيف فيخلع بعد سنتين من بيعته۔ كتاب الفتن، رقم: ۹۶۳، ج۱ص۳۳۴۔

ظہورِ مہدی سے پہلے ہونے والے شامی جنگ میں پہلے ترک قوم (روس) آئے گی مغربی طاقتیں بعد میں آئیں گے ؟

ایک روایت میں یہ بھی وضاحت ہے کہ ظہور مہدی سے شام میں شروع ہونے والی جنگ میں سیاہ جھنڈوں کے خلاف پہلے باقاعدہ عسکری طاقت ترک قوم (جو آج کل روس شمار ہوتا ہے) وہ آئے گی اور سیاہ جھنڈوں والی فوج کے ساتھ اتنی سختی سے لڑے گا کہ انہیں اپنی سواریوں کے زین نکالنے بھی نہیں دے گا، اس کے بعد مغربی طاقتیں سیاہ جھنڈوں کے خلاف میدان میں آئیں گی۔[1]

شام کی موجودہ جنگ میں بھی سب سے پہلے روس نے دولۃالاسلامیہ اور دوسری سیاہ جھنڈوں یعنی القاعدۃ، جیش الاسلام اور جبہۃالنصرۃ کے خلاف عسکری لڑائی شروع کی، روس کے بعد پھر امریکہ اپنے اتحادیوں سمیت اس جنگ میں اتر آیا۔ اس صورت حال میں اگر غور کیا جائے، تو بظاہر ان قرائن سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ظہورِ مہدی سے پہلے شام میں ہونے والی جنگ یہی ہے۔ واللہ أعلم

ترک نسل سیاہ جھنڈوں کے خلاف آئے گی، تو مغرب والے بعد میں نکل آئیں۔ یعنی روس جب حملہ کرلے گا، تو امریکہ بعد میں حملہ کرے گا۔

---

[1] «إذا خرج الترك على أصحاب الرايات السود فقاتلوهم، لم تجف براذع دوابهم حتى يخرج أهل المغرب» کتاب الفتن، رقم: ۷۴۷، ج ۱ ص ۲۶۳۔

احادیثِ میں سفیانی طاقت سے عصر حاضر میں شیعہ اسٹیٹ مراد تو نہیں؟

ظہورِ مہدی سے پہلے شام، عراق، مصر اور جزیرۃ العرب میں خراب صورت حال کے بارے میں بیان ہونے والی احادیثِ مبارکہ کو عصرِ حاضر کے تناظر میں دیکھا جائے، تو یہی بات سامنے آتی ہے کہ دین کی محنت کرنے والوں کے خلاف جس طرح یہود اور مغربی طاقتیں بر سرِ پیکار ہیں، تو ایسے ہی ایران بھی خطے میں اپنی اجارہ داری قائم کرنے کے لیے اپنے مفادات کی خاطر جہاں کہیں بھی اسے فائدہ پہنچتا ہو، تو اس کے حاصل کرنے میں بلا امتیاز کاروائی کرتا ہے، اگرچہ اس کاروائی میں مسلمانوں کو شدید نقصان کیوں نہ پہنچے۔

اسی وجہ سے اگرچہ ایران، ظاہری طور پر اسرائیل اور امریکہ کی مخالفت میں سخت سے سخت بیانات دینے سے گریز نہیں کرتا، مگر عملی میدان میں اگر انقلابِ ایران کے پہلے دن سے دیکھا جائے، تو مسلمان حکومتوں کے خاتمے میں سر فہرست نظر آتا ہے۔

عراق پر امریکی حملے میں عراقی شیعوں نے امریکہ کی نہ صرف حمایت کی، بلکہ ایک ایک مسلح شخص کے خلاف کاروائی میں مدد کی، جب کہ صدام کو پھانسی کے تختے تک لانے میں جہاں صدام کی اپنی پالیساں اور دیگر عرب بادشاہوں کا عمل دخل تھا، ایسا ہی عملاً ایران کی بھی حمایت حاصل تھی، جب کہ صدام کے بعد عراق میں اہل السنۃ والجماعۃ کے خلاف شیعوں نے امریکہ کے ساتھ مل کر جو ظلم روا رکھا، وہ اہلِ نظر سے مخفی نہیں اور بعد میں عراق کے ٹکڑے کرنے میں کُرد باغیوں کا ساتھ بھی نبھایا اور دوسری جانب عراق کے اصل علاقوں پر شیعوں کے تسلط کو برقرار رکھا۔

افغانستان میں ۲۰۰۱ ءکے بعد امریکی حملے میں ایران نے باقاعدہ اپنی فوجوں کے ساتھ ملکر نہ صرف کاروائیوں میں حصہ لیا، بلکہ چُن چُن کر مسلح افراد کو ختم کرنے سے دریغ نہ کیا۔

اوراب شام ویمن میں باقاعدہ طورپر اعلانیہ ایران اور شیعہ ملیشیا کے مسلح گروپ حزب اللہ وغیرہ دنیا بھر سے آکر ایران اور عراق کے بعد شام، یمن، لیبیا اور بحرین میں بھی اہل السنۃ والجماعۃ کی عورتوں کی عصمت دری، بوڑھوں کی بے حرمتی اور بچوں اور جوانوں پر ہر طرح کے ظلم ڈھارہیں، جیسا کہ نعیم بن حماد کی ایک روایت میں اسی طرف اشارہ ہے کہ سفیانی شام کی لڑائی سے پہلے خراسان اور اہل فارس (ایران) سے مددگار اکٹھے کرے گا، مگر بنو تمیم کا ایک آدمی بیت المقدس اور گردو پیش عرب علاقوں میں امام مہدیؒ کی راہ ہموار کرے گا۔

اس تناظر میں اگر گذشتہ روایات کو دیکھا جائے اور اگران روایات سے عصر حاضر کی جنگیں مراد ہوں (واللہ اعلم) تو پھر سفیانی سے کیا مراد ہے؟اس بارے میں یہ جواب واضح ہے، کہ اس سے مقصد عرب ممالک کے شیعہ ہیں، جو ایران اور روس کی ظاہری اور اسرائیل وامریکہ کی خفیہ مدد سے مسلمانوں کا قتلِ عام کررہے ہیں۔

لیکن یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ شیعہ توامام مہدی کی اتباع کادعویٰ تو اہل السنۃ والجماعۃ سے زیادہ شیعہ کرتے ہیں اور ہر روز "سر من رائے" نامی غار کی طرف نکل کر امام مہدی کے خروج کے انتظار میں رہتے ہیں۔

تواس کا جواب یہ ہے کہ اہل السنۃ والجماعۃ کا متفقہ عقیدہ ظہورِ مہدی کے بارے میں یہ

ہے کہ وہ قریش کے بنو ہاشم میں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے خاندان سے ہو گا، مگر پہلے سے موجود نہیں، بلکہ قربِ قیامت میں اپنے ظہور سے پہلے عام انسانوں کی طرح پیدا ہو کر ان کے ہاتھ پر رکن اور مقامِ ابراہیم کے درمیان بیعت ہو گی۔ہاں البتہ یہ عقیدہ یہودیوں کے مسیحا جو دجال ہے،اس کے بارے میں صحیح ہے، جیسا کہ حضرت تمیم داریؓ کی حدیث میں مفصل منقول ہے۔

شاید یہی وجہ ہے کہ قربِ قیامت میں سفیانی کے لشکر میں پیش پیش رہنے والے بنو کلب (غالی شیعہ) کی افواج زیادہ ہوں گی، جو آج کل شام، تبوک اور عراق و ترکی کی سرحدات پر رہتے ہیں۔

لیکن یہ بات واضح رہے کہ معتدل شیعہ حضرات ان شاءاللہ امام مہدی کے فوج میں شامل ہو کر اہل السنۃ والجماعۃ کے ساتھ شانہ بشانہ لڑتے ہوئے رومی عیسائی طاقتوں اور یہودیوں کے مخالف ہوں گے۔

جب کہ احادیثِ الفتن کے سیاق وسباق معلوم ہوتا ہے کہ امام مہدی مسلمانوں کے متفقہ شخصیت کے طور پر متعارف ہوں گے اور ان کے بعد حضرت عیسی علیہ السلام مسلمانوں اور عیسائیوں کے امام ہوں گے۔

******

باب سوم: موجودہ عراقی حالات کا احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں ممکنہ تطبیقی جائزہ:

ظہورِ مہدی سے پہلے عجم کی جانب سے عراق کا محاصرہ:

عن أبي نضرة، قال: كنا عند جابر بن عبد الله فقال: يوشك أهل العراق أن لا يجبى إليهم قفيز ولا درهم، قلنا: من أين ذاك؟ قال: من قبل العجم، يمنعون ذاك، ثم قال: يوشك أهل الشأم أن لا يجبى إليهم دينار ولا مدي، قلنا: من أين ذاك؟ قال: من قبل الروم، ثم سكت هنية، ثم قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «يكون في آخر أمتي خليفة يحثي المال حثيا، لا يعده عددا» قال قلت لأبي نضرة وأبي العلاء: أتريان أنه عمر بن عبد العزيز فقالا: لا.[1]

ترجمہ: ابو نضرہ سے روایت ہے کہ ہم جابر بن عبداللہؓ کے ساتھ تھے، تو انہوں نے فرمایا: قریب ہے کہ اہل عراق پر یہ حالت آجائے گی کہ ان کے پاس قفیز مقدار گندم اور درہم مالیت نہیں آئے گی، تو ہم نے سوال کیا کہ یہ پابندی کس کی جانب سے ہو گی؟ تو جابرؓ نے جواب دیا کہ عجم کی جانب سے، وہ اس پر پابندی لگا کر تعاون روک دیں گے، پھر فرمایا: قریب ہے کہ اہل شام کے پاس بھی دینار کی مالیت اور مد کی مقدار خوراک نہیں آئے گی، ہم نے پوچھا: یہ کس کی جانب سے یہ پابندی ہو گی؟ تو جواب دیا کہ یہ

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة حتی یمر الرجل بقبر الرجل، ج۴ ص۲۲۳۴۔

پابندی روم یعنی اہل مغرب کی جانب سے ہو گی، پھر تھوڑی دیر خاموش ہوئے، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری آخری امت میں ایک خلیفہ آئے گا، جو مال کو مٹھی بھر بھر کے لوگوں میں تقسیم کرے گا اور شمار شمار کر نہیں دے گا، میں نے ابو نضرۃ اور ابو العلاء سے کہا: تم دونوں کی عمر بن عبد العزیزؒ کے بارے میں کیا رائے ہے، (کیا یہ وہ خلیفہ نہیں ہے؟ جو بغیر حساب کے لوگوں کو مال دیتا ہے) تو ان دونوں نے جواب دیا: نہیں، عمر بن عبد العزیزؒ (یہ اگرچہ اپنی جگہ اچھے اور نیک خلیفہ ہے، مگر)جابرؓ کی اس حدیث میں اس سے مراد وہ) نہیں ہے۔

تشریح: اس حدیث مبارک میں عراق اور شام کے بارے میں آنے والے "محاصرے اور حصار" کا تذکرہ کیا گیا ہے، اہل عراق سے کیے گئے اس محاصرے کے بارے میں ذیل کی تشریح میں متعلقہ وضاحت سے تطبیق واضح ہو جائے گی:

حدیث کی روشنی میں موجودہ عراقی صورت حال کا جائزہ:

عراق کے شہر تکریت میں پیدا ہونے والے عالم اسلام کی عظیم شخصیت صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرح یہ شہر کئی رجال کا حامل شمار کیا جاتا ہے۔

بغداد کے شمال میں "العوجہ" گاؤں کے ایک غریب گھرانے میں ۲۸ اپریل ۱۹۳۷ کو پیدا ہونے والے صدام حسین نے عراق کو ایک مضبوط نیوکلیئر طاقتور ملک کے طور پر متعارف کیا۔

علمی خدمات، مساجد کی تعمیر، بین المسالک ہم آہنگی اور دیگر اہم امور کی وجہ سے عالم اسلام کے ایک عظیم لیڈر کے طور پر جانے لگے، جب کہ بعث پارٹی نے فلسطین کے مسئلے پر عرب لیگ کے کئی محاذوں پر بہانگ دہل نہ صرف آواز بلند کی، بلکہ فلسطینی

مجاہدین کو شعب عربی کہہ کر اپنا بھائی کہا۔

اسرائیل اور امریکہ کو یہ بات پسند نہ تھی، بلکہ وہ اسرائیل کی حفاظت کے لیے ارد گرد کسی ملک کو مضبوط دیکھنا پسند نہیں کرتے تھے، جس کے لیے مغربی طرزِ حکمرانی کے دلدادہ سنی بادشاہِ ایران کے خلاف پہلے سے رافضی عوام کی تحریک کو مزید ہوا دے دی گئی اور عراق کی کمزوری کے لیے ایران میں انقلاب کے نام سے ۱۹۷۹ ء میں رافضی طرز حکمرانی کو مشرقِ وسطی پر مسلط کرنے کے لیے عراق کے رافضیوں کو بھی ایرانی انقلاب کی طرف حرمین شریفین پر قبضہ اور ایران کی اجارہ داری قائم کرنے کا منصوبہ بنایا گیا، جب عراقی صدر صدام حسین کو ہمسایہ ملک ایک ابھرتا ہوا شیعہ اسٹیٹ کے طور پر نظر آنے لگا جن کے عزائم سے وہ بخوبی واقف تھے کہ وہ مشرق وسطیٰ کے عرب بادشاہت کے خوشنما خواب دیکھ رہے ہیں اور اس کے عراقی شیعوں، کردوں کو قسما قسم طریقوں سے ابھار ابھار کر اندرونی ملکی معاملات میں مداخلت کرنے اور ایرانی انقلاب کے طرز پر عرب ممالک میں بھی نام نہاد اسلامی ایرانی شکل کی طرز حکمرانی اپنانے کی ترغیب دیے جانے لگے، تو بات چیت کے ذریعے معاملہ ختم کرنے کی کوشش کی گئی، مگر بعد میں ایران کی جانب سے حملے میں پہل کرنے کے نتیجے میں دفاعی حملہ کیا اور یوں ایران عراق جنگ کی شروعات ہونے لگی۔

مسلمان ممالک میں پاکستانی طرز کا ایٹمی سوچ اور فلسطینی مسلمانوں کا دل میں درد رکھنے والی الفتح فلسطینی تنظیم کا دست راست شمار ہونے لگا اور یہ بات ریکارڈ پر اب بھی موجود ہے کہ کعبہ اور بیت المقدس کی خاطر مغرب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے والا اس دور میں صدر صدام ہی تھا، ایران، عراق دس سالہ جنگ اپنے اختتام کو پہنچ گئی، جس میں

ایرانی انقلاب کو حرمین شریفین اور بیت المقدس سے روکا گیا، جس کے لیے عرب ممالک نے جنگ میں مدد کے وعدے بھی کیے اور اختتام کے بعد باقاعدہ تعاون کی یقین دہانی بھی کرائی گئی، تاہم جنگ کے خاتمے کے بعد عراق پر قرضوں کا بوجھ کئی گنا زیادہ تھااور اب کوئی ایک عرب ملک بھی تعاون کے لیے تیار نہیں تھا،اس قرضوں کو ختم کرنے کے لیے کویت کے بارڈر میں بنے ہوئے متنازعہ کنویں پر بات بگڑ گئی، جس کا حل عربی مسئلہ ہونے کی وجہ سے عرب لیگ کے اجلاسات میں ممکن تھا مگر امریکہ کو مشرق وسطی کی حفاظت کے لیے بلایا گیا۔

مشرق وسطی کو صدام کے نیوکلییر بارودی حملوں سے بچانے کے لیے آنے والے امریکہ نے ناجائز طور پر اقوام متحدہ اور اپنی ماہرین کی رپوٹوں کو مسترد کرتے ہوئے عراق پر چڑھائی کر کے صدام کی حکومت کو ختم کر دیا اور بعد میں خود ہی اس کا اقرار کیا کہ وہاں جراثیمی ہتھیار نہیں تھے اور یہ اطلاع غلط تھی۔

ذرائع کے مطابق صدام کو روس جانے کی دعوت مل بھی گئی، مگر اپنے دونوں بیٹوں عدی اور قصی کے ساتھ لڑتے ہوے اپنے بیٹوں کی شہادت اور آخر میں اپنی پھانسی کا پروانہ ہاتھ میں تھامے ہوئے قرآن بغل میں اور کلمہ زبان پر عید الاضحی کی صبح داعئ اجل کو لبیک کہہ دیا۔

انتقال سے قبل اگرچہ امریکی سفیر نے ملاقات کر کے پھانسی نہ کرنے کی ذمہ داری لے لی، اس شرط پر کہ ٹی وی پر آکر معافی مانگے اور عراقی موجودہ حکومت کو تسلیم کر کے مجاہدین اور اپنی افواج کو موجودہ عراقی حکومت اور مقتدی الصدر کی حمایت میں دستبردار ہونے کا اعلان کریں، مگر اندرونی ایمانی غیرت نے ایسا کرنے سے انکار پر

مجبور کر دیا، اعمال اور وقتی ظلم و ستم فسق وفجور میں رہنے کے باوجود کلامِ الٰہی کو سینے سے لگایا، ظاہری بدنامی اپنے سر تھوپ دی، مگر جابر و ظالم طاقت امریکہ اور وقتی مصلحت کے سامنے گھٹنے ٹیکنے والے حکمرانوں کے خلاف سر جھکانے سے انکار کرکے ابدی زندگی میں انعام پانے کے لیے ظاہری شرعی اصولوں میں مرتے دم کلمہ توحید کی صدا لگائی اور اس جہان فانی سے کوچ کے لیے سولی لیتے وقت بھی چہرہ پر ماسک پہننے سے انکار کرکے موت اپنی آنکھوں سے دیکھنے اور ملک الموت کی ملاقات میں سینہ تان کر جوانوں اور مجاہدین کی طرح ظاہری بدنامی گوارا کی، مگر حقیقی نیک نامی کے لیے گمنامی کی شہادت اور ظاہری لعنت کا پروانہ ہاتھوں وصول کرلیا۔

مگر تاریخ کے سنہرے لیکن چھپے، باہر اور سراسر غیر بادی، مضمر مگر غیر مستتر الفاظ کی طرح چھپے شیر کا کردار ادا کیا اور اس وقت حدیث رسول کا ظاہری نظر میں عین مصداق ٹھہر گیا:

"إن الله ليؤيد هذا الدين بالرجل الفاجر "یعنی کہ اللہ تعالی اس دین اسلام کی حمایت بسا اوقات ظاہری نظر میں ہیچ اور اس کام کے اہلیت نہ رکھنے والوں سے بھی اپنے دین کی تائید و نصرت لیا کرتے ہیں۔

اس کے لیے درس نظامی، باقاعدہ داڑھی، مروج سنت لباس، کسی دینی تحریک سے وابستگی یا یونی ورسٹی اور مدارس کی ڈگریاں یا پھر ان کی لازمی تایید وحمایت ضروری نہیں، کتنی ہی ایسی مثالیں ہماری تاریخ سے بطور شاہد ملتی ہیں جنہوں علوم وفنون میں خاطر خواہ کامیابی تو علمی سطح پر امت کو نہ دکھائی۔

مگر اپنے دیگر خصائلِ محمودہ سے وہ کار ہائے نمایاں انجام دیئے کہ ان کی نظیر ان لوگوں

میں ملنی مشکل ہے جو علوم وفنون کی مہارت اور شہرت وو قار کی فلک بوس چوٹیوں تک پرواز کر چکے تھے مگر وہ بنیادی کام اور اصل ہدف حاصل نہ کر پائے، جس سے تمام انسانوں کی زندگی میں واضح تبدیلی آسکتی ہو اور لوگ سنت اعمال اور علمائے دین کی محبت میں ان کی قیادت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو سکتے ہوں، یہ شخصیت ہمیں ملا محمد عمر کی صورت میں مل سکتی ہے، جنہوں نے انتہائی سادہ زندگی ایک کچے گھر میں گزاری، یتیمی کی عمر بیتی اور اس دوران مکمل درس نظامی بھی پڑھنے کی مہلت نہ ملی اور نہ ہی سیاسی اور عسکری علوم سے واقفیت کے لیے کالج وسکول کی راہ لی، بلکہ ان سے کافی نابلد نظر آتے تھے ایسے ہی منیجمنٹ اور تعلیمی تجربات سے بھی عام نظروں میں ناواقف معلوم ہوتے تھے۔

بایں ہمہ تصوف کے رموز اور علوم شریعہ کے تدقیقات اور غامض نکات سے ظاہری طور پر اُمی شخص نے وہ کامیابیاں پائیں، جن کے پیش کرنے سے عرب وعجم کے علماء کرام اور صوفیاء، شرق وغرب کے دانشور اور قانون دان عاجز رہے، ظاہری طور پر ان کمالات سے عاری اس درویش صفت انسان نے جو چوٹیاں سر کیں، ظاہری مطالعہ سے کسی اور میں کافی دقیق غور سے بھی نہ ملتیں، جس نے ساری دنیائے کفر اور کفر کے ساتھ مل کر اسلامی دنیا کے رہنما بھی ایک اجنبی غریب الدیار کی ترکِ مہمانی کا ادنٰی سا عذر کرنے اور صرف اپنے ملک سے بدر ہونے کا لفظ زبان پر لانے اور اس کے مقابلے سلطنت و بادشاہت آؤ بھگت، اور اسلامی خدمات کے لیے ملک وقوم اور نہ

جانے کون کون سے انعامات واعزازات سے نوازنے کے اپیل کی نہ صرف مسترد کیا، بلکہ اس کی مہمانی کے بدلے ساری دنیا کی دشمنی کے ساتھ اپنے بعض قومی رہنماؤں کی ضد وعناد کا بھی نشانہ بنے اور اس جنگی گردابِ عمیق اور نہ ختم ہونے والے بھنور کے کنارے اکیلے، مگر چند گنے چنے نہتے سرفروشوں کے ساتھ، ہر وار کا دیوانہ وار مقابلہ سینہ تان کر مگر عاجزی کے ساتھ، لیکن دلیری کا دامن ہاتھوں میں لیے ہمسایہ اسلامی اکثریت والے ممالک یا اسلامی اقلیت والی سلطنتوں کے اسلامی حقوق کو سو فیصد طور پر ادا کیا، اس دور میں ایسے دو عظیم اسلامی جرنیلوں اور سچے حکمرانوں کی مثال دینے سے خاموش ہے۔

شاید یہی وجہ ہے کہ کتبِ حدیث میں خراسان یعنی موجودہ افغانستان کا جن الفاظ میں تذکرہ کیا گیا ہے، شاید ہی کسی عجمی ملک کا اس طرح کیا گیا ہو، چنانچہ حضرت علیؓ سے روایات ہے، وہ فرماتے ہیں:

"ويحا للطالقان! فإن لله فيها كنوزا ليست من ذهب ولا من فضة ولكن بها رجال عرفوا الله حق معرفته وهم أنصار المهدي آخر الزمان" ترجمہ: کیا ہی افسوس ہے طالقان والوں کے لیے! یہاں اللہ تعالیٰ کے ایسے خزانے ہیں، جو سونے چاندی کے نہیں، بلکہ وہ ایسے لوگوں کے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی معرفت کا حق ادا کرتے ہیں، آخری زمانے میں یہی مہدی کے مددگار ہوں گے۔[1]

---

[1] کنزالعمال، رقم: ۳۹۶۷۵، ج۱۴ص۵۹۱۔ علامہ عبداللہ الغماری نے اس سند کو ضعیف کہا ہے۔

اور مزید یہ ارشاد فرمایا گیا کہ جب مہدی کے ظہور سے قبل عراق میں "خلیفہ یعنی لوگوں کی رائے سے اور ان کی مرضی کے مطابق منتخب شخص" کو بر سرعام قتل کیا جائے گا، تو اس کے بعد ایک ایسے شخص کو لایا جائے گا، چھوٹے قد والے داڑھی والے اس شخص کی داڑھی گھنی، بال سیاہ، اور ثنایا دانت چمکدار ہوں گے، لیکن اس دین سے نکلے ہوئے عراقی قائد اور اس کی قیادت کو قبول کرنے والے ان کے پیروکار کے لیے ہلاکت کی خبر ہے۔

اگر مذکورہ بالا صورت میں عراقی صدر صدام حسین اور اس کے بعد آنے والے شیعہ رہنما "مقتدی الصدر" کی شکل وصورت حدیث میں ذکر کردہ علامات کے ضمن میں دیکھی جائے، تو یہ بات ممکنہ طور پر معلوم ہوتی ہے کہ حدیث مبارک میں ذکر کی گئی نشانیاں اسی شخص کے بارے میں ہے، جس کے پیروکاروں کو دین سے نکل جانے والا ارشاد فرمایا گیا۔

صدام حسین کا قتل، مقتدی الصدر کا ظلم وستم اور ظہورِ مہدی:

فإذا قتل الخليفة بالعراق خرج عليهم رجل مربوع القامة كث اللحية اسود الشعر براق الثنايا فويل لأهل العراق من أتباعه المُرّاق، ثم يخرج المهدي منا أهل البيت، فيملأ الارض عدلاً كما مُلئت جوراً[1]

ترجمہ: جب عراق میں خلیفہ قتل کیا جائے گا، تو اس کے خلاف پست قامت، گھنی داڑھی، کالے بالوں، کھلے چمکدار دانتوں والا شخص نکلے گا، اہل عراق کے لیے اس

---

[1] عقد الدرر فی أخبار المنتظر، ص۱۱۵، حدیث: ۸۱"۔

شخص کے پیروکاروں کے لیے ہلاکت ہے، اس کے بعد اہل بیت میں سے ایک شخص مہدی ظاہر ہوگا، جو ظلم و جبر سے بھری ہوئی زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔

پہلی حدیث کی تشریح: حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں قیامت تک آنے والے تمام واقعات اور رونما ہونے والا حادثات کے بارے میں نام، شخص، صفات اور متعلقہ صورت حال سب کچھ تفصیل سے بیان کر دیا تھا، مگر چند ایک ہمیں یاد رہی اور باقی ہم بھول گئے۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ احادیث الفتن میں نبی کریم ﷺ نے آنے والے حالات کے بارے میں مسلمانوں کو تمام احوال سے باخبر فرمایا تھا، مگر دین سے بے رغبتی اور علمائے کرام کی خدمت میں حاضر نہ ہونے کی وجہ سے عوام اور علماء میں فاصلے بڑھ گئے، جس کی وجہ سے تکوینی طور پر مقرر شدہ امور کے بارے میں بروقت ہمیں نبی کریم ﷺ کی پیشن گوئیاں اور ان سے کماحقہ استفادہ کا موقع نہ مل سکا۔

احادیث مبارکہ کی روشنی میں داعش اور ان کے ظلم و ستم کا جائزہ:

حدیث نمبر:۲۔ عن علي بن أبي طالب، رضي الله عنه قال: «إذا رأيتم الرايات السود فالزموا الأرض فلا تحركوا أيديكم، ولا أرجلكم، ثم يظهر قوم ضعفاء لا يؤبه لهم، قلوبهم كزبر الحديد، هم أصحاب الدولة، لا يفون بعهد ولا ميثاق، يدعون إلى الحق وليسوا من أهله، أسماؤهم الكنى،

ونسبتهم القرى، وشعورهم مرخاة كشعور النساء، حتى يختلفوا فيما بينهم، ثم يؤتي الله الحق من يشاء»[1]

ترجمہ: علی بن ابی طالبؓ سے روایت ہے کہ جب مشرق سے سیاہ جھنڈے نکلتے دیکھو، تو ہاتھ، پاؤں کو حرکت نہ دو، بلکہ زمین پر ٹھہرے رہو، پھر ان کے بعد سخت دل لوہے کی طرح لوگ ظاہر ہوں گے جن کا کمزور ہونے کی وجہ سے ان کا اعتبار نہیں کیا جائے گا، یہی لوگ "اصحاب الدولۃ" ہوں گے، جو کسی عہد وپیمان کے پورا کرنے کی پابندی نہیں کریں گے، یہ لوگ حق کی طرف بلانے والے ہو کر خود اہل حق میں شامل نہیں ہوں گے، ان کی علامت یہ ہوگی کہ ان کے نام کنیت سے مرکب اور ان کے لقب دیہاتوں کی طرف منسوب ہوں گے، جب کہ ان کے بال عورتوں کے بالوں کی طرح آویزاں ہوں گے، یہ لوگ آپس میں اختلاف کر کے لڑیں گے، پھر ان کے بعد اللہ تعالیٰ جسے چاہے حق کے ساتھ کھڑا کر دیں گے۔

حدیث کی تشریح: اس حدیث مبارک میں قربِ قیامت سے متعلق دو باتیں کی گئی ہیں:

پہلی بات: سیاہ جھنڈوں کے ظہور کے وقت ہاتھ، پاؤں کو حرکت نہ دو، بلکہ زمین پر اپنے اپنے گھروں کو لازم پکڑو، کہیں باہر نہ نکلو، بلکہ اپنے علاقوں میں رہ کر اسلام کی سر بلندی کی کوشش کرتے رہو۔

دوسری بات: سیاہ جھنڈوں کے ظہور کے فوراً یا کچھ عرصہ بعد حق بات کی طرف دعوت دینے والے مگر خود ناحق بات پر تُلے ہوئے چند ایسے لوگ ظاہر ہوں گے، جو

---

[1] کتاب الفتن، نعیم بن حماد، رقم: ۵۷۳، ج۱ص۲۱۰۔

بظاہر کمزور اور ضعیف نظر آئیں گے، جس کی وجہ سے لوگ ان کی طرف توجہ نہ دے کر ان کو کسی خاص مجلس میں قابل ذکر شمار نہیں کریں گے، جس کی وجہ سے کہیں بھی ان کا تذکرہ نہ ہو گا۔

مگر ان سب کے باوجود اگر ان کی باتوں پر غور کیا جائے، تو یہ ظاہر ہو گا کہ اپنے آپ کو "اصحاب الدولۃ" کہیں گے۔ان کے افعال سے ایسا ظاہر ہو گا کہ گویا ان کے دل لوہے کی تختیوں کی طرح انتہائی سخت ہیں اور ان کے لمبے لمبے بال عورتوں کے بالوں کی طرح آویزاں ہو گے، ان کے قول و فعل میں ایفائے عہد کا عنصر نہیں ہو گا، بلکہ وعدہ خلاف گروہ کے طور پر جانے جائیں گا، ان کے نام لوگوں کے سامنے کنیت نما ہوں گے اور ان کے اسماء کے آخر میں لگے ہوئے القاب اپنے علاقوں اور ملکوں، شہروں اور گاؤں کی طرف منسوب ہوں گے۔

اسی طرح یہ لوگ آپس میں بات بات پر اختلاف کریں گے، جس کی وجہ سے ان کے مابین جھگڑے ظاہر ہو کر روئے زمین سے ان کی حکومت ختم ہو جائے گی، ان کے بعد اللہ تعالیٰ کسی اور طرف سے جسے چاہے اپنی طرف سے یہ معاملہ یعنی حکومت عطاء فرمائیں گے۔

داعش نامی تنظیم کی حیثیت حدیثِ مبارک کی روشنی میں:

تیسری بات: ان کی باتیں حق یعنی قرآن وحدیث کے نصوص سے مستفاد ہوں گی، لیکن معاہدوں کی خلاف ورزی اور دیگر معاملات میں صحت نہ ہونے کی وجہ سے خود اہل حق میں شمار نہیں ہوں گے۔

نعیم بن حمادؒ کی ایک روایت میں مشرق سے آنے والے سیاہ جھنڈوں کے قائدین کا لباس بختی اونٹوں کی مانند ڈھیلے کپڑے زیب تن کیے ہوں گے، جن کے بال لمبے، نام کنیتوں، جب کہ القاب وانساب شہروں کی طرف منسوب ہوں گے، دمشق شہر فتح کرنے کے بعد رحمتِ الٰہی ان سے تین گھڑی یا تین مختلف مواقع میں اٹھائی جائے گی۔[1]

جس کی وجہ شاید وہی ہو، کہ یہ لوگ حق بات کی طرف دعوت دینے کے باوجود اپنے امیر کے نافرمان، سخت دل اور معاہدوں کی خلاف ورزی کرنے والے ہوں گے، جب کہ مسند احمد کی ایک روایت میں مشرق سے اٹھنے والے سیاہ جھنڈوں کے حاملین کی منزل ایلیاء یعنی بیت المقدس قرار دیا ہے اور راستے میں کوئی بھی حائل انہیں نہیں روک سکے گا، اگرچہ وقتی طور پر ظاہری توقف آیا ہو۔[2]

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں عراق کے سیاہ جھنڈوں کا ظہور اور موجودہ حالات:

---

[1] الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۵۶۴، ج۱ ص۲۰۶۔

[2] اس روایت کو حضرت ابوہریرہؓ، سیدنا ثوبانؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور کعب الأحبارؒ سے متعدد طرق کے ساتھ مسند احمد، سنن ترمذی، المعجم الأوسط للطبرانی اور سنن ابن ماجہ میں روایت کیا گیا ہے، کثرتِ طرق اور متعدد صحابہ کرامؓ کی روایت نقل کرنے کی وجہ سے اگرچہ یہ تمام طرق کہیں نہ کہیں ضعیف ضرور ہیں، مگر تعدد کی وجہ سے ان کا ضعف حسن کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے، جب کہ یہ روایت احکام کے قبیل سے بھی نہیں، جس کی وجہ سے فتن اور فضائل میں حسن نہ ہونے کے باوجود بھی ضعیف روایت بھی مقبول ہوتا ہے۔ واللہ أعلم۔ دیکھئے: مسند احمد، رقم: ۸۷۷۶، ج۱۴ ص۳۸۴

سابق عراقی صدر صدام حسین اور اس کے بعد مقتدی الصدر سے متعلق حدیث میں ممکنہ وضاحت کے بعد اگر ہم دوسری حدیث پر نظر دوڑائیں، تو ہمیں حدیث مبارک میں ذکر کی جانے والی علامات مشرق یعنی افغانستان سے نکلے ہوئے القاعدہ کے تربیت یافتہ کالے سیاہ جھنڈوں کے حاملین کا لشکر نظر آتا ہے، جنہوں نے اپنے امیر کی خلاف ورزی کرتے ہوئے روئے زمین پر موجودہ اسلامی مملکت "امارات اسلامی افغانستان" سے الگ نیا نظام وضع کر کے خلافت کا اعلان کر دیا، جس کے طرف ابتداء میں دنیا نے ان کی کمزوری، ضعف اور وسائل و معیشت نہ ہونے کی وجہ سے توجہ نہ دی، جس کی پہلے منتخب امیر ابو مصعب الزرقاوی شمار ہوتے ہیں، ان کی وفات کے بعد ابو عمر والمجاہد اور ان کے بعد ابو حمزہ المہاجر پھر ابو بکر البغدادی سامنے آئے۔

دوسری حدیث مبارک میں سیاہ جھنڈوں کا ظہور اور ان کی علامات میں نام کی جگہ کنیت اور آخر میں علاقائی لقب کا استعمال مذکورہ بالا چاروں منتخب لوگوں پر صادق آتا ہے، جنہوں نے امیر اسامہ کی خلاف ورزی کی اور ایک نئی خلافت کا اعلان کیا تھا، جس کی طرف حدیث میں اشارہ کیا گیا کہ وہ عہد اور قول کے وفادار نہیں ہوں گے۔

واضح رہے کہ ایک حدیث مبارک میں خراسان سے نکلنے والے سیاہ جھنڈوں کا کوفہ اور عراق پہنچنا اور اس کے بعد آگے شام کی لڑائی میں پہنچنے کا تذکرۃ ملتا ہے، احادیث مبارکہ میں کی گئی پیشن گوئی آج کے دور میں بظاہر پوری ہوتی دکھائی دیتی ہے۔[1]

[1] الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۹۰۹، ج ا ص ۳۱۴۔

ابتداء میں عالمی سطح پر اور اسلامی ممالک میں ان کے معاملہ کو توجہ تو دی گئی مگر یہ توجہ عام سی تھی، کوئی خاطر خواہ تگ ودو نہیں کی گئی، اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کی کاروائیاں خفیہ ہوتی تھیں، مگر ان کا مکان ومقام معلوم ہوتا تھا، لیکن پوری طرح عدم واقفیت کی وجہ سے زیادہ قابل توجہ نہیں سمجھی گئیں، اس بات کی طرف حدیث مبارک میں "لا یوبہ لہ"[1] کہہ کر اشارہ کیا گیا۔

ان کے بال لمبے لمبے اور عورتوں کی طرح آویزاں رہنے کی بھی تصریح کی گئی، جب کہ عالمی معاہدوں کی خلاف ورزی میں لونڈیوں کا بازار لگانا اور قیدیوں کی خرید وفروخت کے علاوہ لوگوں کو ظلم کا نشانہ بنانے کا تذکرہ بھی اس حدیث مبارک میں آیا کہ یہ لوگ "لا یفون بعھد ولا میثاق" ہوں گے، جو عہد ومیثاق کی وفاداری نہ نبھائیں گے۔

قیدیوں اور عورتوں کے حقوق کی سخت خلاف ورزی کرتے ہوئے اموال کو نقصان پہنچائیں گے اور لوگوں کا کثیر تعداد میں ہوتے ہوئے کبھی کبھار قیدی کو برسرِ عام زندہ جلایا گیا اس کے علاوہ ظلم وبربریت کی انتہاء کرتے ہوئے بیک وقت سینکڑوں لوگوں کو اجتماعی طور پر قتل کیا، جس سے ان کی خونریزی سے محبت اور ان کے دلوں کی سختی واضح ہوتی ہے اور اسی کی حدیث مبارک میں تصریح کی گئی، چنانچہ فرمایا: "قلوبھم کزبر الحدید" یعنی ان کے افعال سے یہ ظاہر ہوگا کہ ان کے دل اتنے سخت ہیں جتنے لوہے کی تختیاں سخت ہوتی ہے۔

---

[1] جمہرۃ اللغۃ، ج ۲ ص ۱۰۲۹۔ تہذیب اللغۃ، ج ۶ و ۲۴۲۔ النہایۃ فی غریب الحدیث والأثر، ج ۱ ص ۱۸۔

حدیث مبارک میں ان کے اختلاف کا تذکرہ بھی موجود ہے کہ ان میں کسی بات پر اختلاف پیدا ہو جائے گا ایک اور روایت میں فرمایا کہ یہ اختلاف جنگوں کی صورت اختیار کرے گی۔

چنانچہ نعیم بن حمادؒ کی کتاب الفتن میں حدیث نمبر ۸۷۰ کے شروع میں فرمایا"بينما أصحاب الرايات السود يقتتلون فيما بينهم" یعنی سیاہ جھنڈوں کے حاملین کی آپس میں لڑائی ہوگی، جب کہ الفتن لنعیم بن حماد کے حدیث نمبر۵۶۷، میں اس اختلاف کی تفصیل یہ ذکر کی ہے"سيليكم بعدهم أصحاب الرايات السود، فيطول أمرهم ومدتهم حتى يبايع لغلامين منهم، فإذا أدركا اختلفوا فيما بينهم فيطول اختلافهم" اس روایت میں دو لڑکوں کی امارت پر جھگڑا اور ان کے درمیان اختلاف کا لمبا ہو کر طول پکڑنے کا تذکرہ ملتا ہے، جو ہمیں "دولۃ الاسلامیۃ" کی جبہۃ النصرۃ اور القاعدہ کی مخالفت کی صورت میں بظاہر نظر آتی ہے اس کے بعد امارات پر لڑائی طویل ہو گئی جب ان کی جماعت عراق سے تجاوز کرتے ہوئے شام کی حدود میں داخل ہو گئی اور شام و عراق میں جبہۃ النصرۃ اور الدولۃ الاسلامیہ کی آپس میں کبھی لڑائی اور کبھی عارضی صلح ہوتی رہی، اس دوران لڑائی میں روسی بربری نسل جمع ہو گئے، جس کے ساتھ لڑائی مزید سخت ہو گئی اور میدان جنگ میں مختلف دشمنوں کی وجہ سے ان بربر اور دیگر چیچن مجاہدین کا نام ونشان پہلے مٹ گیا اور الدولۃ الاسلامیہ کے لوگوں کی حکومت بعد میں ختم ہو گئی، اس کی طرف اشارہ اس روایت کے آخر میں ملتا ہے چنانچہ فرمایا:"ثم يقاتلون أصحاب الرايات السود حتى ينقطع أمرهم"۔

دوسری حدیث عراقی صورت حال کی ایک اور نشانی یہ بتلائی گئی کہ سیاہ جھنڈوں کے حاملین اپنے آپ کو "اصحاب الدولۃ" کہہ کر پکاریں گے، یہی صورت ہمیں داعش کی شکل میں نظر آئی کہ ان کے اکثر بیانات اور میڈیا پر ان کا تذکرہ "اصحاب الدولۃ" کہہ کر پکارا جاتا رہا۔

حدیث مبارکہ کے آخر میں فرمایا کہ ان کے بعد اللہ تعالی جسے چاہے اپنے احکام کی بجا آوری کے لیے لائیں گے۔

******

باب چہارم: احادیث مبارکہ کی روشنی میں ظہورِ مہدی سے پہلے وقوع پذیر حالات اور عصرِ حاضر کے تناظر میں ان حالات کا تطبیقی مطالعہ

یمن اور اہل یمن کے فضائل:

حضرت ابوہریرہؓ نے نبی کریم سے نقل فرمایا کہ تین بار یہ جملہ فرمایا ایمان یمنی ہے، حضرت ابن عمرؓ نے نبی کریم ﷺ کی یہ دعا نقل کی ہے، اے اللہ ہمارے شام میں برکت ڈال دے اور ہمارے یمن میں برکت عطا فرما۔[1] جبیر بن معطم کی سند سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس روئے زمین کے سب سے بہترین لوگ اہل یمن آئیں گے، گویا کہ وہ بادل کی طرح چھائے ہوئے ہوں گے،[2]

سیدنا ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ نبی کریم نے فرمایا کہ اہل یمن اخلاق کے اعتبار سے نرم لوگ ہیں۔[3] مذکورہ بالا فضائل کی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے شام کے حالات کی خرابی کے بعد یمن کا انتخاب فرمایا۔

یہ احادیث مبارکہ جہاں اہل یمن کی صداقت، ایمان داری اور حکمت پر دلالت کرتی ہے، وہیں آخر زمانوں میں ان کے ساتھ ملنے، دلوں میں ان کی محبت رکھنے، مال و جان سے ان کے ساتھ تعاون کرنے کے لیے یہ احادیثِ مبارکہ تنافس اور مقابلے کی ہمت دلاتی ہے، مگر افسوس صد افسوس کہ آج عرب ممالک ان اہل ایمان کو گذشتہ تین

---

[1] صحیح البخاری، باب خیر مال المسلم غنم یتبع بہا شغف الجبال، رقم: ۳۳۰۲، ج ۴ ص ۱۲۸۔

[2] مسندًا ابوداؤد الطیالسی، رقم: ۹۸۷، ج ۲ ص ۲۵۴۔

[3] مسند احمد، مسند ابوہریرہ، رقم: ۷۲۰۲، ج ۱۲ ص ۱۳۳۔

سالوں سے بموں اور مہلک ہتھیاروں سے ختم کرنے کے درپے ہیں، جب کہ انہی یمنی اہل ایمان جماعت کو مہدی آخرالزمان کے معاون، مددگار اور ان کا دست راست شمار کیا گیا ہے۔

موجودہ یمن کی جنگ اور ظہورِ مہدی احادیث مبارکہ کی روشنی میں:

پہلی حدیث: عن أنس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الأزد أزد الله في الأرض يريد الناس أن يضعوهم ويأبى الله إلا أن يرفعهم، وليأتين على الناس زمان يقول الرجل: يا ليت أبي كان أزديا يا ليت أمي كانت أزدية.[1]

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قبیلہ ٔ اُزد زمین پر اللہ تعالیٰ کے شیر ہیں، لوگ چاہتے ہیں کہ انہیں ذلیل ورسوا کریں، لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں عزت اور بلندی دینے کے علاوہ ہر بات سے انکار کیا ہے اور عنقریب لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا، کہ آدمی کہے گا اے کاش! میرا باپ اُزدی قبیلہ سے ہوتا، اے کاش میری ماں اُزدی قبیلہ سے ہوتی، (تو کتنا اچھا ہوتا)۔

تشریح: اس حدیث میں یمن کے قبیلہ ازد بن الغوث کی فضیلت بیان کی گئی، یہ قومِ سبأ کی ایک اہم شاخ شمار ہوتا ہے، اس حدیثِ مبارک میں اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی بہادر فوج، روئے زمین پر اللہ تعالیٰ مددگار گروہ، میدانِ کارزار میں نہ بھاگنے والے

---

[1] امام ترمذیؒ نے اس روایت کے دو طریق نقل کرکے مرفوع طریق کو غریب، جب کہ موقوف اسناد کو اصح کہا ہے۔ سنن الترمذی، باب فی فضل الیمن، رقم: ۳۹۳۷، ج۶ص۲۱۸۔

شیر دل، شجاع اور بہادر جماعت قرار دیا ہے، "أزد" اور "أسد" ایک معنٰی میں شمار ہوتے ہیں اس لیے "الأزد" کی تشریح "أزد" سے کر دی گئی اور "أزد اللہ" کہہ کر اہل یمن کی مزید شرافت بیان کی گئی۔ [1]

دوسری حدیث: عن عامر بن أبي عامر الأشعري، عن أبيه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: نعم الحي الأسد والأشعرون، لا يفرون في القتال، ولا يغلون، هم مني وأنا منهم. [2]

ترجمہ: عامر بن ابو عامر اشعریؒ اپنے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بہترین قبیلہ "اسد" اور اشعری ہے، جو نہ تو جنگ سے بھاگتے ہیں اور نہ ہی خیانت کرتے ہیں، وہ مجھ سے ہے اور میں ان سے ہوں۔

تشریح: اس حدیثِ مبارک میں یمن کے قبائل کی تعریف کی گئی، جن میں بہتر قبیلہ "اسد" اور "اشعری" ہے۔ قبیلہ "ازد" کا دوسرا نام "اسد" ہے، جیسا کہ اس حدیث میں وارد ہے۔

اس قبیلے کے اوصاف میں پہلا وصف یہ بیان کیا کہ میدانِ قتال سے نہیں بھاگتے، یعنی جب کفار کے ساتھ مقابلہ ہوتا ہے، تو اس دوران موت کی ڈر سے میدان نہیں چھوڑتے۔ دوسرا وصف یہ بیان کیا گیا کہ مالِ غنیمت جب ان کے ہاتھ

---

[1] مرقاۃ المفاتیح، باب مناقب قریش، رقم: ۵۹۹۱، ج۹ص۳۸۶۷۔

[2] امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو غریب کہا ہے۔ سنن الترمذی، باب فی ثقیف وبنی حنیفۃ، رقم: ۳۹۴۷، ج۶ص۲۲۵۔

میں آجائے، تو خیانت نہیں کرتے، بلکہ ہر آن امانت و دیانت کا معاملہ برتتے ہیں۔ تیسرا وصف یہ بیان کیا گیا کہ یہ قبیلہ مجھ سے ہیں یعنی اس قبیلے کے نیک لوگ میرے متبعین، میرے راستے پر چلنے والے اور میرے دوست ہیں۔[1]

عن عبد الله بن عمرو، رضي الله عنه يقول: «كيف أنتم يا معشر أهل اليمن إذا أخرجتكم مضر؟» قلنا: ويكون ذلك يا أبا محمد؟ قال: «نعم، والذي نفسي بيده وهم لكم ظالمون» ، فقال رجل من اليمن: {وسيعلم الذين ظلموا أي منقلب ينقلبون} [الشعراء: ٢٢٧]، قال عبد الله: «أما لو أدركت ذلك لكنت معكم»[2]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے، اہلِ یمن کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اے اہلِ یمن تمہارے کیا حال ہوگا، جب قبیلہ مضر کے لوگ تمہیں جزیرۃ العرب سے نکال لیں گے، ہم نے کہا: اے ابو محمد کیا ایسا ہوگا؟ تو حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے جواب دیا: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، ایسا ہوگا اور وہ (یعنی قبیلۂ مضر) تم اوپر ظلم کریں گے، اس دوران یمن کے ایک آدمی نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: (اور ظالم عنقریب جان لیں گے کہ کون سی جگہ لوٹ کر جاتے ہیں)، حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے فرمایا: اگر میں اس زمانے کو پاؤ، تو میں تمہارے اپنے قبیلے کے برعکس تمہارے ساتھ ہوں گا۔

---

[1] مرقاۃ المفاتیح، باب مناقب قریش وذکر القبائل، رقم: ۵۹۹۰، ج۹ ص ۳۸۶۶۔

[2] الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۱۱۹۵، ج۱ ص ۳۹۷۔

تشریح: اس روایتِ مبارکہ میں آئندہ قربِ قیامت کے دوران عرب کے مختلف قبائل جو قبیلہ مضر کے شاخ ہوں گے، وہ متفق ہو کر اہل یمن کے خلاف جنگ لڑیں گے، جس میں اہل یمن مظلوم اور دیگر قبائل ظالم ہوں گے اور آیتِ مبارکہ سے حضرت عبداللہ بن عمروؓ کے سامنے استیناس کر کے اہل یمن نے بتلادیا، کہ اس جنگ میں اہل یمن مظلوم اور کمزور ہونے کے باوجود کفار پر فتح پائیں گے، اسی وجہ سے صحابیٔ رسول ﷺ نے بھی ان کے ساتھ شریک ہونے کا فیصلہ کر دیا۔

حدیث: عن کعب، قال: «ما المهدي إلا من قريش، وما الخلافة إلا فيهم، غير أن له أصلا ونسبا في اليمن»

ترجمہ: حضرت کعب احبارؒ سے روایت ہے کہ مہدی علیہ الرضوان نسب کے اعتبار سے قریشی ہوگا اور خلافت انہی قریش میں ہی رہے گی، جب کہ نسل اور اصل کے لحاظ سے علاقائی طور پر یمن کا رہنے والا ہوگا۔[1]

تشریح: اس روایت میں حضرت کعب احبارؒ نے نبی کریم ﷺ کے خاندان اور حضرت فاطمہؓ کے اولاد حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے نسل سے آخری دور میں مسلمانوں کا ایک عظیم بادشاہ کا تذکرہ کیا ہے، جو قریشی نسب سے ہوگا اور یمن کے ایک شہر کی طرف اس کی نسبت ہوگی، ایک اور حدیثِ مبارک میں حضرات اَرطاۃؒ نے فرمایا کہ اس یمنی خلیفہ کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ روم اور قسطنطینہ کو فتح کریں گے، اسی کے دور میں دجال کا خروج ہوگا اور اسی کے زمانے میں عیسی بن مریم علیہ

---

1 الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۱۱۱۵، ج ۱ ص ۳۷۵۔

السلام کا آسمان سے نزول ہوگا، جب کہ انہی کے ہاتھوں حضرت ابوہریرہؓ کے ذکر کردہ غزوۃ الہند میں فتح ہوگا۔[1]

حدیث: عن أبي ذر أنه سمع رسول الله – صلى الله عليه وسلم – يقول: "إنه سيكون رجل من بني أمية بمصر يلي سلطانا، ثم يغلب على سلطانه –أو ينزع منه– فيفر إلى الروم، فيأتي بالروم إلى أهل الإسلام فتلك أول الملاحم"[2]

ترجمہ: حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، کہ بنو امیہ کا ایک آدمی کسی شہر میں بادشاہ ہوگا، اس کے نزدیک ملک والا بادشاہ اس کی حکومت پر غلبہ کرکے سلطنت اس سے چھین لے گا، بنوامیہ کا بادشاہ روم کے عیسائیوں کے پاس جاکر عیسائی افواج کو لائے گا، یہ مسلمانوں کی کفار کے ساتھ آخری عالمی جنگوں میں پہلی باقاعدہ جنگ ہوگی۔

تشریح: حضرت ابوذرؓ کی اس حدیثِ مبارک میں بنو امیہ کے ایک بادشاہ کے خلاف قریبی مسلمان ملک جنگ کرکے چھڑائی کرے گا، جس کے خلاف بنو امیہ کا بادشاہ روم کے عیسائیوں کے پاس جاکر ان کے افواج کو مسلمانوں کے خلاف لائے گا، نبی کریم ﷺ نے اس

---

1 الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۱۱۴۷، ۱۲۳۸، ج ۱ ص ۴۱۰، ج ۱ ص ۳۸۳۔

2 علامہ ہیثمیؒ نے ابوالنجم تابعی کو غیر معروف اور ابن لہیعہ کے ضعف کی وجہ سے اس روایت کو ضعیف کہا ہے۔ دیکھئے: مجمع الزوائد، رقم: ۱۲۱۴۱۴، ج ۷ ص ۳۱۸۔

بادشاہ کا یہ عمل اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہوگا، یعنی مسلمانوں کو اپنی باہمی اختلافات آپس میں حل کرنے چاہیے تھے، لیکن مسلمانوں کے خلاف غیر مسلموں کو مقابلے کے لیے لانا انتہائی رسوائی اور ذلت کا اقدام ہے، یہی وجہ ہے کہ آگے اس اقدام کو مسلمانوں کے خلاف قربِ قیامت میں لڑی جانے والی عالمی جنگوں میں یہ جنگ پہلی بڑی لڑائی (ملحمۃ الکبریٰ) کی ابتداء ہوگی۔

روایت: "عن كعب: على يدي ذلك اليماني تكون ملحمة عكا الصغرى، وذلك إذا ملك الخامس من آل هرقل""ثم يلي من بعده المضري العماني القحطاني، يسير بسيرة أخيه المهدي، وعلى يديه تفتح مدينة الروم " قال أبو عبد الله نعيم: يخرج من قرية يقال لها يكلى خلف صنعاء بمرحلة، أبوه قرشي، وأمه يمانية"[1]

ترجمہ: حضرت کعب احبارؒ سے روایت ہے کہ اس یمنی خلیفہ کی سرکردگی میں "عکا" کا معرکہ صغریٰ وقوع پذیر ہوگا اور اس کی ابتداء آل ہرقل کی نسل کے پانچویں بادشاہ کی سلطنت میں ہوگا، پھر اس کے یمنی قحطانی، قبیلہ مضر کا بادشاہ آئے گا، تو وہ اپنے پیش رو مہدی کی سیرت پر چلے گا اور روم کا شہر اس کے ہاتھوں فتح ہوگا۔ ابو

---

1 الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۱۱۳۷، ۱۴۲۳، ج ۲ ص ۵۰۴ ج ۱ ص ۳۸۰۔

عبداللہ نعیم کہتا ہے، یہ بادشاہ یکلی نامی شہر سے نکلے گا، جو صنعاء سے ایک مرحلہ فاصلے پر واقع ہوگا، اس کا باپ قرشی اور ماں یمنی ہوگی۔

تشریح: اس تناظر میں اگر دیکھے تو ٹرمپ کے صدارت کے بعد ایک ہفتے کے اندر یمن کے گاؤں "یکلیٰ" شہر پر حملہ کیا، چونکہ یہود اور فری میسن غیبی باتوں پر یقین رکھتے ہیں، اس وجہ سے "تورات" کی روایت کے مطابق روم کو فتح کرنے والا شخص "یکلیٰ" شہر میں مہدی کے بعد آنے والا آدمی ہوگا، اس لیے اب ٹرمپ نے "یکلیٰ" پر چڑھائی کردی، اس کے علاوہ اور کیا وجہ ہوسکتی ہے؟ کہ پوری دنیا میں یمن اور سارے یمن میں پھر "یکلیٰ" کا انتخاب صرف اسی طرف نشاندہی کرتی ہے

مذکورہ بالا احادیث مبارکہ کی روشنی میں یمن اور سعودی کی باہمی چپقلش کا تاریخی پس منظر اور تطبیقی مطالعہ:

یمن اور سعودی تعلقات کا تاریخی پس منظر اور حدیثِ مبارک کی روشنی میں اس کا جائزہ:

شریف مکہ کی گورنری اور پھر کعبہ پر بادشاہت کے بعد جب آلِ سعود کی اٹھنے والی طاقت کو سلطنتِ برطانیہ نے بھی تسلیم کیا اور حرمین شریفین کی تولیت آل سعود کے سپرد ہوئی، تو اپنی بادشاہت کی مزید تقویت کے لیے آل سعود نے سب سے پہلے اس وقت کے یمنی بادشاہ "امام یحیٰ حمید الدین المتوکل" کے ساتھ متعدد امور پر اتفاق رائے ہوئی، جن میں دونوں کی سلامتی اور داخلی امور میں عدمِ مداخلت بنیادی شرائط تھی، مگر روزِ اول سے سعودی حکام نے ان معاہدات کی نہ صرف خلاف ورزی کی، بلکہ ہر دور میں یمنی قبائل کو ابھار کر مستقل ریاست مانگنے اور یمنی سیاست

پر اپنی اثر ورسوخ برقرار رکھنے کی باقاعدہ کوششیں کرکے یمن کو عدمِ استحکام سے دو چار کردیا اور صرف اس پر اکتفاء نہیں کیا، بلکہ یمن کے کئی علاقوں پر کبھی رضامندی اور کبھی بالجبر سعودی حدود میں شامل کرکے سعودی حدود کو وسعت دے دی گئی۔ [1]

یمن کے شمالی علاقوں پر سعودی اثر ورسوخ کامیاب ہو گئی، جب کہ جنوبی یمن میں روسی اور مصری مداخلت سے مشہور "سعودی، یمن جنگ" (۲۶ ستمبر ۱۹۶۲ء تاایک دسمبر ۱۹۷۰) لڑی گئی، جس میں ایک طرف یمنی بادشاہت یعنی "مملکتِ متوکلیہ" اور دوسری طرف "جمہوریت کا علم بلند کرنے والی یمنی طاقتیں" آپس میں برسرِ پیکار تھیں۔ مملکتِ متوکلیہ کی پشت پناہی پندرہ ہزار یورپی افواج اور برطانیہ، امریکہ اور سعودی عرب کے علاوہ اردن، شاہِ ایران (دولتِ بہلویۃ فارسیہ) کے افواج کر رہے تھے، جب کہ دوسری طرف سے جمہوریت کے طرفدار جمال عبدالناصر کی ستر ہزار فوجوں کے ساتھ سویت یونین کی مکمل سپورٹ شامل تھی۔

مملکتِ متوکلیہ کے بادشاہ "امام محمد البدر حمید الدین" جمہوری انقلاب سے بھاگ کر سعودی عرب پہنچ گئے، جیسا کہ "حرکۃ الاصلاح" کی تحریک سے موجودہ یمنی صدر عبدالہادی المنصور بھاگ کر گذشتہ تین سال سے ریاض میں مقیم ہے۔

---

[1] مزید تفصیل کے لیے دیکھئے: sarah philips yemes, democracy)
(experiment in regional perspective, page: 99-100 بحوالہ
ویکیپیڈیا الحرۃ، العلاقات الیمنیۃ السعودیۃ۔

آٹھ سال، دو ماہ اور پانچ دن کے بعد یہ جنگ برطانوی اور سعودی افواج کی شکست کے ساتھ اپنے اختتام کو پہنچ گئی اور یمن میں جمہوری حکومت قائم ہو کر اس کے پہلے صدر "عبداللہ السلال" انقلابی لیڈر کے طور پر ایسے ہی سامنے آئے، جیسا کہ ۲۰۱۲ کی عرب بہار کے بعد علی عبداللہ صالح کی حکومت ختم ہو کر انقلاب شروع ہوا، تو مصر میں اخوان المسلمین کی طرح یمن میں حرکۃ الاصلاح کی انقلابی تحریک ہونے کی طرف گامزن تھی، جس کے نتیجے میں محمد مرسی کی حکومت کے نقشِ قدم پر یمن پر اسلام پسندوں کی حکومت قائم ہونی تھی، سعودی عرب نے مصر میں اخوان المسلمین کی حکومت کو گرانے کے بعد حرکۃ الاصلاح کو کمزور کرنے کے لیے "حوثی باغیوں" کو مدد فراہم کرنے شروع کی اور یوں حرکۃ الاصلاح کی تحریک کو کامیابی حاصل نہ ہوئی۔

مگر حوثی باغیوں نے حرکۃ الاصلاح کو کچل کر صدر عبدالہادی المنصور کی حکومت کو بھی جب لات دینے کا ارادہ کیا، تو سابقہ صدر علی عبداللہ صالح کے حامیوں نے اس میں حوثی باغیوں کا ساتھ نبھایا اور سعودی عرب کے ساتھ نرم گوشہ رکھنے والے صدر عبدالہادی المنصور کے خلاف ایران نے بھی حوثی باغیوں کو مزید مدد فراہم کرنا شروع کر دیا، جب کہ حوثی باغیوں کی اکثریت زیدی شیعوں کی ہے، جو پورے یمن کے تقریباً تین فیصد ہیں اور یوں حرکۃ الاصلاح سے نجات پا کر ایک اور بڑے خون خوار ازلی دشمن یعنی شیعوں سے مقابلہ کی ماحول ساز گار ہونے لگی۔

ان دونوں اسلامی بلاک کے نام سے دہشت گردی اور داعش کے خلاف جنگ کے لیے ریاض میں اسلامی ممالک کے فوج کا قیام عمل میں آیا اور ایک بار پھر سعودی

عرب نے ۲۶ ستمبر ۱۹۶۲ء کی شکست کو بھول کر دوبارہ " مارچ ۲۰۱۵ " میں یمن پر چڑھائی کی۔

ایک ہزار تیس (۱۰۳۰) دن ہو چکے ہیں، مگر نہ تو یمنی صدر عبدالہادی المنصور کو یمن جانے کی فرصت ملی اور نہ ہی دارالخلافہ "صنعاء" حوثیوں کے قبضہ سے چھڑا سکے، بلکہ اب تو آل سعود کے سابق آرمی سربراہ "فہد بن ترکی بن عبدالعزیز" کو جب شاہِ سلمان نے اپنے عہدے سے معزول کر دیا، تو وہ یمن بھاگ کر باقاعدہ یمنی حوثی باغیوں کی چیف کمانڈر کے طور پر خدمات سرانجام دے رہے ہیں،

جب کہ ایرانی اور روسی تعاون سے صرف گذشتہ ایک ماہ کے دوران بلیسٹک میزائل کے تقریبا ۳۰ حملے ہو چکے ہیں، اب باقاعدہ یمنی حوثی جنگ ڈرون تیار کر کے سعودی حکومت کے گرانے کی پالیساں بنا رہے ہیں۔

عالمی طاقتوں نے بھی سعودی عرب کی یمن پر چڑھائی کو ایک ناجائز اقدام قرار دیا، جس کی وجہ گذشتہ تین سالوں میں کئی لاعلاج امراض، وبائیں اور بھوک وافلاس کا عام ہونا ہے۔ عرب اتحاد کی روزانہ بمباری سے حوثی باغی کم نشانہ پر لگتے ہیں اور بچے، عورتیں اور عوام ان سے زیادہ مرتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ بہت سے عرب علمائے کرام نے روزِ اول سے اس حملے کی مخالفت کی ہے۔

موجودہ عرب ممالک کی اہل یمن پر بمباری کا حدیثِ مبارک کی روشنی میں مطالعہ:

گذشتہ احادیث مبارکہ میں حضرت عبداللہ بن عمروؓ کا اہلِ یمن سے خطاب کو انہیں مظلوم قرار دے کر قبیلۂ مضر کے ہاتھوں اپنے علاقوں سے جلاء وطنی کی پیشن

گوئی کی خبر دی، بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ پیشن گوئی حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے بذاتِ خود نبی کریم ﷺ سے سنی ہو گی، اسی وجہ سے اتنی وثوق کے ساتھ آپؓ نے اہل یمن کو یہ غیب کی خبر بیان کرکے آخر میں ان کے ساتھ اپنی شرکت کا بھی ارادہ ظاہر کیا، جب کہ مغیبات سے متعلق جو روایت صحابیٔ رسول نقل کرے، تو محدثین کے نزدیک وہ موقوف روایت بھی مرفوع شمار ہوتی ہے۔ واللہ اعلم

حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی اس پیشن گوئی کا عصرِ حاضر میں اگر سعودی ، یمن تعلقات اور عصرِ حاضر میں تمام عرب ممالک کا بلاک بنا کر اہلِ یمن پر دن رات بمباری کرنے کے بارے میں قبیلۂ مضر کی ظلم پر واضح دلالت کرتی ہے، جس کی تائید اقوام متحدہ اور مغربی ممالک کے اکثر جرائد واخبارات میں آئے روز سامنے آتی ہے۔

موجودہ صورتِ حال میں اہلِ یمن کی مظلومیت اور حدیثِ مبارک کی پیشن گوئی بظاہر اہل یمن کی کامیابی اور تمام عرب ممالک کی ناکامی کی طرف اشارہ کرتی ہے، یعنی ان مظلوموں کو بالآخر اللہ تعالیٰ اپنی غیبی نصرت اور تائید کے ساتھ فتح یاب کرائیں گے، جیسا کہ آئندہ سطور میں اس کی وضاحت تفصیل سے آجائے گی۔

سعودی عرب سے یمنی مہاجرین کی ہجرت کا احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں تطبیقی مطالعہ:

گذشتہ احادیثِ مبارکہ میں حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے اہل یمن کو خطاب کرتے ہوئے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ قبیلۂ مضر کے لوگ تمہیں اپنی زمینوں سے جلاء وطن کریں گے، اس حدیث کے تناظر میں سعودی عرب اور دیگر عرب ممالک

سے اہل یمن کو گذشتہ ۱۸۰ اسی سالوں میں کتنی بار ظلم و تشدد کے ساتھ ملک بدر کیا گیا اور ۹۰ء کی دہائی میں یہ جلاء وطنی زیادہ شدت اختیار کر گئی، جب کہ ۲۰۱۳ء میں اہلِ یمن کے ساتھ دیگر تمام عربوں کے مقابلے میں نہایت جانب داری کا برتاؤ کر کے جبر واستبداد کا نشانہ بنایا، ان حالات میں حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی یہ پیشن گوئی کی صداقت پر واضح ثبوت ہے، ذیل میں عرب ممالک سے اہلِ یمن کی ہجرت کی ملک بدری کا مختصر تاریخی جائزہ لینے سے مذکورہ بالا پیشن گوئی پائے ثبوت تک پہنچ جائے گی:

سلطنتِ عثمانیہ میں تمام عرب سلطنتیں خلافت کی ماتحت تھیں، اس وجہ سے موجودہ عرب ممالک اس زمانے میں ایک ملک کے متعدد شہروں کی طرح شمار ہوتے تھے، اس لیے دیگر شہروں کی طرح اہل یمن بھی پرانے ادوار کی طرح جزیرۃ العرب میں ہجرت کر کے آباد ہوتے تھے۔

سلطنتِ عثمانیہ کے کمزور ہوتے ہی طوائف الملوکی شروع ہوئی، تو انگریزوں کے غلبے سے بچنے کی خاطر ۱۹۱۸ء میں مملکت متوکلیہ کے نام سے یمن میں بادشاہت قائم ہوئی، اس لیے بہت یمنی عرب واپس آکر اپنے شہروں میں آباد ہوئے، سلطنت عثمانیہ کے سقوط کے بعد عرب میں متعدد حکومتیں قائم ہوئیں، اس کے لیے ہر حکومت نے مہاجرین کو ملک بدر کرنے کا سلسلہ شروع کیا، یہی طریقہ آلِ سعود نے بھی ۱۹۳۴ء میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی بادشاہت شریفِ مکہ سے چھین کر دیگر ممالک کے نقشِ قدم پر یمنی مہاجرین کو ملک بدر کرنا شروع کیا۔

۲۶ ستمبر ۱۹۶۲ء سعودی، یمن جنگ کے دوران یمنی مسلمانوں کو اس بار مزید بلادِ حرمین شریفین سے جلاء وطنی کا سامنا کرنا پڑا، مگر اہل یمن کی سعودی عرب سے سختی ظلم و ستم اور مال واسباب پر قبضہ کر کے جلاء وطنی نے ۱۹۹۰ء میں مزید قوت پکڑی، اس دوران دس لاکھ سے زائد یمنی مزدور کو ملک بدری کا سامنا کرنا پڑا، جب عراق نے کویت کی غداری کے بدلے ان سے "عراق، ایران" جنگ کے دوران طے شدہ معاہدے کے مطابق تیل کے کنویں دینے سے انکار پر کویت پر حملے کیا، جس کے جواب میں کویت کے بادشاہ" جابر الصباح" نے امریکہ جا کر امریکی فوج کو خلیج بلانے کی دعوت دے کر عراق کے خلاف پابندیوں کی قرار داد پیش کی، تو ساری دنیا کے ممالک نے عراق کے خلاف ووٹ دیا، جب کہ یمن کے سفیر نے کویت کے خلاف حملے کو صدام کی خلاف ورزی، مگر ساری دنیا کے پابندی کو ظلم قرار دیا، جس کے جواب میں کویت، متحدہ عرب امارات اور

سعودی عرب نے عراق کی چڑھتی طاقت کو لگام دینے کے ساتھ ساتھ عرب ممالک میں سب سے غریب ملک یمن کو مزید غربت میں دھکیلنے کے لیے یمن کے مزدور اور دیگر کام کرنے والے مہاجرین کو نہ صرف ملک بدر کیا، بلکہ ان کے کاروبار اور مال بھی مختلف قانونی پیچیدگیوں کا نذر کر دیا۔

تیسری بار سعودی عرب بادشاہ شاہ عبداللہ نے اپریل ۲۰۱۳ء میں مہاجرین کے لیے جدید قوانین متعارف کر کے اہل یمن کو مزید تنگی غربت میں پہنچادیا، کیونکہ اس بار مہاجر کے لیے اپنا نیا کاروبار اپنے نام میں مستقل طور پر متعارف کرانا غیر قانونی ہوگا، جس کی سزا کاروبار کی ضبط اور تحلیل کرنے کے علاوہ ملک بدر کی سزا کا سامنا

کرنا ہوگا، ہاں البتہ کفیل کے نام پر کاروبار شروع کرنے کی اجازت ہوگی، مگر کفیل جب چاہے بغیر عذر کے کاروبار سے مہاجر کو فارغ کر سکتا ہے۔[1]

اس کی دیگر وجوہات میں یہ وجہ بھی شمار ہوتی ہے کہ سعودی تیل کمپنی "آرامکو" نے یمن، سعودی بارڈر پر یمن کے حدود میں غیر قانونی تیل کے کنویں کھودنے پر احتجاج کے نتیجے میں شاہ عبداللہ نے یہ قوانین بنائے، تاکہ یمن کو مزید تنگ کیا جاسکے،[2] جب کہ یہ بات میں سعودی بادشاہوں کے بارے میں مشہور ہے، کہ انہیں اپنے والد شاہ عبدالعزیز آل سعود نے یہ وصیت کی تھی کہ اہل یمن کو ہمیشہ تنگی اور مصیبت میں رہنے دیا جائے اور وہاں کے لوگوں کو سیاسی اور معاشی طور پر کمزور کیا جائے، تب ہی سعودی بادشاہت کو دوام حاصل ہوگا، وگرنہ بصورتِ دیگر یمن کی معاشی اور سیاسی استحکام کے نتیجے میں سعودی عرب کی حکومت زوال پذیر ہونی شروع ہو جائے گی۔

عراق، کویت جنگ میں سعودی عرب کا کردار اور اس دوران اہل یمن پر ظلم وستم کا احادیث مبارکہ کی روشنی میں تحقیقی مطالعہ:

---

[1] مزید تفصیل کے لیے دیکھئے: موقع "مارب" قانون العمل الجديد اضافة الى معاناة المغتربين اليمنيين"۔ نیوز یمن الالکترونی، ۵اپریل ۲۰۱۳۔

[2] دیکھئے: بی بی سی، عربی، ۱۱اپریل ۲۰۱۳ء "غضب فی الیمن من ترحیل آلاف العمال من السعودیۃ بسبب قانون العمل الجدید"۔

عراق کی کویت پر چڑھائی کی سزا صرف صدر صدام اور اس کی کابینہ کو ملنی چاہیے تھی، مگر مغربی طاقتوں کے عجیب و غریب قوانین نے تمام بھر کے ممالک کو جمع کر کے تیرہ سال تک عراق پر اقتصادی پابندیاں لگا کر لاکھوں بچوں کو فاقوں سے ہلاک کر دیا، وہیں عراق کے خلاف ہونے والے ان مظالم کے خلاف آواز بلند کرنے والوں ممالک کے عوام کو بھی بھوک وافلاس کے دلدل میں دھکیل دیا، جس کا شکار عراق کے بعد یمن کے عوام سر فہرست ہیں، جنہوں نے عراقی عوام کے خلاف لگنے والی پابندیوں کے خلاف اقوام متحدہ میں ہونے والے اجلاس کے دوران عراق کے خلاف ووٹ نہ دینے پر تمام عرب ممالک بالخصوص کویت اور سعودی عرب نے یمنی مہاجرین اور اپنے مسلمان بھائیوں کو تو ظلم و تشدد کا نشانہ بنا کر ملک بدر کر دیا اور خلیج کے سمندروں اور سر زمینِ جزیرۃ العرب میں انگریزوں کو انتہائی عزت واستقبال کے ساتھ اپنی حفاظت کے لیے لا کر کھڑا کر دیا۔

امریکی افواج کے ایک سو پچاس عسکری جنگی اڈے عرب کی سر زمین پر غیر محدود مدت کے لیے حوالہ کر دیئے، جن میں دو لاکھ پچاس ہزار فوجی یہودی جنرل" شور تس" کی سربراہی میں ۲۶ اگست ۱۹۸۹ء کو داخل کر دیئے، جسے سابقہ امریکی صدر ریتشارد ٹیکسون (۱۹۷۲) نے عیسائی دنیا کی تاریخِ انسانی میں عظیم ترین فتح قرار دی۔

اسلامی تاریخ میں مسلمانوں کو کئی بار شکست کا سامنا کرنا پڑا، آپس کی خانہ جنگیوں، طوائف الملوکی، اسلامی خلافت کا سقوط وغیرہ کئی

کرب ناک مظالم مسلمانوں پر گزرے، مگر جزیرۃ العرب پر عیسائی افواج کو اتنی آسانی سے غلبہ دینا ابن العلقمی کی کاروائی سے زیادہ خطرناک تھا، جس نے بنو عباس کی خلافت کو تاتاریوں کے ہاتھوں ختم کر کے خلیفہ وقت کو بھی موت کی گھاٹ اتار دیا، لیکن اس بار صرف عیسائی نے جنگی معرکہ نہیں جیتا، بلکہ یہ معرکہ اپنے ہی مسلمان ملک یعنی عراق کے خلاف لا کر کھڑا کر دیا، جب کہ صدام نے صرف دھمکی دی تھی، اور روس نے تو سعودی عرب سے ہزار گنا کمزور ملک پر حملہ کر دیا، تو عرب مجاہدین کی کاروائیوں سے اللہ تعالیٰ نے روس کو نہ صرف شکست سے دوچار کر دیا، بلکہ سویت یونین کے بخرے کر دیئے، اس لیے اس بار عربوں نے انتہائی ذلت آمیز انداز میں عیسائیوں کو راستہ دیا۔

مگر اس سے زیادہ افسوس علمائے کرام کے ان فتاوی پر جنہوں نے اسے نہ صرف جائز، بلکہ اس کے لیے قرآن وحدیث، سیرت ومغازی کے مستدلات پیش کر کے اس اقدام کو پیغمبر اسلام ﷺ کا سنت قرار دیا (انا اللہ وانا الیہ راجعون)

ذیل میں ان علمائے کرام کے فتاویٰ ملاحظہ فرمایئے:

مملکتِ عربیہ سعودیہ کے سابق مفتی عبدالعزیز بن باز کا جزیرۃ العرب میں امریکی افواج کے بارے میں فتویٰ:

امن اور ضرورت کے حالات میں کفار سے دنیاوی معاملات میں مدد لینا جائز ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے خیبر کے یہود کے ساتھ بٹھائی کا معاملہ کیا، اگر کفار سے معاملہ نہ جائز تھا، تو پھر آپ زمینوں کا معاملہ بھی نہ کرتے۔ ایسے ہی جب حاکمِ

وقت کفار کے ساتھ صلح کر کے ان سے بعض مسائل میں امن لینا چاہے، تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

شیخ محمد بن صالح العثیمین کا امریکی افواج کے حق میں فتویٰ:

مسلمانوں اور کفار کے درمیان کسی بھی مشترک خاص مصلحت میں متفقہ طور پر لڑنا درست ہے، ہم اس صورت حال میں جانتے ہیں کہ وہ ہماری مصلحت کے لیے لڑ رہے ہیں، تو کیا اس وقت کفار سے مدد لینا جائز ہے؟

اس سوال کے جواب میں شیخ محمد بن صالح العثیمین نے فرمایا: ہاں، جب ان کے مزید شر سے ہم محفوظ ہو اور ہم اس موقع پر جنگی اعتبار سے ان کے محتاج ہو، تو ان سے مدد لینا جائز ہے، ہاں البتہ اگر ان کی ضرورت نہ ہو، تو بلا ضرورت ان سے مدد طلب کرنا درست نہیں۔

شیخ مقبل بن ہادی الوادعی کا امریکی افواج کے حق میں فتویٰ:

موجودہ صورتِ حال میں صدام حسین اگرچہ حقیقتاً امریکہ کا ہی آلہ کار ہے اور امریکہ کی جانب سے لگائی ہوئی جنگ کی چنگاری کا ایک حصہ ہے، لیکن اگر اس کا مقابلہ نہ کیا گیا اور حرمین شریفین پر اسے غلبہ مل گیا، تو ہمیں بعث پارٹی کا رعایا بنا دیں گے، اس طرح بعث پارٹی تمام اسلامی ممالک میں سر اٹھا کر چلے گی۔

جہاں تک امریکی صدر بش کا تعلق ہے، تو اللہ اسے رسوا کرے، (اس کا معاملہ امریکہ سے مختلف ہے) کیونکہ امریکہ آہستہ آہستہ وار کرتا ہے، اس وقت تک ممکن ہے کہ مسلمانوں کو وحدت مل جائے اور متفقہ تدبیر کے ذریعے ان کے شر سے محفوظ ہو جائے۔

شیخ ناصر الدین الألبانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا امریکی افواج کے خلاف فتویٰ:

امریکی افواج کا جزیرۃ العرب میں آنے کے بارے میں بعض علمائے کرام کے جواز والے فتاویٰ سے مجھے تعجب ہوتا ہے، کہ یہ کس طرح ان کے آنے کا دفاع کرتے ہیں، یہ عجیب وغریب فتوی ہیں، درحقیقت یہ ایک ایسا فتنہ ہے، جس کی سابقہ مثال امتِ مسلمہ میں کہیں نہیں ملتی، اس فتنے کا اثر ہر ہر گھر اور انسان کے دل میں داخل ہوا ہے۔ رومی عیسائیوں کی جانب سے ایسا پہلی بار ہوا کہ جزیرۃ العرب کو اپنے کنڑول میں کرکے تمام کے تمام مسلمانوں اور ان کے سارے وسائل پر قبضہ کر لیا، لیکن اس طرح کا سوچ عام لوگوں کا ہے، میرے خیال میں اگر جزیرۃ العرب کو صرف عسکری اعتبار سے کنڑول کرتا اور مسلمانوں کو ان کے مقابلے کا غم وفکر ہوتا، تو یہ بات محاصرہ بہتر ہوتا، مگر یہاں صورت حال یکسر برعکس ہے۔

ایسے ہی شیخ سفر الحوالی نے فرمایا:

روم کے ساتھ ملاحم قیامت تک جاری رہیں گے، مگر آخری ملاحم کی ابتداء یہی معلوم ہوتی ہے۔ جب کہ دشمن کے مقابلے میں ہم خود کیوں نہیں ڈٹ جاتے کہ ہم کفر کو کفر کے مقابلے میں بلاتے ہیں۔ اس حق گوئی کی پاداش میں انہیں جیل کی کوٹری میں جاناپڑا۔

اسی طرح شیخ سلمان العودۃ اور شیخ سعید بن زغیر پر ۲۵ سال قید کا حکم جاری ہوا۔ ایسے بہت سے اہل اللہ نے آواز حق بلند کرکے کفر کے مقابلے میں کھڑے ہو کر فاسق حکمرانوں کی اس فیصلے پر سخت ناراضگی اور کلمۃ حق عند سلطان جائر کی صدا لگائی۔

(gulf.war2@yahoo.com)

گذشتہ پس منظر کی روشنی میں احادیثِ مبارکہ کی ممکنہ غیر حتمی تطبیق:

بیسویں صدی کے آغاز سے ہی دوسرے مسلمانوں سے کئی زیادہ مصائب اہل یمن پر تکوینی طور پر ڈھائے گئے، روئے زمین پر جتنی سخت سے سخت سزائیں ممکن تھی، انہیں بروئے کار لایا گیا، جن میں جلاء وطنی، بھوک وافلاس، مار پیٹ کے ذریعے قتل، اہل وعیال کی بے عزتی اور گھروں وشہروں کی مسماری اور انہدام، نہ ختم ہونے والی جنگوں کا سامنا، طوائف الملوکی کے ذریعے تقسیم در تقسم، شہر شہر درندگی اور ظلم کا دور دورہ، فرقہ واریت کی وباؤں کے علاوہ، لاعلاج بیماریوں اور قحط سالیوں کا سامنا، جب کہ ان تمام مظالم کے علاوہ اپنے ہی پڑوسی اسلامی ممالک کے افواج کا مساجد، مراکز، مدارس اور شادی بیاہ کی تقریبات ہر بمباری کا نشانہ بننے والے عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور دیگر بے گناہ عوام کو ہلاک کرنا شامل ہے۔

روئے زمین پر تمام مذاہب ومسالک، رنگ ونسل اور سارے حقوق دانوں کے نزدیک ملکی سرزمین پر قبضہ کرنا ایک بہت بڑا ظلم ہے، جس کا سامنا اہل یمن کو برداشت کرنا پڑا، اہل یمن کے سرزمین پر سعودی حکومت سے بزور جبر قبضہ کرنا "عسیران، جازان اور نجران کے علاوہ طائف کو بھی اپنے زیرِ تسلط بنایا۔

دنیا میں افغانستان اور صومالیہ سے کمزور ملک یعنی "یمن" کے بارے میں صحیحین اور دیگر کتب حدیث کے فضائل اور آخری دور میں امام مہدی کے ہاتھوں ان کی تمام اسلامی دنیا پر قبضہ کرکے اپنے ظلم کا بدلہ نہ لے کر خود تو غربت کی زندگی گزارنا، مگر

دیگر تمام مسلمانوں میں بلا تفریق مال و دولت کو کثرت سے بغیر حساب و کتاب تقسیم کریں گے۔

شاید اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے چودہ سو انتالیس سال (۱۴۳۹) پہلے اپنے نبی محمد ﷺ کی زبانی اہل یمن کے عظیم فضائل بیان کیے اور ان پر ہونے والے مظالم، جلاء وطنی اور ملک بدری کو واضح انداز میں ذکر کیا۔ اور آخر زمانے میں اہل یمن ہی سے نبی کریم ﷺ کے نسل میں محمد بن عبداللہ المہدی کے تشریف لانے کی پیشن گوئی تقریباً پچاس سے زائد صحیح، ضعیف اور حسن روایات میں بیان کی گئی۔

جب کہ امام مہدی کے دور میں روئے زمین کے تمام مسلمانوں کا اہل یمن کے بارے میں رشک کرنا کہ کاش میری نسل یمنی ہوتی، کیونکہ تمام وزارتیں اور فوج کے اہم عہدے اہل یمن ہی کے پاس ہوں گے۔

1195 - حدثنا ابن وهب، عن ابن لهيعة، عن أبي قبيل، عن رجل، منهم سمع عبد الله بن عمرو، رضي الله عنه يقول: «كيف أنتم يا معشر أهل [ص:398] اليمن إذا أخرجتكم مضر؟» قلنا: ويكون ذلك يا أبا محمد؟ قال: «نعم، والذي نفسي بيده وهم لكم ظالمون» ، فقال رجل من اليمن: {وسيعلم الذين ظلموا أي منقلب ينقلبون} [الشعراء: 227] ، قال عبد الله: «أما لو أدركت ذلك لكنت معكم» الفتن ،397ص

1183 - حدثنا بقية، وعبد القدوس، عن صفوان بن عمرو، قال [ص:394]: حدثني رجل من شعبان قال: جلس عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنهما في مسجد دمشق ليس فيهم إلا أهل اليمن، فقال: «يا أهل اليمن،» كيف أنتم إذا أخرجناكم من الشام واستأثرنا بها عليكم؟ " قالوا: أويكون ذلك؟ قال: «نعم، ورب الكعبة» ، فقال: «ما لكم لا تكلمون؟» فقال بعض القوم: أفنحن أظلم فيه أم أنتم؟ قال: «بل نحن» ، فقال اليماني: الحمد لله، {وسيعلم الذين ظلموا أي منقلب ينقلبون} [الشعراء: 227]

السنن الكبرى للبيهقي، ج1ص 393

1185 - قال قال الوليد: «يلي المهدي فيظهر عدله، ثم يموت، ثم يلي بعده من أهل بيته من يعدل، ثم يلي منهم من يجور ويسيء،

حتى ينتهي إلى رجل منهم، فيجلي اليمن إلى اليمن، ثم يسيرون إليه فيقتلونه ويولون عليهم رجلا من قريش يقال له محمد» ، وقال بعض العلماء: إنه من اليمن على يد ذلك اليماني تكون الملاحم

1234 - حدثنا الحكم بن نافع، عن جراح، عن أرطاة، قال: «بعد المهدي رجل من قحطان مثقوب الأذنين، على سيرة المهدي، حياته عشرون سنة، ثم يموت قتلا بالسلاح، ثم يخرج رجل من أهل بيت أحمد صلى الله عليه وسلم حسن السيرة، يفتح مدينة قيصر، وهو آخر ملك أو أمير من أمة أحمد صلى الله عليه وسلم، ويخرج في زمانه الدجال، وينزل في زمانه عيسى عليه السلام»

الفتن، ج1ص408.

خاتمہ: فتنہ کے اوقات اور مسلمانوں کے لیے کرنے کے کام:

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے شریعتِ مطہرہ پر عمل کرنے کی صورت میں کامیابی مضمر رکھی ہے، اگر زمین کے ایک کونے میں کہیں فساد شروع ہو جائے، جس کی وجہ سے مسلمانوں کو دین پر عمل کرنے میں دشواری ہو، تو اس وقت قرآن مجید کا حکم یہی ہے، کہ مسلمانوں کو امن کی زمین تلاش کر کے حفاظت کے ساتھ دین کی پیروی کر کے زندگی گزارنی ضروری ہے، تاکہ اعمالِ صالحہ کے ساتھ دنیا سے رخصتی نصیب ہو جائے، یہی وجہ ہے کہ کافر اور فجار فرشتے روح قبض کرتے وقت

جب ان سے کفر و گناہوں کی وجہ پوچھیں گے، تو وہ کمزوری کا بہانہ کر کے جب گلو خلاصی کریں گے، تو فرشتے انہیں جواب دیں گے" (قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا)[1] کیا اللہ تعالیٰ کی زمین کشادہ نہیں تھی، کہ تم وہاں جا کر ہجرت کر کے اسلام کے دائرہ میں رہ کر اعمالِ صالحہ کرتے؟ اس وقت ان گناہگاروں کے پاس کوئی عذر نہیں ہو گا۔

فتنہ اور سختی کے ان حالات میں قرآنی رہنمائی اور سیرتِ مبارکہ کی روشنی میں مسلمانوں کو ہجرت کا حکم دیا گیا ہے، جب کہ قربِ قیامت کے فتنوں کے وقت اہلِ ایمان کو امن کے مقامات کی نشاندہی کی گئی ہے، ان احادیثِ مبارکہ میں شام کی سر زمین کو ارضِ انبیاء قرآنِ مجید کی ارضِ مقدسہ کی تفسیر، میدانِ حشر کا علاقہ، امام مہدی

---

[1] سورۃ النساء: ۹۷۔

علیہ الرضوان کی سرپرستی میں مسلمانوں کا ہیڈ کوارٹر دمشق کا شہر غوطہ کو قرار دیا گیا ہے۔

شام کے فضائل:

عبداللہ بن حوالہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب معاملہ اس حد تک پیچیدہ ہو جائے گا کہ مسلمانوں کا مسلح لشکر مختلف مقامات میں ہوں گے، جن میں ایک لشکر شام میں ہو گا، ایک یمن میں اور ایک عراق میں، ابن حوالہؓ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ اگر میں اس زمانے کو پالوں، تو میرے لیے ان میں سے ایک لشکر آپ ﷺ منتخب فرمالیجیے، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس زمانے میں شام کی سرزمین کی طرف جاؤ، کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جن کو پسند کرتے ہیں، تو ان کا انتخاب سرزمینِ شام کے لیے کر دیتے ہیں اور اگر حالات کی سختی یا دوسرے موانع کی وجہ سے وہاں نہ جاؤ، تو پھر یمن کی زمین میں جا کر وہاں کے چشموں اور حوضوں سے پانی پیا کرو، مگر اللہ تعالیٰ نے میرے لیے شام کی ضمانت لی ہے۔[1] جب کہ ایک دوسری حدیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خبردار! یقیناً فتنوں کے وقت ایمان شام میں ہو گا،[2] ایک اور موقوف روایت میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا

---

[1] سنن ابی داؤد، باب فی سکنی الشام، رقم: ۲۴۸۳، ج۳ص ۴۔

[2] فضائل الصحابہ للامام أحمد، فضائل قوم شتی من اہل الشام، رقم: ۱۷۱۶، ج۲ص ۹۰۰۔

دس حصے خیر میں نو۹ حصے شام میں ہیں، جب کہ ایک حصہ یہاں پر ہے اور شر میں دس حصوں میں ایک حصہ شام میں ہے اور نو۹ حصے یہاں ہیں۔[1]

معاویہ بن قرۃ اپنے باپ اور وہ اپنے داد سے نبی کریم ﷺ کا یہ حدیث نقل کرتے ہیں کہ جب اہل شام میں خرابی آجائے، تو پھر تم مسلمانوں میں کہیں کا خیر نہیں ہو گا،[2] جب کہ حضرت ابوہریرۃؓ نے فرمایا کہ اہل شام کو گالی نہ دو، کیونکہ یہ آگے کا لشکر ہے،[3] جب کہ صفین کے موقع پر سیدنا علیؓ نے فرمایا کہ اہل شام کو گالی نہ دو یہاں یقیناایک کثیر تعداد میں ابدال ہیں۔[4]

احادیث مبارکہ میں اہل شام کے ان فضائل کی وجہ سے کامل الایمان مسلمانوں کو وہاں رہنے کا حکم دیا گیا ہے، اب ہر شخص یہ کہے گا کہ موجودہ صورت حال میں تو وہاں کے لوگ شام چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں، تو اب ہمیں وہاں جانے کی کیا پڑی ہے؟

احادیثِ مبارکہ کے تناظر میں اگر موجودہ شامی صورت حال کو دیکھا جائے، تو ان احادیث کو مفہوم مزید واضح ہو جاتا ہے کہ دنیا کے کونے کونے میں ہر اس مومن یا اس کے نسل کو امام مہدی کی صحبت نصیب ہو سکے گی، جو شام کے مظلوم اور اولیاء اللہ مسلمانوں کے ساتھ جانی اور مالی تعاون کر کے اپنے آپ کو مہدی کے لشکر میں شامل ہونے کا اہل بنائے، موجودہ زمانے میں پوری دنیا کا کفر چاہے یورپ ہو، یا روس، اسلامی

---

[1] فضائل الصحابہ، رقم: ۱۷۰۹، ج۲ص۸۹۸۔
[2] سنن الترمذی، باب ماجاء فی الشام، رقم: ۲۱۹۲، ج۴ص۵۵۔
[3] فضائل الصحابہ، رقم: ۱۷۲۳، ج۲ص۹۰۴۔
[4] فضائل الصحابہ، رقم: ۱۷۲۶، ج۲ص۹۰۵۔

حکومتیں ہوں یا پھر شیعہ ملیشائیں سب کے سب مل گئے اور متفقہ طور پر اپنے مفادات کے لیے لڑ کر مسلمانوں کا کشت وخون کر رہے ہیں۔

چونکہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک لوگوں پر ہر دور میں سخت مصائب لا کر انہیں ثابت قدمی عطا فرما کر ان کے مراتب دنیوی اور اخروی میں ترقیاں عطا فرما دیتے ہیں، شاید اس لیے آخری زمانے میں دین پر استقامت کرنے والوں میں زیادہ ذکر اہل شام کا آتا ہے اور یہی وجہ تھی کہ سینکڑوں سال پہلے لسانِ صادق ﷺ سے ان کے فضائل بیان فرمائے گئے۔

مکہ اور مدینہ کے فضائل:

کثیر روایات میں امام مہدی کے ساتھ بیعت کرنے والے اور ان کے لشکر میں شرکت کرنے والوں کو بدریین کے مراتب کی خوشخبری دی گئی، جب کہ ایک روایت میں "خیار اهل الارض" کہہ کر یاد کیا۔ اسی طرح جیسے ہجرت سے پہلے جہاد اور نصرت کرنے والوں کی فضیلت ہجرت کے بعد جہاد اور نصرت کرنے والوں تک نہیں پہنچ سکتی، ایسے ہی امام مہدی کے ساتھ بیعت کر کے ان کی حمایت میں لڑنے والوں کا مرتبہ گھروں میں بیٹھ کر یا دوسری دینی کاموں میں شرکت کر کے بعد میں شریک ہونے سابقین اولین کے مراتب نہیں پا سکتے، اس لیے اسی اہمیت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اس عظیم قافلے کے لیے تیاری کے ساتھ ساتھ دعاؤں کا اہتمام بہت ضروری ہے۔

فتنے کے ایام میں گھروں میں محبوس ہونے کے فضائل:

متعدد روایات میں اہل فضیلت والوں کے ساتھ شریک نہ ہونے والوں اور عذر یا مجبوری میں مبتلا افراد کے لیے دینی امور کے ساتھ ساتھ فتنہ کے مقامات سے دور رہنے کی تاکید

آئی ہے، اسی طرح ظہورِ مہدی سے پہلے کم از کم ہر شخص اپنے طور پر علمائے کرام اور صلحاء کی صحبت اختیار کریں اور اس کے علاوہ اپنے گھر میں رہ کر اعمالِ صالحہ میں مشغول ہوتے ہوئے ذکر اور تلاوتِ قرآن کے موانع یعنی موبائیل اور دیگر آلاتِ لہو سے کنارہ کشی کر کے یادِ الٰہی میں اپنا وقت صرف کریں۔

فتنے کے دور میں پہاڑوں کے فضائل:

فتنوں کے اوقات میں جہاں احادیث مبارکہ میں مقاماتِ فضیلت کی نشاندہی کی گئی ہے، ایسے ہی فتنوں سے بچنے کے لیے ان مراتبِ فوقیت کو نہ پانے والوں کے لیے بھی ہدایات تجویز فرمائی گئی ہیں، جس کے بارے میں بہت ساری روایات میں فتنے کے ایام میں شہری علاقوں سے دور پہاڑوں کے دامن میں رہتے ہوئے بکری کو دودھ وغیرہ پر اکتفاء کے بارے میں بھی فضیلت آئی ہے۔

کیا امام مہدیؒ کو اپنے بارے میں مہدی ہونے کا علم ہو گا؟

ا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختمِ نبوت کے بعد وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے، تاہم حدیث کی رو سے کچھ مبشرات باقی ہیں، ایسے ہی اہل السنۃ والجماعۃ کا اس بات پر اجماع ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والتسلیمات کے علاوہ تمام انسان نہ تو معصوم ہے اور نہ ہی گناہ سے مبرا، ہاں البتہ بعض حضرات محفوظ ہو سکتے ہیں جیسا کہ حضرات صحابہ کرامؓ۔

۲۔ وحی کے علاوہ الہام اور کشف و کرامت سے جو باتیں ثابت ہو جائیں، ان کی وجہ سے کوئی حکم اپنے لیے بھی نہ تو واجب ہو سکتا ہے اور نہ سنت، جب کہ دوسروں کے لیے تو بطریقہ اَولیٰ واجب یا لازم کا درجہ نہیں لے سکتا۔ اور اپنی ذات کے لیے بھی مباح کے درجے میں اس وقت ہو سکتا ہے، جب دوسرے لوگوں پر اس کا اثر نہ ہوں اور نہ ہی

شریعت کے دوسرے امور کے مخالف ہوں، ایسی صورت میں یہ رؤیائے صالحہ، کشف، الہام یا کرامت دلیل نہیں، بلکہ علمائے امت نے اس کی سخت تردید فرمائی ہے۔

۳۔ جیسے اللہ تعالیٰ کے سوا قیامت کے بارے میں کسی کو نہیں بتایا، ایسے ہی علاماتِ قیامت بھی چونکہ غیبی امور سے تعلق رکھتا ہے، اس وجہ سے اس بارے میں یقینی طور پر یہ کہنا کہ یہی وہ علامت ہے، جو حدیث بھی بتائی گئی ہے، ذرا مشکل کام ہے، جب کہ ظہورِ مہدی بھی علاماتِ قیامت میں سے ایک اہم علامت ہے۔

مذکورہ بالا ان تمہیدی امور کے جاننے کے بعد یہ بات بھی ثابت شدہ ہے کہ امام مہدی ایک نیک صالح، متقی پرہیزگار، اہل علم، سید، مسلمانوں کی مظلومیت پر متفکر آدمی ہوگا، تو اگرچہ صاحبِ کشف کیوں نہ ہو، علاماتِ مہدی سے باخبر اور اپنے بارے میں مذکورہ تمام نشانیاں مکمل طور پر پایا ہوا شخص بھی ہو، لیکن کشف، الہام اور رؤیائے صالحہ کے طور پر بتائے ہوئے علامات کی روشنی میں تقویٰ کی وجہ سے اپنے آپ کو اس کا اہل نہیں پائے گا، لیکن تحقیقی طور پر امام مہدیؒ کی طرح متقی اور اہلِ علم شخصیت سے یہ بات بعید معلوم ہوتی ہے کہ وہ ان مبشرات، کشف والہام اور رؤیائے صالحہ کو دلیل بنا کر یہ گمان نہیں کرے، کہ وہ امام مہدی ہی ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ وہ بیعت سے پہلے اپنے مدد و نصرت کی تاکید کر کے اپنے آپ کے مہدی ہونے کی صراحتاً نفی کرے گا اور بیعت کے بعد بھی وہ انتہائی درجے کی تقویٰ کی وجہ سے اپنی آپ کو لوگوں کا امیر ہونے کو ناپسند کرے گا۔

تاہم یہ بات واضح رہے کہ امام مہدی کو اپنے مہدی ہونے کا علم تحقیقی طور پر نہ ہونے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اسے کم غیر تحقیقی مثلاً تقدیری طور پر کم از کم یہ بات بھی معلوم ہو، کہ اس میں امام مہدی کے لیے مطلوبہ صفات موجود ہیں، کیونکہ احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں جب ان تمام باتوں سے علمائے کرام اور اس زمانے میں مخالفِ مہدی لشکر کے آفیسر اور اعلیٰ حکام کو بھی معلوم ہوگا، تو انہیں کیسے معلوم نہیں ہوگا۔ لیکن بیعت مکمل ہونے سے پہلے محض اپنے آپ میں ان مطلوبہ اوصاف مثلاً سید، اپنا نام والد کا نام یمن کا رہائشی، مدینہ کی پیدائش، بیت المقدس کا سفر اور بیت اللہ کی پناہ وغیرہ دیگر اہم امور کے بارے میں کافی معلومات ہوں گی، لیکن حتمی طور پر ان ظنی معلومات کی بناء پر یقینی اور حتمی خلافت کا دعویٰ کر کے اپنے آپ کو مستحق گردانناہی غیر حقیقی مہدی کی علامت بتائی گئی ہے، شاید اس وجہ سے معلومات کے باوجود اپنی ذات میں صفات پاتے ہوئے بھی خود کو اہل، تجویز نہ کرنا تکوینی معاملہ ہو، یہی وجہ ہے کہ حدیث میں شاید اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا، "یصلحہ اللہ فی لیلۃ" یعنی جنگی معاملات اور حکومتی امور سے متعلق تمام باتیں اور رفع درجات الہام فرمائیں گے۔ واللہ اعلم بالصواب

ظہورِ مہدی سے متعلق عام لوگوں کے ذہنوں میں چند ابھرتے سوالات:

ا۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی اخروی کامیابی دنیاوی زندگی میں نیک اعمال پر موقوف کررکھی ہے اور غیب کی باتوں مثلاً موت کا علم اور قیامت سے متعلقہ چھپی باتیں نہ تو ظاہری اسباب پر مکمل طور پر مبنی کررکھی ہے اور نہ قیامت کے بارے میں کسی کو پوری طرح علم ہے، ہاں البتہ کچھ نشانیاں بتائی گئی ہیں، جن میں ایک ظہورِ مہدی بھی ہے، جب کہ ظہورِ مہدی سے پہلے رونما ہونے والے علامات کتبِ حدیث میں منتشر طور پر جگہ جگہ موجود ہیں، مگر وقتی حالات اور موجودہ زمانے کے نشیب وفراز کے مطابق ان کا مطالعہ کرکے آخرت کی تیاری اور نیک لوگوں کی صحبت ملنے کی خاطر ظہورِ مہدی کا یہ متفقہ عقیدہ ہم سے اس کے وقوع سے پہلے عصر حاضر کے حالات اور پوری ہونے والی علامات کے بارے میں نشاندہی کا تقاضہ کرتا ہے، جس کے احادیثِ مبارکہ کی طرف رجوع لازمی ہے۔

۲۔ عصرِ حاضر میں تقریباً اکثر مسلمانوں کی یہی خواہش ہے کہ اس کی تن من، دھن اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے استعمال ہو، اس ضمن میں پیش آنے والی ہر قربانی کے لیے اپنے جان، اولاد اور گھر بار کو لٹانے کے لیے تیار رہتا ہے، مگر اس کے ساتھ دھوکہ اور فریب، کفری نظام کی شیطانیت سے ہر ذی شعور اتنا ڈرا ہوا محسوس ہوتا ہے کہ بہت کم ہی نیک جذبات اور خیر خواہی کو آگے بڑھا کر انہیں ترویج دے کر عام کریں، بلکہ عافیت اسی میں سمجھا جاتا ہے کہ گھر میں رہتے ہوئے حلال روزی کما کر اپنی بساط بھر طاقت کے مطابق تبلیغِ دین کے لیے فکر کریں

، کہیں ایسا نہ ہو، کہ دین کے نام پر اٹھنے والی تحریک میں اسلام اور مسلمانوں کو پہنچنے والے نقصان کا میں ہی سبب نہ بن جاؤں۔

۳۔ آج کے دور میں ہر نیک مسلمان کے دل میں یہی باتیں چلتی رہتی ہیں، مگر احادیثِ مبارکہ کے مطالعہ سے ایسے لوگوں کے لیے نہ صرف خوشخبریاں موجود ہیں، بلکہ ان کے ترویجِ دین کی سوچ اور اعلائے کلمۃ اللہ کی فکر کے لیے کئی روایات میں باقاعدہ اصول رکھ کر صحیح اور غلط جماعتوں کی نشاندہی فرمائی گئی۔

۴۔ ایسے میں دنیا بھر اور بالخصوص عرب ممالک میں ۲۰۱۱ء اور ۲۰۱۲ء کے دوران مختلف رونما ہونے والے انقلابات میں امن وامان کی صورتِ حال نہایت ہی خراب صورت اختیار کر گئی ہے، جن میں اگرچہ مصر کی صورتِ حال دوسرے ممالک کے مقابلے میں قدرے بہتر ہے، تاہم تناؤ کی صورت ہر وقت کافی حد تک موجود رہتی ہے، جب کہ یمن میں ۲۰۱۵ء سے اب تک ہلاکتوں کی تعداد لاکھوں سے تجاوز کر گئی ہے، ایسے ہی صورت حال لیبیا اور تیونس کی بھی ہے۔ عراق اور شام کے خواتین، بچوں اور بوڑھوں کی قتلِ عام کسی سے ڈھکی چھپی نہیں، جب کہ شاہ عبداللہ کی موت کے بعد سے محمد بن سلمان کی ولی عہدی اور تیزی سے بدلتے حالات میں جہاں مغربی طرزِ زندگی کو فروغ ملا، تو وہیں خاندانِ سلطنت میں بھی اختلافات کو مزید ہوا ملی۔

۵۔ ظہورِ مہدی کے وقت تمام مسلم ممالک اور دنیا بھر کے مسلمانوں میں اتفاق کی صورت میں ہمیں کیا کرنے کا حکم ہے اور اختلاف کے وقت ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

۶۔ موجودہ دور میں مسلمان ممالک کی افراتفری اور مظلوموں کی آہ وبکاء میں جہاں عالمِ اسلام کے کونے کونے سے ظہورِ مہدی کی تلاش کے لیے علمائے حق کے انتخاب اور اس کے لیے مناسب وقت کا انتظار، حقیقی مہدی کی علامت اور غیر حقیقی مہدی کی دعویدار کی پہنچان، مشرقی کالے جھنڈوں کا تعین اور ان کے متعلقہ احادیث کی معاصر تطبیق، نیک صالح مہدی اور مخلصین جماعت کا غیر مناسب وقت میں دعوئ مہدویت اور اس دعوی کے امت پر منفی اثرات کی تشریح کرنا شارحینِ حدیث اور وقتی تقاضوں کی روشنی میں ان امور کا جاننا نہایت ہی ضروری ہے۔

۷۔احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں برصغیر میں امام مہدی کے دوست ودشمن کے نمایاں خدوخال اور معاصر عرب ممالک کی موجودہ خراب صورتحال میں ہماری ذمہ داریوں میں کیا صرف صوم وصلاۃ کی پابندی اور تلاوت واذکار کا اہتمام بچاؤ کا سامان بن سکتا ہے؟

مذکورہ بالا سوالات کا جواب دینے سے پہلے ذیل میں ان سوالات سے متعلق احادیثِ مبارکہ کی طرف رجوع کرکے ان کی تشریح ذکر کریں گے اس کے بعد مذکورہ سوالات اور ان کے جوابات کو تفصیل سے ذکر کریں گے:

پہلی حدیث: حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے خیر کی باتوں کے بارے میں پوچھتے تھے اور میں شر کی ڈر سے اس بارے میں پوچھتا تھا، تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا، اے اللہ کے رسول: ہم جاہلیت اور شر کے دور میں تھے، پھر اللہ تعالی نے اسلام کا خیر ہمیں نصیب فرمایا، تو کیا اس خیر کے بعد شر کا زمانہ آئے گا؟ تو نبی کریم ﷺ نے جواب دیا کہ ہاں، پھر میں نے پوچھا کہ

اس شر کے بعد بھی کوئی خیر کا زمانہ آئے گا، تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ ہاں اور اس میں دخن ہوگا، میں نے سوال کیا؟ کہ دخن سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس سے مراد ایسے لوگ ہوں جو میری سنتوں کی پیروی نہیں کریں گے اور میرے بتائے ہوئے راہ کو چھوڑ دوسرے طریقوں پر چلیں گے، ان میں بعض خیر کی باتیں ہوں گی اور بعض باتیں شر کی ہوں گی، میں نے پھر پوچھا کہ کیا اس خیر کے بعد شر آئے گا، تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ ہاں جہنم کے دروازوں پر کھڑے داعیوں کی بات ماننے والے جہنم میں پھینکے جائیں گے، پھر میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ ان لوگوں کے بارے میں ہمیں مزید وضاحت بیان فرمادیجئے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ہماری طرح

بولنے والے ہمارے قبائل سے تعلق رکھنے والے ہوں گے، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ اس وقت کے لیے ہمیں کیا ہدایات ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کی پیروی ضروری ہے، میں نے پھر عرض کیا کہ اگر مسلمانوں کی جماعت اور امام نہ ہو، تو پھر؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس صورت میں ان تمام فرقوں کو چھوڑ کر مکمل یکسوئی اختیار کرتے ہوئے خاموشی کے ساتھ موت تک اسی حالت پر برقرار رہو۔ایک دوسری راویت میں انسانوں کی شکل میں شیطان کا تذکرہ بھی فرمایا، ان کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ ان کی بات سنو اور امیر کی اطاعت کرو، اگرچہ تمہیں مارے اور تمہارے مال کو ضبط کرے، تب بھی ان کی بات مانو۔

صحیح مسلم، رقم: ۱۸۴۷۔ ۵۱، ۵۲، ج۳ ص ۱۴۷۶۔

دوسری حدیث: حضرت عرفجہؓ نے فرمایا کہ عنقریب بہت بڑے شر اور مسلسل پے در پے مختلف قسم کے فسادات اور فتن رونما ہوں گے، جن میں مختلف جوانب سے بادشاہ اور امیر بننے کی دوڑ شروع ہو جائے گی، اس وقت امت کے متفقہ امیر کے خلاف بغاوت کریں، تو اسے قتل کرو، چاہے وہ کوئی بھی ہو۔ جب ایک صحیح مسلم کی ایک دوسری روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ جو شخص مسلمانوں کے اتفاق اور باقاعدہ منظم جماعت کو نقصان پہنچانے کے لیے اس وقت آئے، جب ایک آدمی پر تمام کا اجماع ہوا ہو، تو اس شخص کو قتل کرو۔ صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب حکم من فرق امر المسلمین وھو مجتمع، رقم: ۱۸۵۲، ۱۸۵۲ (۵۹، ۶۰) ج ۳ ص ۱۴۷۹، ۱۴۸۰۔

تیسری حدیث: حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارے اس خزانے کے پاس بادشاہ کے تین بیٹے آپس میں لڑیں گے، پھر یہ خزانہ کسی ایک کو بھی نہیں ملے گا، پھر مشرق کی جانب سے کالے جھنڈے آئیں گے اور وہ تمہارے ساتھ اتنی سخت جنگ لڑیں گے، جو اس سے پہلے کسی نے نہیں لڑی ہو گی، پھر آپ ﷺ نے کوئی ایک جملہ ارشاد فرمایا جو مجھے یاد نہیں رہا، جب تم ان کالے جھنڈوں کو پالو، تو ان کی بیعت کر لو، اگرچہ برف پر رینگتے ہوئے کیوں نہ ہو، کیونکہ ان میں مہدی ہے۔ مسند البزار، رقم: ۴۱۶۳، مسند ثوبانؓ، ج ۱۰ ص ۱۰۰۔ المستدرک علی الصحیحین، رقم: ۸۴۳۲، ج ۴ ص ۵۱۰۔

احادیث مبارکہ کی تشریح: اگر پہلا بادشاہ خلافت اور امامت کا اہل ہو، تو اس کے بعد اٹھنے والی دعوئ خلافت کی ہر صورت میں مخالفت لازمی ہے، اگرچہ اس میں

تلوار اٹھانے تک معاملہ کیوں نہ پہنچے اور وہ دوسرا دعویدار اگرچہ نسب اور علم کے اعتبار سے تمہارے خیال میں کیوں نہ افضل ہو، تو اس کی پیروی نہ کی جائے۔ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں "کائنا من کان " سے مراد یہ ہے کہ وہ دوسرا شخص اگرچہ میرے اقارب میں سے کیوں نہ ہو، لیکن مسلمانوں کی جماعت کو تفریق پہنچانے اور عام لوگوں کی جان اور مال کو نقصان لاحق ہونے یا اختلافات کا خطرہ ہو، تو اس صورت میں متفقہ اجتماعی امیر کی اطاعت میں دوسرے شخص کو مار دیا جائے۔ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، رقم: ۳۶۷۷، ج ٦ ص ۲۳۹۹۔ فیض القدیر، رقم: ۴۶۷۲، ج۴ص۹۹۔ عون المعبود وحاشیۃ ابن القیم، باب فی قتل الخوارج، ج۱۳ص۷۷۔

مذکورہ بالا احادیث کی روشنی میں ظہورِ مہدی اور ہماری ذمہ داری:

مذکورہ بالا احادیث کی روشنی میں یہ بات معلوم ہوئی کہ امن وامان، مسلمانوں کی مستقل ریاست اور اتفاق کی صورت میں کوئی شخص یا جماعت بغاوت کرکے عام مسلمانوں کو کسی علمی شخصیت یا حسب ونسب کے اعتبار سے اعلیٰ فرد کی بیعت کے لیے دعوت دیں اور پہلا شخص خلافت کا اہل ہو، تو اس صورت میں دوسرے شخص اور جماعت کے خلاف مسلمانوں کی جماعت کو نقصان پہنچانے کی وجہ سے اس جماعت کو ختم کرنا ضروری ہے۔

اگر اس دور میں ظہورِ مہدی کا تصور مندرجہ بالا احادیث کی روشنی میں کیا جائے، تو کیا آج کے دور تمام امت ایک شخص یا ایک جماعت تلے متفق ہیں یا نہیں؟ یا کم از کم عرب ممالک میں اتفاق واتحاد کی فضا برقرار ہے یا نہیں؟

دونوں سوالوں کا جواب نفی میں ہے، یعنی نہ تو پوری دنیا میں ایک خلیفہ پر سارے مسلمان متفق ہو کر متحد ہیں اور نہ ہی کم از کم عرب ممالک یا دوسرے اسلامی ممالک میں مسلمانوں کو سیاسی خود مختاری اور استحکام حاصل ہے، بلکہ غیر عرب حکمران یا تو مغربی بلاک کی پیروکاری میں لگے ہوئے یا پھر روسی بلاک میں شامل ہو کر انہی کے مطابق اپنے ممالک کی پالیسیاں اور قوانین وضع کر رہے ہیں، کہیں بھی باقاعدہ طور پر مکمل اسلامی قوانین، حدود و قصاص کا نظام رائج نہیں، جب کہ عرب ممالک میں سب سے پہلے سقوطِ عراق کا سانحہ پیش آیا، جس کے بعد اب تک عراقی مسلمان کسی ایک بادشاہ پر متفق نہیں ہوئے، پھر لیبیا اور تیونس میں یہی چپقلش شروع ہوئی، اس کے بعد شام میں مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ ڈھائے گئے اور اس کے ساتھ ساتھ تین سال سے یمن میں بھی جنگ جاری ہے، مصر میں بھی باقاعدہ عوام کی منتخب حکومت کو گرا کر لوگوں کی مرضی کے خلاف جبری طور پر ایک نئی حکومت قائم کی گئی ہے۔

اور سعودی عرب میں ۲۰۱۵ء کے بعد سے تیزی کے ساتھ فحاشی و عریانی، اسرائیل کو تسلیم کرنے کے لیے راہ ہموار کرنے کی تگ و دو، رقص و سرور کے محافل کا انعقاد اور ملک میں رہی سہی اسلامی قوانین امر بالمعروف و نہی عن المنکر

کی صورت حال پہلے کی طرح اب نہ رہی، ایسے میں خاندانِ سعود کی آپس میں حکومت کے لیے بھاگ دوڑ اور ایک دوسرے کے ساتھ اختلافات ان دنوں کھل کر سامنے آئے۔

عصر حاضر میں ظہورِ مہدی اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر مشکلات:

گذشتہ امور سے یہ بات معلوم ہوئی کہ امام مہدی کا ظہور اگر اس دوران ہو جائے، تو شرعی اعتبار سے اس کی بیعت بغاوت کے ذیل میں نہیں آئے گی، کیونکہ دنیا بھر میں کہیں بھی مسلمانوں کی متفقہ طور پر ایک شخص کی قیادت پر اتحاد نہیں ہے اور نہ ہی مستقل طور پر مسلمانوں کی کوئی ایک ملک اسلامی قوانین مکمل طور پر نافذ کرنے میں کامیاب نظر آرہا ہے۔

مگر حدیث کی روشنی میں ظہورِ مہدی کے دوران جہاں مسلمانوں کو متفقہ قیادت مہیا نہیں ہو گی، وہیں اُس دور میں امام مہدیؒ کی جماعت کے ساتھ شرکت کرنا نہایت ہی مشکل کام ہو گا، اس لیے حدیثِ مبارک میں اسے "ولو حبوا علی الثلج" فرمایا یعنی مشرق سے سیاہ جھنڈے نکلتے وقت امام مہدی کے ساتھ بیعت کے لیے اگر برف پر رینگتے ہوئے صحبت میسر ہو جائے، تب بھی ان کا ساتھ ہونا ایک غنیمت ہے، مطلب یہ ہوا کہ اس زمانے میں امام مہدیؒ کے ساتھ ہونا ایک مشکل کام ہو گا۔

کالے جھنڈوں کا تعین اور ظہورِ مہدی:

عراق، ایران جنگ کے بعد کویت کے معاملے میں مغربی طاقتوں کو خلیج میں آنا خطرے کی ایک بڑی دلیل تھی، تاہم سقوطِ بغداد سے لے کر یمن کی جنگ تک تمام جنگوں کا یکے بادیگرے واقع ہونا یہ بات ثابت کرتا ہے کہ ظہورِ مہدی کے لیے باقاعدہ طور پر عرب ممالک کے جبری بادشاہتوں کو تکوینی طور پر قدرتِ الٰہی طبیعی امور کے ذریعے آہستہ آہستہ گرا کر "خلافت علی منہاج النبوۃ" قائم کرنا چاہتا ہے۔

جس سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ امام مہدیؒ کے ظہور سے پہلے اسلامی ممالک کی طاقت کفری طاقتوں کے مقابلے میں یا آپس میں ٹکرا کر ختم ہونے کے قریب ہوگی اور امام مہدی کی خلافت ایک نئی ابھرتی قوت کے طور پر سامنے آئے گی

دنیا کے نقشے میں اسلامی ممالک میں ایران اور کالے جھنڈوں کا آپس میں جو ارتباط نظر آرہا ہے، احادیث کا سیاق یہ بتا

رہا ہے، کہ مہدی کی خلافت اور اس کو مہیا ہونے والی قوت ہرگز ایرانی طاقت نہیں ہوگی، مگر حدیث میں ظاہری طور پر اس کی طرف صراحتاً نشاندہی نہیں کی گئی، تاکہ قیامت کی طرح اس کی نشانیاں بھی واضح طور پر متعین نہ ہو، بلکہ اس زمانے کے مسلمانوں کے فہم اور حق کی اتباع کرنے والے بدعات ورسومات سے کنارہ کش صرف کلمۂ حق بلند کرنے والے اولیاء اس مبارک جماعت کی پیروی کریں، شاید یہی وجہ ہے کہ ذخیرۂ احادیث میں تمام روایات میں حضرت ثوبانؓ سے مروی اس حدیث میں مشرق سے نکلنے والے سیاہ جھنڈوں کے سخت جنگ کے بعد ایک جملہ صحابیٔ رسول ﷺ سے تکوینی طور پر بھولا دیا گیا اور بعد والا جملہ موجود ہے، جس میں ہر حالت میں امام مہدیؒ کی مبارک جماعت کی اتباع اور ان کی بیعت کا حکم دیا گیا ہے۔

مشرق کا اطلاق جس طرح ایران پر ہوتا ہے اسی طرح مشرق کا اطلاق افغانستان پر بھی ہوتا ہے، مگر حضرت ثوبانؓ کی اس حدیث کے علاوہ کئی دیگر روایات میں خراسان کا بھی تذکرہ ملتا ہے، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ کالے جھنڈوں سے مراد ابو مسلم الخراسانی اور روافض کے جھنڈے مراد نہیں، بلکہ ظہورِ مہدی کے ساتھ ہی

متصل اور سیاہ جھنڈے مقصود ہیں، اسی کی وضاحت علامہ ابن کثیرؒ نے البدایہ والنہایہ میں کی ہے۔[1]

واضح رہے کہ موجودہ دور میں مسلمانوں کی کسمپرسی، دنیا بھر میں ان پر ہونے والے ظلم و ستم کو ختم کرکے خالص اسلامی خلافت کا قیام کریں گے، عرب میں جاری خونریزی اور سعودی عرب مکہ اور مدینہ کا خواب دیکھنے والے بعض اسلامی ممالک نے عراق اور شام کے بعد یمن اور بحرین، مصر، تیونس اور لیبیا میں حرمین شریفین پر قبضے کے لیے ظاہری اور مخفی جتنی کوششیں شروع کررکھی ہے، اللہ تعالیٰ انہیں اپنی قدرتِ کاملہ کے ساتھ مٹھی بھر مسلمانوں کے ظاہری کمزور اور ناکافی اسلحہ کے ساتھ ختم کریں گے اور آنے والے دجال اور اس کی فوج کے لیے عیسیٰ علیہ السلام کا نزول فرمائیں گے۔

مذکورہ بالا احادیثِ مبارکہ اور ان کی تشریحات سے یہ معلوم ہوا (واللہ اعلم) کہ امام مہدیؒ کا ظہور اسی دور میں ممکن ہے، جس کی سرکردگی میں عرب ممالک کے تمام مسلمان باقاعدہ ان کی بیعت کرکے شام کی شورش اور عراق، لیبیا و یمن کے حالات کنڑول کرکے اسلامی نظام کا قیام کریں گے اور دیگر مسلم ممالک کے مسلمان یا تو ان کی خدمت میں اپنا بیعت پیش کرکے اسلامی خلافت کو تسلیم کریں گے یا پھر مقابلے کے لیے سامنے آئیں گے۔

ظہورِ مہدی اور ہماری ذمہ داریاں احادیث مبارکہ کی روشنی میں:

---

[1] البدایۃ والنہایۃ، کتاب دلائل النبوۃ، ذکر الأخبار عن خلفاء بنی امیۃ، ج ۶ ص ۲۷۸۔

پہلی حدیث: حضرت ابن مسعودؓ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جب رمضان میں آواز بلند ہو گا، تو شوال میں یہ آوازیں زیادہ ہو جائیں گی اور ذی القعدہ کے مہینے میں قبائل ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں گے، ذی الحجہ اور محرم میں خون بہنے لگے گا اور تمہیں کیا معلوم محرم کیا ہے؟ یہ جملہ تین بار دہرایا، ہائے افسوس ،ہائے افسوس، لوگ اس مہینے میں بہت زیادہ کثرت سے دھڑا دھڑ مارے جائیں گے، میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ رمضان میں اٹھنے والی آواز سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پندرہ رمضان یعنی جمعہ کی شب سخت آواز سنائی دے گی، جس کی وجہ سے سونے والا اٹھ جائے گا اور کھڑا آدمی بیٹھ جائے گا اور باپردہ خواتین اپنے گھروں سے نکل جائیں گی، اس سال بہت زلزلے ہوں گے، جمعہ کے دن جب تم نماز پڑھو، تو اپنے گھروں میں داخل ہو کر دروازے، کھڑکیاں اور روشن دان بند کر کے اپنے کانوں میں پورے داخل کرو، جب آوازیں سننے لگو، تو سجدہ ریز ہو کر یہ دعا پڑھو "سبحان القدوس، سبحان القدوس ربنا القدوس" جو یہ کام کرے گا، تو وہ نجات پائے گا اور جو یہ نہیں کرے گا، تو وہ ہلاک ہو گا۔[1]

---

[1] الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۶۳۷، ج ۱ ص ۲۲۸۔ المسند للشاشی، رقم: ۸۳۷، ج ۲ ص ۲۶۲۔ امام حاکمؒ نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے جب کہ علامہ ذہبیؒ نے اس حدیث کو "ذا موضوع" کہہ کر اسے موضوعات میں شمار کیا ہے۔ المستدرک علی الصحیحین، رقم: ۸۵۸۰، ج ۴ ص ۵۶۳۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی ایسی ہی ایک حدیث کو نقل کر کے علامہ ہیثمیؒ نے شہر بن حوشب کی وجہ سے ضعیف کہا ہے اور فیروز دیلمیؓ کی روایت کو متروک راوی کی وجہ سے متکلم فیہ کہا ہے۔ دیکھئے: مجمع الزوائد، رقم: ۱۲۳۴۱، ج ۷ ص ۳۱۰۔

دوسری حدیث: عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے اور وہ نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ ظہورِ مہدی کے سال لوگ بغیر امام کے حج اور عرفہ کریں گے، اس دوران کہ حاجی منیٰ میں ہوں گے کہ ان پر بھوالے کتے کی طرح حملہ ہوگا، تو قبائل آپس میں ایک دوسرے پر چڑھائے کرکے قتل وقتال شروع کریں گے، جس کی وجہ سے خون گھاٹی تک پہنچ جائے گا، لوگوں میں سب سے بہتر (یعنی امام مہدی) کے پاس جائیں گے اور وہ کعبہ کے ساتھ اپنے چہرے کو چمٹے ہوئے زار وقطار رو رہے ہوں گے، فرمایا: گویا کہ میں اس کی آنسو سے بہتے ہوئے آنسوؤں کو دیکھ رہا ہوں، لوگ انہیں بیعت کے لیے ایک بار پھر درخواست کریں گے، تو وہ کہیں گے کتنی بار تم اپنے کیے گئے وعدوں کو توڑ چکے، مسلمانوں کا کتنا خونِ ناحق تم بہا چکے، تو لوگ نہ چاہتے ہوئے ان کا بیعت کریں گے، اگر تم اسے پاؤ، تو اس کا بیعت کرو، کیونکہ یہ زمین اور آسمان میں مہدی کا لقب پایا ہوا ہے۔[1]

تیسری حدیث: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا آخری زمانے میں میری امت پر بادشاہِ وقت کی جانب

سے ایک بڑی مصیبت اور آزمائش کا سامنا کرنا پڑے گا، یہاں تک کہ نیک لوگوں پر زمین کشادگی کے باوجود تنگ پڑ جائے گی، پھر اللہ تعالیٰ میری نسل سے ایک آدمی کو بھیجیں گے، جو زمین کے ظلم وجور کو اپنے انصاف وعدل سے بھر دیں گے،

---

[1] المستدرک علی الصحیحین، رقم: ۸۵۳۷، ج۴ص۵۴۹۔ علامہ ذہبیؒ نے اس حدیث کی سند کو "ساقط" کہہ کر اس کی تضعیف کی ہے۔

ان سے زمین وآسمان کے رہنے والے راضی ہوں گے، زمین اپنے پھلوں کو اگائے گی اور آسمان بروقت بارش برسائے گا، سات، آٹھ یا نو سال خلافت کے بعد زندگی پائے گا۔[1]

پہلی بات: احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ظہورِ مہدی سے پہلے عام طور پر مسلمان دو گروہوں میں منقسم ہوں گے:

۱۔ بعض مسلمان بدلتے حالات اور امتِ مسلمہ کی کمزوری سے مرعوب ہوں گے۔ ۲۔ جب کہ بعض مسلمان تیزی سے بدلتے ان حالات میں مرعوب تو ہوں گے، مگر پیغمبر ﷺ کے بتائے ہوئے ارشادات اور اللہ تعالیٰ کی نصرت پر اعتماد کرتے ہوئے پُرامید ہوں گے۔

دوسری بات: سند کے اعتبار سے بعض ضعیف احادیثِ مبارکہ میں یہ تصریح موجود ہے کہ جس سال رمضان کی پہلی تاریخ جمعہ کو ہوگی اور تم پندرہ رمضان کو جمعہ کے دن فجر کی نماز پڑھو، تو ہر شخص اپنے گھروں کے دروازے بند کرکے اللہ کی عبادت، ذکر وتسبیح کی طرف دھیان کریں، بالخصوص "سبحان القدوس، سبحان

---

[1] المستدرک علی الصحیحین للحاکم، رقم: ۸۴۳۸، ج ۴ ص ۵۱۲۔ امام حاکمؒ نے اسے صحیح الاسناد کہا ہے، مگر علامہ ذہبیؒ نے اس حدیث کے سند مظلم کہا ہے اور علامہ بوصیریؒ نے اس حدیث کے معنٰی کو مستدرک، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ کے طرق کو منسوب کیا ہے۔

القدوس ربنا القدوس" یہ دعا پڑھا کریں اور اگر خوفناک آوازیں سننے میں آئی، تو سجدہ میں گر کر گڑ گڑاتے ہوئے دعائیں پڑھے۔

تیسری بات: رمضان سے پہلے تمام امور بظاہر ترتیب کے مطابق چلتے نظر آئیں گے، مگر دلوں کالاوا پکتا ہوا پندرہ رمضان کو سامنے آئے گا، پندرہ رمضان جمعرات یا جمعہ کے دن ہو اور بادشاہت پر لڑائی جھگڑے کی آوازیں اور ایک دوسرے کے خلاف بیان بازی شروع ہو جائے گی، اس کے متصل بعد شوال کے مہینے میں باقاعدہ لڑائی کا آغاز ہونے لگے گا، پھر ذی قعدہ میں عرب اور دیگر قبائل جزیرۃ العرب میں تین مختلف گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے، اس کے بعد یہ تمام متحارب جماعتیں حرمت کے مہینوں (یعنی ذی الحجہ اور محرم) میں باہمی قتل و قتال اور ایک دوسرے کا خون بہائیں گے اور باقاعدہ طور پر دورانِ حج مزدلفہ اور منیٰ میں حجاج کرام کا خون بہے گا۔

چوتھی بات: (۱) امتِ مسلمہ پر گزرے ہوئے چار مختلف نظامہائے حکومت (نبوت، خلافت راشدہ، موروثی بادشاہتیں) میں آخری دور یعنی سلطنتِ جبریہ کا زمانہ اپنے ظلم و ستم میں اپنے اختتام کو پہنچ چکا ہو۔ (۲) حکامِ وقت کی جانب سے اپنے رعایا پر سخت جبر و ظلم اور مصائب کا سامنا ہو۔

ان تمام گذشتہ امور کے متحقق ہونے کی صورت میں دنیا بھر کے متدین ثقہ اور امت کے فکر میں ڈوبے ہوئے مہدی کے نشانیوں سے واقف حضرات امام مہدی کو مکہ میں پا کر بیعت کی درخواست کریں گے وہ وہاں سے مدینہ جائیں گے اسی طرح

تین بار مکہ سے مدینہ جانے کے بعد جب منیٰ میں خونریزی کا مسئلہ رونما ہو جائے گا، تو ناچاہتے ہوئے امام مہدی سے بیعت لیا جائے گا۔

اس وقت میں مسلمانوں کی ذمہ بنتی ہے کہ وہ علمائے کرام کی اتباع کر کے حالات کے نزاکت کا خیال رکھتے ہوئے ان کے نقشِ قدم پر چلے، ہر گز مہدویت کا دعویٰ کرنے والے شخص کے مخالفین میں سے نہ ہو جائے، ان کے خلاف زبان استعمال نہ کریں، بیجا تبصرے اور تجزیوں سے احتراز کریں، جب کہ سیاسی زعماء، عسکری قیادت اور دیگر اہل حل وعقد کی خدمت میں درخواست ہے، کہ ان اوقات میں علمائے کرام کے متفقہ فیصلے کے مطابق کاروائی میں شرکت کرنے کے لیے مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھیں:

ا۔ حرمین شریفین کی حفاظت نہایت ہی اہم فریضہ اور تمام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے، مگر احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں علمائے کرام کے بتائے ہوئے ہدایات پر عمل نہ کرنے کی صورت میں ملک وقوم اور عالمِ اسلام کو بہت ہی خطرناک نتائج کا سامنا ہو سکتا ہے۔

۲۔ امام مہدی کا ظہور کفری طاقتوں کے اختتام کی آخری گھڑی اور خلافت علی منہاج النبوۃ کی ابتداء شمار ہوگی، مہدی برحق کے فوج کے خلاف اس زمانے میں کسی بھی مسلم یا غیر مسلم ملک کے ساتھ اتحاد کرنا قہرِ الٰہی اور عظیم وبال کا پیش خیمہ ہو سکتا ہے، مثلاً اس دور میں روسی بلاک میں ایران، شام اور دیگر ممالک شامل ہیں اب اگر بیت اللہ میں مہدی کا دعویٰ ہو جائے، تو سعودی حکومت کی موجودگی کی صورت میں امریکی بلاک(جس میں یورپ، سعودی عرب اور دیگر عرب ممالک داخل

ہیں) سعودی حکومت کی درخواست پر اور بیت اللہ کی حفاظت کا نعرہ لگا کر مسلمانوں کو متحد کر کے مہدی مخالف لشکر تشکیل کرنا اور ان کے خلاف لڑنا احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں ایک عظیم غلطی شمار ہو گی، اگرچہ اس وقت مسلم فوج کے اتحاد کا چیف کمانڈر پاکستانی کیوں نہیں۔

اور اگر سعودی حکومت گر چکی ہو، یا تو ایران، یمن، شام اور روسی بلاک یا پھر اردن وغیرہ ممالک نے قبضہ کر لیا ہو، تو اس وقت میں مہدی مخالف لشکر کا ساتھ دینا بہت خطرناک ہو گی، جس کی تفصیل ذیل میں ذکر کی جاتی ہے:

اگر مہدی کا دعویٰ کرنے والا شخص حقیقی مہدی ہو، تو اس کے خلاف لڑنے والے زمین میں دھنس دیئے جائیں گے، اب اگر کسی ملک کا فوج ان کے ساتھ شریک ہو، مثلاً اگر پاکستان کا فوج بیت اللہ کی حفاظت کے لیے جائے اور خدانخواستہ وہاں زمین میں دھنس جائے، تو یہ فوج بھیجنا امام مہدی مخالف لشکر کے ساتھ اتحاد کی ابتداء ہو گی، اس دوران اگر خدانخواستہ ہندوستان پاکستان پر حملہ کر دے، تو بیک وقت بین الاقوامی سطح پر ہم دو محاذوں میں منقسم ہونے کی وجہ سے اپنے ازلی دشمنوں یعنی بھارت سے شکست کھانے کے قریب ہوں گے۔

موجودہ دور میں ظہورِ مہدی اور ہماری ذمہ داریاں:

۱۔احادیثِ مبارکہ اور علمائے سلف کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے، کہ امام مہدی کی بیعت ایک بڑی سعادت ہوگی اور اس عظیم شخصیت کی اتباع میں نہ صرف کامیابی، بلکہ یہ ہر مسلمان کی بڑی خواہش ہوتی ہے کہ وہ آخری دور میں قافلۂ حق کا راہی ہو، مگر مشکل بات یہ ہے کہ پرانے زمانے سے مہدویت کے دعوی اتنے زیادہ لوگوں نے کیے ہیں، جن کی وجہ سے انفرادی اور اجتماعی طور پر امتِ مسلمہ نے بہت بھاری نقصانات اٹھائے ہیں، سادہ لوح مومنین کو خود یا اپنے حواریین کے ذریعے اپنی مہدویت، کرامات اور فضائل اور خصوصیات دکھا کر غلط راستے پر لگا کر راہِ حق سے بھٹکا دیا گیا اور گمراہی کے دلدل میں دھکیل دیا ہے۔

۲۔اسی وجہ سے ضرورت اس امر کی ہے کہ مذکورہ نشانیاں پڑھ کر اپنی ذہنی تطبیق سے پہلے اپنے محققین اہل علم سے پوچھے اور علمائے کرام کی مکمل اتباع کر کے ہر آن وہر گھڑی ان کے بتائے ہوئے ہدایات کی روشنی میں قرآن وسنت کے نصوص اور فقہائے امت کے تعلیمات کی روشنی میں سنت کی مکمل اتباع میں اپنی معمول کے مطابق بسر کریں، مگر حالاتِ حاضرہ کے بارے میں متجددین وملحدین کے افکار کو سننے اور ان کو شئیر کرنے کے بجائے اہل علم کی تحریرات کا مطالعہ کر کے ان کی باتوں پر پختہ عقیدہ رکھیں ایسے ہی دیگر شرعی مسائل اور عقائد کے بارے میں بھی ہم وہیں عقیدہ رکھیں جو ہمیں اپنے علمائے کرام بتائیں۔

۳۔تاہم امام مہدی کو امتِ مسلمہ متفقہ طور پر "منتظر" کا لقب شاید اس وجہ سے دیا گیا ہو، کہ باقاعدہ کسی آنے والے مہمان کے انتظار کی طرح ان کا بھی انتظار کیا

جائے۔اس لیے یہ بات ضروری ہے کہ دوسرے لوگوں کو بھی ظہورِ مہدی سے پہلے علاماتِ زمانیہ، علاماتِ مکانیہ، علاماتِ شخصیہ سے باخبر رہنے اور حالات حاضرہ کی روشنی میں ان امور سے متعلق جید علمائے کرام سے رابطہ کرنے کی ترغیب دیں۔

۴۔نبی کریم ﷺ کو جبرئیل امین کے بارے میں سوال کے جواب میں ورقہ بن نوفل نے آپ ﷺ کی تائید کی اور پیشن گوئی کے طور پر آپ ﷺ کے ساتھ اپنی قوم کے ظلم وستم اور ہجرت کے وقت مجبور کرنے پر اپنی تعاون اور ہمدردی کا وعدہ کیا، اگرچہ اس سے پہلے ان کی موت ہوگئی، مگر بنی کریم ﷺ نے فرمایا: جنت میں اس کے داخل ہونے کی آواز میں سنتا ہوں، اسی طرح ہمارے لیے بھی عقیدہ کے طور پر ظہورِ مہدی اور احادیث الفتن کی بحث کو تطبیقی طور پر مطالعہ اور ہر جاننے والے کو ان کے آنے کے وقت ہر قسم کے تعاون کے فضائل سنا سنا کر اپنی ایمانی کیفیت میں اضافے کا عمل کریں، تاہم یہ بات بے حد ضروری ہے کہ جب تک علمائے کرام باقاعدہ طور پر اپنی تائید وتوثیق نہ کرلیں، تب تک کوئی تائید یا انکار ظاہر کرنے سے احتراز لازمی ہے، علمائے کرام کی تائید سے پہلے محض اپنے مطالعہ پر عمل کرکے اس بارے میں ہر اٹھنے والی آواز کے ساتھ ہونا نہ تو لازم ہے اور نہ ہی خطرے سے خالی۔

ظہورِ مہدی سے پہلے علمائے کرام کی ذمہ داری:

۵۔اہل علم کی خدمت میں بھی درخواست ہے کہ موجودہ دور میں فتنوں کی کثرت کی وجہ سے کھرے کھوٹے میں تمیز کے لیے ان باتوں کے بیان کرنے کی ضرورت ہے، کیونکہ شریعت نے ہر موقع کی مناسبت سے اسی کام کی فضیلت کو بیان کرکے ان سے متعلقہ احکام کی وضاحت علمائے کرام کی ذمہ داری بنائی ہے، لہذا ان علامات کی روشنی

میں دیگر مباحث کے ساتھ ساتھ مزید اہتمام کے طور پر احادیث الفتن کی درس وتدریس اور تطبیقی امور میں مختلف دارالافتاؤں، نجی مجالس اور علمی مباحث میں اولین امور میں ظہورِ مہدی سے متعلق احادیث کو مقدم کریں، ایسا نہ ہو کہ متجددین تردید میں ہم سے آگے ہو جائے اور پھر ہم محض ان کے ترکی بہ ترکی جواب میں لگ جائے اور لوگوں کو حق بات بتانے میں رنگینیوں والے اپنے دجالی آقاؤں کو خوش کرکے ہم سے طاعت کے اس کام میں پہلے لگ جائے۔ اسی وجہ سے لوگوں کی ضرورت کے بناء پر ظہورِ مہدی سے پہلے اس جماعت کی اہمیت، فضیلت، علامات کو ذکر کرکے امتِ مسلمہ کو اتفاق کا درس دیا جائے، یعنی مہدیؒ کے دور میں مال کی کثرت، انصاف کی بہتات، ہندوستان کی فتح اور وہاں کی عورتوں کا باندیوں کے طور پر تقسیم کرکے ہندو بادشاہوں کو قید کرنے سے متعلق احادیث بیان کریں، اسی طرح اول اسلام لانے والوں کی افضلیت اور امام مہدیؒ کی پیروی کرنے والوں کو بدر واُحد کے مراتب والی احادیث ذکر کریں، یہی آج کے دور کا مقتضیٰ ہے۔

٦۔ ظلم وجبر کے اِن دِگرگوں حالات میں مکی دور کی کسمپرسوں کی طرح آج کے مظلوم مسلمانوں کو نبی کریم ﷺ کے نقشِ قدم پر دورِ مہدی کی مبشرات کو تقاریر، جمعوں اور جنازوں کے علاوہ منبر ومحراب، اہم اور دوسرے نجی محافل میں ذکر کریں، جیسا کہ نبی کریم ﷺ حضرت بلالؓ کو مکی دور میں تکالیف کے وقت روم، فارس اور شام کے فتوحات کی خوشخبریاں دیا کرتے تھے اور غزوہ خندق میں یمن، قیصر وکسری کی محلات کے بشارات دے دے کر صحابہ کرامؓ کے حوصلہ کو بلند کیا کرتے تھے، تاکہ اہلِ ایمان کا یقین مزید محکم ہو کر عمل کا باعث بنیں۔

۷۔ مسلمانوں کو تقویٰ، عمل اور دعوت وصبر کا اہتمام کرنے، آپس کے اختلافات اور فرقہ بندیوں کے خاتمے کی ترغیب دے کر انہیں حقیقی دشمنوں یعنی یہود وہنود اور عیسائیوں کو لڑائی کے لیے تیار کریں۔

۸۔ دجالی نظام کی کمزوریاں بیان کرکے اہلِ ایمان کے لیے اعمال میں کامیابی کا درس دے کر کفر کی تدابیر کو قرآنی اسلوب کی طرح ذرہ برابر بھی اہمیت نہ دیں اور مقتدیوں، شاگردوں کو فتنوں سے دور رہنے کے لیے بیان کی گئی معمولات تجویز کریں۔

۹۔اسی طرح ۳۱۳ کی عدد اور ان کی فضیلت بیان کرکے یہ بھی ذکر کریں کہ یہ ۳۱۳ تعداد صرف ابتدائی حالات میں ہیں، جب کہ خبر ملتے ہی اکثر اہلِ ایمان مہدی کے ساتھ ہو جائیں گے، جیسا کہ کثیر احادیث میں وضاحت موجود ہے۔ ایسا نہ ہو کہ عوام ابھی سے کم علمی کی وجہ سے یہ خیال کریں کہ ہم فلاں فلاں عالم سے افضل نہیں ہے لہذا وہ مایوس ہو کر تیاری بھی نہ کریں، نہیں ایسا نہیں ہے، بلکہ جو ۳۱۳ یا اس کم تعداد احادیث وارد ہوئی، وہ صرف مکہ کے بارے میں ہے، دیگر اخبار میں مختلف علاقوں سے لوگوں کے آنے کے بارے میں تذکرہ آیا ہے۔

۱۰۔ایسے ہی عوام ساتھیوں سے گزارش ہے کہ اہلِ علم، صلحاء وصوفیاء کی صحبت میں وقت گزارا کریں اور ان کی بتائی ہوئی، مسنون اور مجرب معمولات کے مطابق اپنے اوقات کو صرف کیا کریں، اور ظہورِ مہدی کے بارے میں علمائے کرام سے سیکھ سیکھ کر آگے مزید لوگوں کو بیان کرکے تقویٰ کے اہتمام کی ترغیب دیں۔

۱۱۔ جس شعبے سے متعلق ہیں، اسی شعبے میں احیائے دین کی کوشش کرتے ہوئے قدم قدم پر علمائے کرام کی رہنمائی حاصل کریں، ظہورِ مہدی سے پہلے ان کی مدد کے لیے

اسباب ووسائل جمع کر کے اپنے اولاد کو وصیت کریں کہ اگر میں مر جاؤں تو یہ اشیاء اگر آسانی سے ہو سکے، تو ان کو دے دی جائے، جیسا کہ بعض اکابر سے مروی ہے۔

دین کی محنت کرنے والے تمام شعبوں سے تعاون کرتے ہوئے ان کی محبت اپنے دلوں میں جا گزیں کرتے ہوئے علمائے کرام چاہے وہ سیاست سے متعلق ہوں، یا دعوت سے، جہاد سے ہوں یا تدریس و تصنیف، افتاء و تدریس سے تمام کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے تمام کی قدر دل و جان سے کریں۔

اہل علم کے مشورے سے سیرت اور حدیث کے کتب کو اپنے مطالعہ میں رکھ کر اپنے اہل و عیال، خویش و اقارب اور دوستوں کو بھی سنجیدگی و متانت کے ساتھ آخری زمانے کے بارے میں نبی کریم ﷺ کے ارشادات کا مطالعہ کرنے کی ترغیب دیں۔

کسی بھی دینی محنت کے ساتھ رہتے ہوئے دنیا بھر میں ہونے والی علمائے کرام اور قرآن وسنت کے صحیح نہج پر ہونے کی جانے والی کوششوں کی حوصلہ افزائی کریں اور مقدور بھر طاقت کے مطابق ان میں شرکت ضرور کریں، دنیا میں قرآن وسنت کے مطابق نظام حکومت کے لیے علمائے کرام کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے تمام شعبہ ہائے دین کے ساتھ قلبی محبت کریں۔

اس کے ساتھ ساتھ اپنے دلوں سے اللہ تعالیٰ کے سوا غیر کی محبت ختم کرنے کی کوشش کریں، یعنی مال، بیوی بچوں، عزیز و اقارب، عہدے اور منصب چاہے دینی یا دنیاوی، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا غیر کی محبت کرنے والے امام مہدیؒ کے ساتھ شریک نہیں ہو سکتے، بلکہ اس بات کا ڈر ہے کہیں ان امراض میں مبتلا لوگ مہدی مخالف لشکر کے ماننے والے یا ان میں شرکت کرنے والے نہ ہوں۔

ظہورِ مہدی اور ہماری ذمہ داریاں احادیث مبارکہ کی روشنی میں:

ا۔ مسلمان کے لیے ہر وقت اپنے آپ کو تسبیح، ذکر الٰہی، کم خوراک، روزے، عبادات میں شغف اور نماز باجماعت کے ساتھ ساتھ فجر اور عشاء کی مزید اہتمام اور سنن و نوافل، مخصوص ایام کے اوراد مثلاً جمعہ کے دن سورۃ الکہف کی تلاوت اور دوسرے سورتوں کی پابندی تمام زندگی کرنا، دوسروں کو ترغیب دینا اور اپنے اہل وعیال اور رشتہ داروں کو ان امور کی دعوت دینا عام اوقات میں بھی ضروری ہے، مگر فتنے کے ایام میں ان کی تاکید مزید بڑھ جاتی ہے۔

واضح رہے کہ گذشتہ احادیثِ مبارکہ کی تطبیقات اس زمانے کے ساتھ محض ذہنی خیالات اور قلبی تصورات ہیں، ان سب کا حاصل اعمال کی طرف توجہ اور سنت زندگی کی ترغیب کے علاوہ کچھ نہیں، دین کی محنت کرنے والوں کے ساتھ دلی لگاؤ اور ان کی عظمت، مال وجان سے ان کے ساتھ مقدور بھر طاقت کے مطابق شریک ہونا ہماری ذمہ داری ہے۔

اب اگر امام مہدی تشریف لائے، تو یہ یقین اور جزم دل میں رکھا جائے کہ ہم ان کے ساتھی ہوں گے اور اگر حقیقت میں ابھی ان کا آنا دور ہو، تو پھر ہم اللہ تعالیٰ کے فوج ہیں اور دین کی سربلندی کے لیے کوشش کرنا ہمارا فریضہ ہے۔

احادیثِ مبارکہ اور ان کی تطبیقات سے قطعاً یہ مقصود نہیں کہ وہ ابھی بس آنے والے ہیں، بلکہ ہمیں تیار رہنے چاہیے اور اپنے گردو پیش رشتہ داروں اور اہل وعیال کو بھی ترغیب دینا ضروری ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا چاہیے، انشاءاللہ مستقبل اسلام اور مسلمانوں کا ہے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

۲۔مندرجہ ذیل احادیثِ مبارکہ اگرچہ سند کے اعتبار سے ضعیف ہے، مگر حالاتِ حاضرہ میں موجودہ صورتِ حال ان امور کی تصدیق کرتی ہے، اس لیے محض حفظ ماتقدم کے طور پر، صرف احتیاط کے لیے ان امور کو اپنے معمولات کا حصہ بنانا مناسب ہے، لیکن ان باتوں کو عقیدہ بنانا، یا انہیں یقینی طور پر دیگر صحیح اور حسن احادیثِ مبارکہ کی طرح قطعی شمار کرنا درست معلوم نہیں ہوتا۔ہاں البتہ مندرجہ ذیل احادیث مبارکہ اور ان سے حاصل شدہ امور کی روشنی میں اعمال کی پابندی کرنا اور آخرت کا سوچ ذہن میں بٹھانا لازمی ہے۔

پہلی حدیث: حضرت ابن مسعودؓ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جب رمضان میں آواز بلند ہوگا، تو شوال میں یہ آوازیں زیادہ ہو جائیں گی اور ذی القعدہ کے مہینے میں قبائل ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں گے، ذی الحجہ اور محرم میں خون بہنے لگے گا اور تمہیں کیا معلوم محرم کیا ہے؟ یہ جملہ تین بار دہرایا، ہائے افسوس ،ہائے افسوس، لوگ اس مہینے میں بہت زیادہ کثرت سے دھڑا دھڑ مارے جائیں گے، میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ رمضان میں اٹھنے والی آواز سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پندرہ رمضان یعنی جمعہ کی شب سخت آواز سنائی دے گی، جس کی وجہ سے سونے والا اٹھ جائے گا اور کھڑا آدمی بیٹھ جائے گا اور باپردہ خواتین اپنے گھروں سے نکل جائیں گی، اس سال بہت زلزلے ہوں گے، جمعہ کے دن جب تم نماز پڑھو، تو اپنے گھروں میں داخل ہو کر دروازے، کھڑکیاں اور روشن دان بند کر کے اپنے کانوں میں پورے داخل کرو، جب آوازیں سننے لگو، تو سجدہ ریز

ہو کر یہ دعا پڑھو "سبحان القدوس، سبحان القدوس ربنا القدوس" جو یہ کام کرے گا، تو وہ نجات پائے گا اور جو یہ نہیں کرے گا، تو وہ ہلاک ہو گا۔[1]

دوسری حدیث: عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے اور وہ نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ ظہورِ مہدی کے سال لوگ بغیر امام کے حج اور عرفہ کریں گے، اس دوران کہ حاجی منیٰ میں ہوں گے کہ ان پر بھوالے کتے کی طرح حملہ ہو گا، تو قبائل آپس میں ایک دوسرے پر چڑھائی کرکے قتل و قتال شروع کریں گے، جس کی وجہ سے خون گھاٹی تک پہنچ جائے گا، لوگوں میں سب سے بہتر (یعنی امام مہدی) کے پاس جائیں گے اور وہ کعبہ کے ساتھ اپنے چہرے کو چمٹے ہوئے زار و قطار رو رہے ہوں گے، فرمایا: گویا کہ میں اس کی آنسو سے بہتے ہوئے آنسوؤں کو دیکھ رہا ہوں، لوگ انہیں بیعت کے لیے ایک بار پھر درخواست کریں گے، تو وہ کہیں گے کتنی بار تم اپنے کیے گئے وعدوں کو توڑ چکے، مسلمانوں کا کتنا خونِ

---

[1] الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۷۶۳، ج ۱ ص ۲۲۸۔ المسند للشاشی، رقم: ۸۳۷، ج ۲ ص ۲۶۲۔ امام حاکمؒ نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے جب کہ علامہ ذہبیؒ نے اس حدیث کو "ذا موضوع" کہہ کر اسے موضوعات میں شمار کیا ہے۔ المستدرک علی الصحیحین، رقم: ۸۵۸۰، ج ۴ ص ۵۶۳۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی ایسی ہی ایک حدیث کو نقل کرکے علامہ ہیثمیؒ نے شہر بن حوشب کی وجہ سے ضعیف کہا ہے اور فیروز دیلمیؓ کی روایت کو متروک راوی کی وجہ سے متکلم فیہ کہا ہے۔ دیکھئے: مجمع الزوائد، رقم: ۱۲۳۷۱، ج ۷ ص ۳۱۰۔

ناحق تم بہا چکے، تو لوگ نہ چاہتے ہوئے ان کا بیعت کریں گے، اگر تم اسے پاؤ، تو اس کا بیعت کرو، کیونکہ یہ زمین اور آسمان میں مہدی کا لقب پایا ہوا ہے۔[1]

تیسری حدیث: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا آخری زمانے میں میری امت پر بادشاہِ وقت کی جانب

سے ایک بڑی مصیبت اور آزمائش کا سامنا کرنا پڑے گا، یہاں تک کہ نیک لوگوں پر زمین کشادگی کے باوجود تنگ پڑ جائے گی، پھر اللہ تعالیٰ میری نسل سے ایک آدمی کو بھیجیں گے، جو زمین کے ظلم وجور کو اپنے انصاف وعدل سے بھر دیں گے، ان سے زمین وآسمان کے رہنے والے راضی ہوں گے، زمین اپنے پھلوں کو اگائے گی اور آسمان بروقت بارش برسائے گا، سات، آٹھ یا نو سال خلافت کے بعد زندگی پائے گا۔[2]

گذشتہ احادیثِ مبارکہ سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

پہلی بات: احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ظہورِ مہدی سے پہلے عام طور پر مسلمان دو گروہوں میں منقسم ہوں گے:

---

[1] المستدرک علی الصحیحین، رقم: ۸۵۳۷، ج ۴ ص ۵۴۹۔ علامہ ذہبیؒ نے اس حدیث کی سند کو "ساقط" کہہ کر اس کی تضعیف کی ہے۔

[2] المستدرک علی الصحیحین للحاکم، رقم: ۸۴۳۸، ج ۴ ص ۵۱۲۔ امام حاکمؒ نے اسے صحیح الاسناد کہا ہے، مگر علامہ ذہبیؒ نے اس حدیث کے سند مظلم کہا ہے اور علامہ بوصیریؒ نے اس حدیث کے معنیٰ کو مستدرک، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ کے طرق کو منسوب کیا ہے۔

ا۔ بعض مسلمان بدلتے حالات اور امتِ مسلمہ کی کمزوری سے مرعوب ہوں گے۔ ۲۔ جب کہ بعض مسلمان تیزی سے بدلتے ان حالات میں مرعوب تو ہوں گے، مگر پیغمبر ﷺ کے بتائے ہوئے ارشادات اور اللہ تعالیٰ کی نصرت پر اعتماد کرتے ہوئے پُرامید ہوں گے۔

دوسری بات: سند کے اعتبار سے بعض ضعیف احادیثِ مبارکہ میں یہ تصریح موجود ہے کہ جس سال رمضان کی پہلی تاریخ جمعہ کو ہو گی اور تم پندرہ رمضان کو جمعہ کے دن فجر کی نماز پڑو، تو ہر شخص اپنے گھروں کے دروازے بند کر کے اللہ کی عبادت، ذکر و تسبیح کی طرف دھیان کریں، بالخصوص "سبحان القدوس، سبحان القدوس ربنا القدوس" یہ دعا پڑھا کریں اور اگر خوفناک آوازیں سننے میں آئی، تو سجدہ میں گر کر گڑ گڑاتے ہوئے دعائیں پڑھے۔

تیسری بات: اس تناظر میں اگر موجودہ سعودی، یمن تنازع، قطر اور دیگر عرب ممالک کی اقتصادی پابندی، اردن اور سعودی کی باہمی چپقلش، کویت اور متحدہ عرب امارات کے مابین رقابتیں گھمبیر صورتِ حال میں داخل ہو چکی ہیں۔

عصرِ حاضر کے اس موجودہ تنازعات اور حدیثِ مبارک میں ذکر کردہ عرب قبائل کی رمضان میں جنگ وجدال کے لیے لاوا پکنا اور شوال میں مزید گرم ہو کر دورانِ حج لڑائی کی صورت اختیار کرنا شاید اب صدیوں اور دہایوں کی بات نہیں، بلکہ یہ موقع اب قریب ہوتا جارہا ہے، جس کا اندازہ (واللہ اٴعلم) کہیں دو تین سال میں معاملہ نمٹ کر ختم نہ ہو جائے۔

ظہورِ مہدی سے پہلے خوفناک آوازوں کی تحقیق اور گھریلو ذمہ داریاں آثار کی روشنی میں:

ان آوازوں سے مراد یا تو آسمانی بجلیوں کی کڑک اور یا فرشتوں کی سخت عذاب والی چیخ ہوں گی، لیکن روایت کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ (واللہ أعلم محض ظنی احتمال ہے) روایت میں چونکہ لوگوں کے اختلاف اور قبائل کی فرقہ بندی اور قتل وقتال مراد ہے، لہذا

اس صورت میں جزیرۃ العرب اور دیگر عرب واسلامی ممالک میں سخت جنگ کے ساتھ ساتھ ایٹمی ہتھیاروں کی لڑائی اور ان اسلحوں کی تیز آوازیں مراد ہو سکتی ہے۔

ایک دوسری روایت میں ان ایام سے پہلے مسلمانوں کے لیے اپنے گھروں میں ایک سال کی خوراک بطورِ ذخیرہ رکھنا چاہیے،[1] کیونکہ ان دنوں میں کھانے پینے کا سامان مہنگا ہو کر قوتِ خرید سے باہر ہو سکتا ہے۔

تیسری بات: رمضان سے پہلے تمام امور بظاہر ترتیب کے مطابق چلتے نظر آئیں گے، مگر دلوں کا لاوا پکتا ہوا پندرہ رمضان کو سامنے آئے گا، پندرہ رمضان جمعرات یا جمعہ کے دن ہو اور بادشاہت پر لڑائی جھگڑے کی آوازیں اور ایک دوسرے کے خلاف بیان بازی شروع ہو جائے گی، اس کے متصل بعد شوال کے مہینے میں باقاعدہ

---

[1] ترتیب الأمالي الخميسية للشجري، رقم: ۱۴۹۶، ج ۲ ص ۳۸۔ الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۶۳۳، ج ۱ ص ۲۲۷۔

لڑائی کا آغاز ہونے لگے گا، پھر ذی قعدہ میں عرب اور دیگر قبائل جزیرۃ العرب میں تین مختلف گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے، اس کے بعد یہ تمام متحارب جماعتیں حرمت کے مہینوں (یعنی ذی الحجہ اور محرم) میں باہمی قتل و قتال اور ایک دوسرے کا خون بہائیں گے اور باقاعدہ طور پر دورانِ حج مزدلفہ اور منیٰ میں حجاج کرام کا خون بہے گا۔

چوتھی بات: (۱) امتِ مسلمہ پر گزرے ہوئے چار مختلف نظامہائے حکومت (نبوت، خلافت راشدہ، موروثی بادشاہتیں) میں آخری دور یعنی سلطنتِ جبریہ کا زمانہ اپنے ظلم و ستم میں اپنے اختتام کو پہنچ چکا ہو۔ (۲) حکامِ وقت کی جانب سے اپنے رعایا پر سخت جبر و ظلم اور مصائب کا سامنا ہو۔

ان تمام گذشتہ امور کے متحقق ہونے کی صورت میں دنیا بھر کے متدین ثقہ اور امت کے فکر میں ڈوبے ہوئے مہدی کے نشانیوں سے واقف حضرات امام مہدی کو مکہ میں پاکر بیعت کی درخواست کریں گے وہ وہاں سے مدینہ جائیں گے اسی طرح تین بار مکہ سے مدینہ جانے کے بعد جب منیٰ میں خونریزی کا مسئلہ رونما ہو جائے گا، تو ناچاہتے ہوئے امام مہدی سے بیعت لیا جائے گا۔

اس وقت میں مسلمانوں کی ذمہ بنتی ہے کہ وہ علمائے کرام کی اتباع کر کے حالات کے نزاکت کا خیال رکھتے ہوئے ان کے نقشِ قدم پر چلے، ہر گز مہدویت کا دعویٰ کرنے والے شخص کے مخالفین میں سے نہ ہو جائے، ان کے خلاف زبان استعمال نہ کریں، بیجا تبصرے اور تجزیوں سے احتراز کریں، جب کہ سیاسی زعماء، عسکری قیادت اور دیگر اہل حل وعقد کی خدمت میں درخواست ہے، کہ ان اوقات میں علمائے

کرام کے متفقہ فیصلے کے مطابق کاروائی میں شرکت کرنے کے لیے مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھیں:

۱۔ حرمین شریفین کی حفاظت نہایت ہی اہم فریضہ اور تمام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے، مگر احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں علمائے کرام کے بتائے ہوئے ہدایات پر عمل نہ کرنے کی صورت میں ملک و قوم اور عالمِ اسلام کو بہت ہی خطرناک نتائج کا سامنا ہو سکتا ہے۔

۲۔امام مہدی کا ظہور کفری طاقتوں کے اختتام کی آخری گھڑی اور خلافت علی منہاج النبوۃ کی ابتداء شمار ہو گی، مہدی برحق کے فوج کے خلاف اس زمانے میں کسی بھی مسلم یا غیر مسلم ملک کے ساتھ اتحاد کرنا قہرِ الٰہی اور عظیم وبال کا پیش خیمہ ہو سکتا ہے، مثلاً اس دور میں روسی بلاک میں ایران، شام اور دیگر ممالک شامل ہیں اب اگر بیت اللہ میں مہدی کا دعویٰ ہو جائے، تو سعودی حکومت کی موجودگی کی صورت میں امریکی بلاک(جس میں یورپ، سعودی عرب اور دیگر عرب ممالک داخل ہیں)سعودی حکومت کی درخواست پر اور بیت اللہ کی حفاظت کا نعرہ لگا کر مسلمانوں کو متحد کر کے مہدی مخالف لشکر تشکیل کرنا اور ان کے خلاف لڑنا احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں ایک عظیم غلطی شمار ہو گی، اگرچہ اس وقت مسلم فوج کے اتحاد کا چیف کمانڈر پاکستانی کیوں نہیں۔

اور اگر سعودی حکومت گر چکی ہو، یا تو ایران، یمن، شام اور روسی بلاک یا پھر اردن وغیرہ ممالک نے قبضہ کر لیا ہو، تو اس وقت میں مہدی مخالف لشکر کا ساتھ دینا بہت خطرناک ہو گی، جس کی تفصیل ذیل میں ذکر کی جاتی ہے:

اگر مہدی کا دعویٰ کرنے والا شخص حقیقی مہدی ہو، تو اس کے خلاف لڑنے والے زمین میں دھنس دیئے جائیں گے، اب اگر کسی ملک کا فوج ان کے ساتھ شریک ہو، مثلاً اگر پاکستان کا فوج بیت اللہ کی حفاظت کے لیے جائے اور خدانخواستہ وہاں زمین میں دھنس جائے، تو یہ فوج بھیجنا امام مہدی مخالف لشکر کے ساتھ اتحاد کی ابتداء ہو گی، اس دوران اگر خدانخواستہ ہندوستان پاکستان پر حملہ کر دے، تو بیک وقت بین الاقوامی سطح پر ہم دو محاذوں میں منقسم ہونے کی وجہ سے اپنے ازلی دشمنوں یعنی بھارت سے شکست کھانے کے قریب ہوں گے۔

پانچویں بات: آدمی اپنی استطاعت کے مطابق "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" کرتا رہے اور جہاں تک ہو سکے، لوگوں کو برائیوں سے روکے اور نیکیوں کی ترغیب دیں اور اگر معاشرے میں اس طرح کرنا ناممکن ہو جائے اور برائیوں سے روکنا ہاتھ اور زبان سے ناممکن ہو اور نیکیوں کی دعوت مشکل ہو جائے، تو کم از کم دل میں ان برائیوں کو ناپسند جان کر ان سے اجتناب کریں۔ اب یہاں چند امور کو دیکھنا لازمی ہے:

ا۔اس صورت میں دیکھے کہ اگر شعائر اللہ باقی ہیں مثلاً اذان، نماز باجماعت، مسلمانوں کا باقاعدہ امیر اور حکمران یا پھر مسلمانوں کی جماعت تو ان کے ساتھ رہ کر اپنے گھر میں رہے اور مقدور بھر کوشش کرتے ہوئے زندگی گزارے، نافرمانیوں اور دیندار لوگوں کے خلاف ہاتھ اور زبان استعمال نہ کرے، جیسا کہ فرمایا: (یا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لاَ يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ)

یعنی پہلے نمبر پر اپنے نفس کی اصلاح ضروری ہے اور اس کے ساتھ ساتھ منکرات اور فواحش کو روکے جیسا کہ حدیثِ مبارک میں فرمایا: "تم میں اگر کوئی خلافِ شریعت کام کو دیکھے، تو ہاتھ سے روکے، ورنہ زبان سے روکے اور اگر یہ طاقت بھی نہ ہو، تو دل میں بُرا جانے اور یہ ایمان کا سب سے کم درجہ ہے۔" اور اگر کوئی تمہاری بات نہ مانے، تو تم پر ان کے گناہ کا کوئی وبال نہیں۔[1]

۲۔ اور اگر دین واسلام کا علامات یعنی شعائر اللہ اذان، نماز باجماعت، مسلمانوں کا باقاعدہ امیر اور حکمران اور یا مسلمانوں کی جماعت ہو، اگرچہ گناہ گار کیوں نہ ہو اور تمہارے مال کو ضبط کر کے تمہیں ضرب کا نشانہ بھی بنائے، تب بھی اس کی اطاعت لازمی ہے۔[2] یا پھر صرف مسلمانوں کی باقاعدہ جماعت ہو اور متفقہ امیر نہ ہو، تب بھی ان مسلمانوں کے ساتھ رہ کر معاشرت اور اجتماعی زندگی گزارنا ضروری ہے، مگر اس دوران قاتل ومقتول تمام لوگوں، مختلف فرقوں سے الگ تھلگ ہو کر اپنے گھر میں بند دروازوں کے اندر زندگی گزارنا چاہیے، جیسا کہ علامہ ابن حجرؒ نے فرمایا: کہ جب لوگوں میں وعدہ خلافی، امانت میں خیانت، باہمی اختلافات اور دوسرے خلافِ شریعت کام شروع ہو جائے، تو اس وقت عوام کی فکر چھوڑ کر صرف اپنے آپ کو شریعت کی پابندی تابعدار بنائے، چنانچہ حدیث سے فرمایا: "كيف بك إذا بقيت في حثالة من الناس" "مثل حديث أبي هريرة سواء وزاد قال فكيف

---

1 تفسیر النسفی، ج ۱ ص ۴۸۰۔ معارف القرآن، ج ۳ ص ۲۵۲۔

2 فتح الباری، کتاب الفتن، باب: کیف الامر اذا لم تکن جماعۃ کان تامۃ، ج ۱۳ ص ۳۶۔

تأمرني يا رسول الله قال تأخذ بما تعرف وتدع ما تنكر وتقبل على خاصتك وتدع عوامهم"[1]

۳۔اور اگر مسلمانوں کی باقاعدہ کوئی جماعت نہیں، تو پھر سب لوگوں کو چھوڑ کر پہاڑ کے دامن میں بکریوں کو چرا کر اپنی زندگی بسر کرے، لیکن یہ اس وقت ہے کہ امیر اور حکمران نہ ہو، اور اگر امیر یا حکمران تو نہیں، مگر مسلمانوں کی جماعت باقی ہو، تب بھی گھر بار چھوڑنا درست نہیں، جیسا کہ فرمایا: "تلزم جماعة المسلمين وإمامهم» قلت: فإن لم يكن لهم جماعة ولا إمام؟ قال: «فاعتزل تلك الفرق كلها، ولو أن تعض بأصل شجرة، حتى يدركك الموت وأنت على ذلك"[2]

چھٹی بات: تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ دیندار اہل علم اور نیک لوگوں کی صحبت میں رہ کر افراط اور تفریط سے بچتے ہوئے زندگی گزارے، سیکولر، لبرل اور دنیا دار لوگوں کے پیچھے جانا یا ان کے کالم پڑھنا، ملحدین اور متجددین کے آراء کو دیکھنا، غیر مسلموں اور گمراہ لوگوں کی کتابوں سے اجتناب بہت زیادہ لازمی ہے، چنانچہ فرمایا کہ فتنوں کے زمانوں میں جو شخص ان کے قریب رہا، وہ ضرور اس میں

---

1 فتح الباری، کتاب الفتن، باب: اذا بقی أی المسلم فی حثالة من الناس، ج۱۳ص۳۹۔

2 فتح الباری، کتاب الفتن، باب: کیف الامر اذا لم تکن جماعة کان تامة، ج۱۳ص۳۵۔

گرے گا (اگرچہ کتنا ہی نیک اور بزرک کیوں نہ ہو، ہاں البتہ کسی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد شاملِ حال ہو، تو دوسری بات ہے)۔ لہذا ان تمام امور سے احتراز لازمی ہے۔

ساتویں بات: فتنوں کے ایام میں لوگوں سے الگ تھلگ، گوشہ نشینی اور عزلت کی زندگی گزارنا ایک بہت بڑی بچاؤ کی تدبیر ارشاد فرمائی، جب کہ ہلاکت اور بدبختی اس شخص کے قسمت میں آئے گی، جو ہر جگہ خطبہ دیتا ہوا، نصیحت کرتا ہوا، ظاہری دیندار پر لوگوں کو دھوکہ دے کر دین کے نام پر دنیا جمع کرنے کا عادی بن جائے، تو وہ شخص ان فتنوں سے نجات نہیں پا سکتا، چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ کی ایک روایت میں فرمایا: " أسعد الناس في الفتن كل خفي نقي، إن ظهر لم يعرف، وإن غاب لم يفتقد، وأشقى الناس فيها كل خطيب مسقع، أو راكب موضع، لا يخلص من شرها إلا من أخلص الدعاء كدعاء الغرق في البحر" ترجمہ: فتنوں کے زمانے میں نیک بخت آدمی وہ ہے، جو خاموش الگ تھلگ رہ کر حرام سے پاک زندگی گزارتا ہو، اگر لوگوں کے سامنے ہو، تو لوگ اسے نہ پہنچانے اور اگر موجود نہ ہو، تو اسے نہ ڈھونڈا جائے، جب کہ فتنوں کے ایام میں بدبخت وہ آدمی ہے، جو زورِ خطابت لگانے والا اور ہر جگہ حاضر باش رہنے والا ہو، ان فتنوں کے شرور سے وہی شخص نجات پائے گا، جو خالص حضورِ قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر اس شخص کی طرح دعا مانگے، تو دریا میں غرق ہونے کے قریب ہو۔[1]

---

[1] الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۷۲۰، ج ۱ ص ۲۵۵۔

فتنوں کے ایام میں خانقاہوں کا قیام:

اس روایت میں فتنوں سے بچنے کے لیے جہاں دیگر امور تجویز فرمائے گئے، ان میں بڑی چیز گوشہ نشینی اور یکسوئی کو بھی بتایا، جس کے لیے خانقاہوں کا قیام معاشرے میں نہایت ہی ضروری ہے، کیونکہ روایت میں فتنوں سے بچنے کا آسان علاج گوشہ نشینی اور عزلت بتایا گیا اور یہ اسی وقت ممکن ہے، جب آدمی میں حبِ جاہ، حبِ مال اور تکبر، کبر، گھمنڈ وغیرہ نہ ہو۔

اور علمائے کرام کے لیے بے حد ضروری ہے کہ وہ نیک صالح، متبعِ شریعت، بدعات ومنکرات سے دور کسی عالمِ دین پیر سے بیعت کرکے اس کی صحبت میں زندگی گزارے، اس کے بغیر آخری زمانے کے مصائب سے بچنے نہایت دشوار ہے، کیونکہ ان امراض باطنہ میں مبتلا شخص کو عزت اور عہدے کے بغیر سکون نہیں مل سکے گا، جب کہ اس زمانے میں عہدے صرف مرتبے ذلت اور حقارت کے ساتھ ساتھ آزمائشوں میں گرنے کا ذریعہ بنیں گی۔

فتنوں سے بچاؤ کا عظیم نسخہ حضورِ قلب سے دعا:

اس روایت میں فتنوں سے بچنے کی ایک اور تدبیر یہ بتائی گئی کہ دل ودماغ کے استحضار کے ساتھ پانی میں ڈوبنے والے شخص کی طرح دعا مانگنے سے ہی بچنا ممکن ہے، اس کے بغیر کوئی آدمی نہیں بچ سکتا، یعنی جس طرح ڈوبنے والا اپنے آپ کے لیے زندگی کی ایک رمق بھی نہیں پاتا، بلکہ اس کی تمام امیدیں صرف اور صرف اللہ

تعالیٰ سے وابستہ ہو چکی ہوتی ہیں اور وہ اس حالت میں دعا مانگتا ہیں، تو فتنوں کے ایام میں ایسے دعا کے بغیر بچاؤ ممکن نہیں۔

فتنوں سے بچنے کا آسان حل اللہ تعالیٰ کا ذکر:

سنن ابن ماجہ میں حضرت ابو امامہ الباہلیؓ سے فتنوں کے ایام کے بارے میں ایک طویل حدیث کے آخر میں فرمایا کہ آخری دور میں بارش نہیں برسے گی اور نہ زمین گھاس اگائے گی، جس کی وجہ سے لوگ بھوک کی وجہ سے ہلاک ہو جائیں گے، پوچھا گیا، جب زمین کچھ نہیں اگائے گی، تو لوگ کیا کھائیں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اس زمانے میں بچنے کے لیے تسبیح، تکبیر، تہلیل اور تحمید کام کرے گی اور یہ کھانے کا کام دے گی۔[1]

اس روایت سے بھی معلوم ہوا کہ ابھی سے جس طرح بھوکا رہنے کا عادی بنانا ضروری ہے اور ایسے ہی ذکر و تسبیح کی پابندی بھی لازمی ہے، تاکہ اس زمانے میں ذکر کرنا آسان ہو۔

فتنوں سے بچنے کے لیے اپنے بچوں کو آئندہ ایام کے لیے ابھی سے تربیت:

امام ابن ماجہؒ اس حدیث کے بعد فرماتے ہیں میں نے ابو الحسن الطنافسیؒ سے سنا وہ فرما یا رہے تھے، کہ عبد الرحمن المحاربیؒ کو کہتے ہوئے سنا کہ یہ حدیث بچوں کے استاذ اور مؤدب کو دینا چاہیے، تاکہ ابھی سے بچوں کو مدارس، مکاتب اور اسکولوں میں

---

[1] یہ حدیث ضعیف ہے۔ سنن ابن ماجہ، باب فتنۃ الدجال و خروج عیسیٰ بن مریم، رقم: ۴۰۷۷، ج ۲ ص ۱۳۵۹۔

سکھلائے۔[1] تاکہ بچے ابھی سے ذکر و تسبیح کے عادی بن جائے، تاکہ اس زمانے میں مشکل نہ ہو۔

امام مہدیؓ کے لشکر میں شامل ہونے کے لیے اہم اعمال:

دین کے جان بازوں کے ساتھ تعاون اور ان پر انفاق کر کے باقاعدہ نوافل اور دعاؤں کا اہتمام جاری رکھیں، ایسے ہی تمام شعبہ ہائے دین کے ساتھ محبت اور اہل بیت کے ساتھ دلی عشق کا معاملہ کریں۔

دنیا بھر میں مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کا تصور کر کے ان بچوں کو اپنے اہلو عیال کی طرح گمان کر کے ان کا بدلہ لینے کا بار بار عزم کرتے رہنا اس عظیم قافلے میں شامل ہونے کا باعث بن سکتا ہے۔

یورپ، امریکا اور دوسرے غیر مسلم ممالک میں رہنے والے مسلمانوں کے نام نبی کریم ﷺ کا ایک اہم پیغام:

خلافتِ عثمانیہ کے سقوط سے پہلے پوری دنیا کے مسلمان عام طور پر اپنے اپنے ملکوں میں بستے تھے، بہت کم ہی ایسا ہوا کہ کوئی مسلمان اپنا ملک اور شہر سے ہجرت کر کے دوسرے ملک گیا ہو، اگر کبھی کبھار ایسا ہوا، تو مسلمانوں کی ہجرت اسلامی ممالک اور

---

[1] سنن ابن ماجہ، رقم: ۴۰۷۷، ج ۲ ص ۱۳۵۹۔

شہروں تک محدود ہوتی تھی اور وہ بھی حصولِ علم، تجارت یا دوسرے صحیح مقاصد کے لیے ایسے اسفار ہوتے تھے۔

کفار کے ملک میں اسلامی فتوحات کے بعد ہی جانا ہوتا تھا، اور اس بارے میں خوب جانچ پھٹک کے بعد ہی کوئی قدم اٹھایا جاتا تھا، جیسا کہ حضرت عمرؓ کے دور میں شام، عراق اور فارس کی فتح کے بعد اکثر کبار صحابہ کرامؓ کو مدینہ میں ہی رہنے پر پابند کیا گیا تھا اور اگر کوئی صحابیؓ مدینہ سے باہر جاتا بھی، تو اس کو باقاعدہ مشورہ کے تحت کسی خاص مقصد کے لیے بھیجا جاتا، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور دوسرے صحابہ کرام کو دعوت یا تعلیم کے لیے بھیجا گیا، تاہم جن حضرات کو اجازت دے دی گئی تھی، ان میں بھی کڑی شرائط کو ملحوظ رکھا گیا تھا، جیسا کہ حضرت عمرؓ کے

دورِ خلافت میں قرآنی اجازت کے باوجود اہل کتاب سے سد اللذرائع نکاح نہ کرنا۔ تاہم جہاد، تبلیغ اور اہم تجارتی مقاصد کے لیے خلیفۂ وقت یا ان کے مقررہ گورنر کی اجازت کے بغیر جانا نہایت ہی مشکل امر تھا، کیونکہ اسلامی ممالک میں امن وامان، عافیت وسکون کے ساتھ ساتھ دین ودنیا کی اکثر وقتی ضروریات میسر تھیں، مگر سلطنت عثمانیہ کے سقوط اور استعماری طاقتوں کے عروج اور سفر کی مشقتوں میں کمی کے نتیجے میں مسلمانوں نے کفار کے علاقوں میں رہنا شروع کر دیا اور اب ان کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی ہے، اگر وہاں مسلمان کافی حد تک اپنے طور پر اسلامی ثقافت اور دینی ماحول کے اہتمام کی کوشش کرتے رہتے ہیں، لیکن بین الاقوامی حالات میں تغیر کے بعد کفار نے اب مسلمانوں سے قلبی بغض وعداوت کو مہذب طریقوں سے نکل کر غیر مہذب راستوں سے کرنا شروع کر دیا، جس میں گذشتہ دنوں لندن میں مسلمانوں کے لیے

مارنے کے دن کا قیام اور مسلمان مرد وعورت پر تیزاب سے حملے اب عام رواج بن چکے ہیں، ان حالات میں ہمارے لیے احادیثِ مبارکہ ان صورت حال میں کیا رہنمائی کرتی ہیں، آیئے اس ارشاد کو غور سے سن کر ابھی سے جلد از جلد اپنے ممالک واپسی کی راہیں ڈھونڈ لیں، ورنہ وہ دن دور نہیں، جس کے بارے میں رسول اکرم ﷺ نے ہمیں اطلاع دی، وہ دن آجائے اور پھر ہمارے پاس مہلت نہ ہو، فرمایا: عن أبي الأسود الدئلي، سمعت عبد الله بن عمرو، يقول: «يوشك أن لا يقبى في أرض العجم من العرب إلا قتيل، أو أسير يحكم في دمه»[1] **ترجمہ: ابوالاسود الدئلی سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمروؓ سے**

سنا، وہ فرمارہے کہ قریب ہے کہ سرزمین عجم پر کوئی عرب باقی نہیں بچے گا، سوائے اس کے کہ اسے قتل کردیا جائے، یا پھر قید کرکے اسے موت کی سزا سنائی جائے۔

آئندہ زمانے والے ہونے والی اس پیشن گوئی کوئی عقلی چیز نہیں، جس کو حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے خود سوچ کر بتائی ہو، یقینا نبی کریم ﷺ سے سنی ہوگی، اب روبروان کی نشانیاں پوری ہونے جارہی ہے، لہذا یورپ اور امریکہ سمیت دنیا بھر کے تمام مسلمانوں کو درخواست ہے کہ نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد کو غور سے پڑھ کر گرد وپیش کے احوال کا جائزہ لے کر سوچ سمجھ کر آئندہ کے بارے میں قدم اٹھائیں، جب کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ایک روایت میں یہ فرمایا:" وتثب الروم على ما بقي في بلادهم من العرب فيقتلونهم، حتى لا يبقى بأرض الروم عربي ولا

---

[1] المستدرک علی الصحیحین للحاکم، رقم: ۸۴۶۵، ج۴ص ۵۲۲۔ امام ذہبیؒ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

عربية، ولا ولد عربي إلا قتل"[1] ترجمہ: اور روم میں باقی ماندہ عربوں پر رومی شیر کی طرح جھپٹ کر قتل کریں گے، یہاں تک کہ سرِ زمینِ روم پر کوئی عربی مرد، عورت باقی نہیں بچے گی۔

اس روایت میں گذشتہ حدیث کی مزید وضاحت ہو گئی کہ غیر مسلم ممالک میں رہنے والے مسلمانوں کے ساتھ وہی ہو گا، جو برما کے مسلمانوں کے ساتھ ہو رہا ہے۔ ابھی بھی وقت ہے، نبی علیہ السلام کے ارشاد پر عمل کریں۔

******

[1] الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۱۲۵۲، ج ا ص ۴۱۷۔

ادارے کی دیگر کتب

کتاب کا نام	مولف/ محقق کا نام	موضوع
نشر العرف فی بناء بعض الاحکام علی العرف (محقق، مخرج)	ثناءاللہ فاضل دار العلوم کراچی	فقہ حنفی
تنبیہ الولاۃ والحکام علی احکام شاتم خیر الانام أو أحد أصحابہ الکرام علیہ و علیہم الصلاۃ والسلام (محقق، مخرج)	ثناءاللہ فاضل دار العلوم کراچی	فقہ حنفی
توہین رسالت وتوہین صحابہ علامہ ابن عابدین کی نظر میں	ثناءاللہ فاضل دار العلوم کراچی	فقہ حنفی
الفتاوی الخیریہ لنفع البریۃ	ثناءاللہ فاضل دار العلوم کراچی	فقہ حنفی
امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے بنیادی اصول	عبید الرحمن فاضل دار العلوم	

وضوابط، متعلقہ احکام ومسائل	کراچی	
مسئلہ تکفیر کے بنیادی اصول وضوابط، متعلقہ احکام ومسائل	عبیدالرحمن فاضل دارالعلوم کراچی	عقائد وکلام
مبیع میں کمی یا زیادتی ظاہر ہونے کا تحقیقی مطالعہ	عبیدالرحمن فاضل دارالعلوم کراچی	فقہ